

TIGHT BINDING BOOK

**TOTAL DAMAGE
BOOK**

The Drinched Book

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224304

UNIVERSAL
LIBRARY

جلد ۱۲

نظارہ پرستان

نامی مصنف رینالدس کا زبردست ناول

اس مصنف کے حریف ناول بھی ملاحظہ فرمائیے
فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) باپ کا قاتل - خونی تلوار وغیرہ
مصنف مترجم

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالدس تیرتھ رام فیروز پوری

اگر آپ اب تک اس ناول کے سواں خریدار نہیں تھے تو ہم سالاہذا کر کے اب بن جائے
اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی ہے

لال برادر س

مقام اشاعت ٹوٹرہ وون

صلحد فترہ - مد پار سنز روڈ ٹوکھا لاہور

یہ پریسنگ می میں ہاتھم سوئی مانڈ منیسی چھی اور لال برادر س ٹوٹرہ وون کے ساتھ

حقوق محفوظ

قیمت عدد

اشاعت اول

بینالڈس کا بلند ترین ناول

مسٹر زراف لہزن

اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

سلسلہ اول

سلسلہ ثانی

بینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ اور غیر متغیر
قابل مصنف نے اس میں نیکی اور برائی کے دو درجے
معیّن کئے ہیں اور دونوں جان ایک ہی وقت میں ان
دو شرکوں پر ایک ہی منزل مقصود کا مایابی کی طرف
روانہ ہوتے ہیں پہلی روشاگرد اور پرشور مقامات ہی
گنہ گار ہی ہے۔ مگر اس کے کنا سے جا بجا آسانی فرد کا یہ
موجود نہیں۔ دوسری سیدھی و صلوٰۃ اور بلا شہواب
مگر عین فتنے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے بڑھے مصنف
یہ دکھانا چاہتا ہے کہ مادی وجود ہر قسم کی مصیبتوں کے نیکی
کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے
میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر خودی طور پر
اس قدر متنوع ایسے عجیب سے حیرت خیز کہ کٹر مخالف
کے لئے ہیں کہ ان پر ہنسنا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔

جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۴۸ صفحات سے
زیادہ قیمت یہ سہہ مصروف لڑک لگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں حصہ اول
کی قیمت غیر اد. باقی حصہ ۱۲ علاوہ محصول لڑک ہے

بینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹر زراف لہزن کے
دوسرے حصے میں بیویوں کہنا چاہئے کہ وہ جدا ہو گئے تھیں
میں جنہیں اس حصہ سے شائع کیا گیا ہے سلسلہ ثانی
سلسلہ اول کی پہلی طبعی مضبوط بالکل مختلف ہے
اس ناول کا یہ حصہ نہایت خطرناک اور پٹا بالکل منحرف
مگر دلچسپ اور متحرک ہے۔ متنازعہ یہ سلسلہ... اگر ممکن ہو جائے
... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک ستیا رخی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ
اول میں اس طریقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس
میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف
نے یہ ثابت کیا کہ دولت خزان میں انسان کی فطری
خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی اور کوئی میں فیاضی اور
مشترافت کا جو ہیرو دہ تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی
بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔

جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۴۸ صفحات سے
زیادہ قیمت یہ سہہ مصروف لڑک لگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں حصہ اول
کی قیمت غیر اد. باقی حصہ ۱۲ علاوہ محصول لڑک ہے

لال برادر س۔ پارسر وڈ نوکھا لاہور

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو مجھ کا سنی آرڈر بھیج کر اب بن جائے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماحولہ بذریعہ رجسٹری حاضر خدمت ہوتی رہیگی

چونکہ وہیں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم بینالڈس کا زبردست ناول

تیرکھ رام فیروز پوری

سرگرم فنانس لندن - خوشی نوار وطن پرست وغیرہ

۱۹۲۵ء

لال برادرس

دیرہ دون

صد دفتر - ۴ پارسنز روڈ نوکھ - لاہور

حقوق محفوظ

قیمت عدد

اشاعت اول

نوطبع اور نایاب کتابیں

تیلے یا محاصرہ غرناطہ - انگلستان کے مشہور مصنف لارڈ لٹن کا وہ متنی عن التعریف تاریخی ناول جس کے چند باب کبھی حبش محمود مرحوم نے تہذیب الاخلاق میں ترجمہ کرنے کے بعد اسے ناقام چھوڑ دیا تھا۔ اب سید امتیاز علی تاج نے مکمل ترجمہ کر کے چھپوایا ہے ہسپانیہ میں اسلامی تہذیب و تمدن کی آخری جھلک۔ مورخانان کے نفسی شہنشاہ ابو عبد اللہ کا حسرت ناک انجام۔ تحفظ وطن و مذہب کے لئے غرناطہ کے مرد میدان موسیٰ ابن علی غنان کی سرگرم مساعی۔ محکمہ احتساب کے ہونا کہ مظالم حصول آزادی کے لئے یہودیوں کی دیوانہ وار کشمکش اور مذہبوں اور سلطنتوں کی اس جدوجہد کے درمیان بیٹے ایک مجنون یہودی کی کی معصوم دختر۔ جو قوم یہود کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے پر دمان چڑھائی گئی تھی غرناطہ کے مسلم مرد میدان کو چاہئے تھی۔ واقعات کی روا سے کہیں سے کہیں بہانے لگے۔ اور وہ عیسائیت کی آغوش میں جاتی ہوئی اپنے نامراد باپ کے خنجر سے تمام ہو گئی۔ انداز تحریر کے شکوہ۔ افراد قصہ کی سیرت کے مکمل بیان اور صحیح تاریخی واقعات اور اثر و تاثر کے لحاظ سے ادب اردو میں ایک حیرت انگیز اضافہ ہے۔ قیمت عام

والستہ تقدیر - چارلس گاروس کے زبردست ناول "لنڈن بائی فینٹ" کا ترجمہ منشی امجد علی صاحب کے قلم سے۔ گاروس کے ناول انگریزی میں لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہوئے ہیں۔ اردو میں بھی ان کا لطف دیکھئے۔ سرور قی پر انگلیں قصور ۲۰ صفحہ صفر عذرا - سر رائڈر میگرڈ کے زبردست ناول "شی" کا ترجمہ ضعیف و امین کا نہایت دلچسپ سفرنامہ ہے۔ امین کے باپے جو تاسرہ کے جانے اور میں طالب علمی کرتا تھا۔ ضعیف کو موت کی کرہ بان میں میرا ایک نور و سال بچہ ہے وہ تھا ہے پاس پہنچایا جائے گا۔ اور ایک صندوقچی بھی ضعیف کے سپرد کی اور کہا کہ جب امین باغ ہو جائے تب یہ صندوقچی کو ملی جائے۔

چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ اور اس صندوقچی میں سے ایک تھرینگلی جس کے بوجب ضعیف دین افریقہ کے لوق و دوق جنگلوں میں ایک عجیب و غریب لیل باز ایک عورت کے ملک میں پہنچے جو نہرا سال سے زندہ چلی آتی تھی۔ اور ملک کے شعلوں میں نہایا کرتی تھی۔ عجیب و غریب حالات تھے

لال برادر س، راپرنسز روڈ نوٹکھا لاہور

نظارہ پرستان

چودھویں جلد

باب - ۸۶

بازارِ حسن

اس نامک کاسین پھر ایک بار میڈم اینجلیک کے عشرت کہہ دیں بدلتا ہے ۔ اور ہم اپنے ناظرین کو سیبھا آئینہ دار دروازہ کی بیٹھاک میں بے چلتے ہیں ۔

اس کردہ میں سابق کی طرح اب بھی چار نازک ادا کا فر جمال حوریں جمع ہیں ۔ مگر دو ایسی جن کا ذکر پیشتر نہیں ہوا باقیوں میں سے ایک فرانسیسی حسینہ ارمنستان اور دوسری جرمن نازنین لٹا ہے تیسری اور چوتھی جو نئی ہیں ۔ ان کا حال آگے چل کر بیان کیا جائیگا چاروں نے شام کے پہننے کا خوش رنگ لباس پہنا ہوا تھا ۔ جو ان کے حسن کا دل کو اور نمایاں کرتا تھا ۔ اگرچہ یہ کہنا غلط ہو گا کہ اس پوشاک میں ان کا جمال پوری خوبیوں کے ساتھ ظاہر ہوتا تھا ۔ کیونکہ حسن کی خوبی تبھی تک ہے ۔ جب تک حیا ساتھ ہو ۔ اس کے بغیر خوبصورتی کوئی چیز نہیں ۔ پھر بھی جیسا بیان کیا گیا ہے ۔ اس لباس میں ان کے دلکش خط وخال پوری عریانی میں ظاہر ہوتے تھے ۔ اور ان کے جلوہ بے پناہ کی نمائش و صوفستانی کا کوئی دقیقہ فرو گزشت نہ کیا گیا تھا جس کے اکھاڑے کی چاروں پر یاں اس دقت ایک عجیب انداز تغافل سے بیٹھی ہوئی تھیں ۔ یہ اداب گو شروع میں ان کو برے استہام سے سکھائے گئے تھے ۔ مگر رفتہ رفتہ وہ اس درجہ عادی ہو گئیں کہ اب وہی باتیں بے خبری میں ظاہر ہوتی تھیں ۔ اس دقت کوئی مصدر حسن بے باک کی چاقو تیریں سپرد ظلم کرنے کی کوشش کرتا تو ان لڑکیوں سے بہتر نمونے

حاصل کرنا واقعی غیر ممکن تھا۔

لیکن ہر چند یہ مکان انسان کے اوسنے جذبات کے لئے موقوف اور وہ مگر خاں شیریں
اداجن کا حسن اس کی زینت تھا۔ گناہ کے تائیک غار میں گرمی ہوئی بھٹیں۔ پھر بھی نہ اس
کمرہ نشست نہ اس کے مکینوں کے انداز میں کوئی ایسی نظر آتی تھی۔ جو مذاق سلیم کے
خلاف یا حیات لطیف کے لئے مگر اس سبھی جاتی۔ سالن اعلیٰ اور مشرقی میاں زینت کے
مطابق مختار مگر نہ دیواروں پر خوش تصویریں آویزاں نہ کوئی اور بات خلاف ادب نظر
آتی تھی۔ فی الحقیقت وہ کمرہ کسی امیر کبیر کے مشکوہ دولت کی جائے نشست سے
مختلف نہ تھا۔ اور اس کی ہر تفصیل میں وہ تمیز اور سلیقہ نمودار تھا جسے فقط اعلیٰ طبقات
سے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ کمرہ کے وسط میں بے داغ میز پر بیش قیمت شراب اعلیٰ اٹھایا
اور لذت پھل اہتمام کے ساتھ چنے ہوئے تھے۔ مگر ان غمر طاعت حسینوں میں سے جو دلوں
موجود تھیں۔ کسی ایک کی نظریں حریصانہ انداز سے اس خوان بولہوں کی طرف نہ جاتی
بھٹیں۔ ان نادرات کی طرف انہیں قطعاً رغبت نہ تھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ ایسی
خستوں کی ہمیشہ سے عادی ہیں۔ ان کے لئے ان چیزوں میں کوئی خاص دلکشی موجود نہیں۔

جیسا ہم نے بیان کیا ہے چاروں لڑکیاں خوب بن سنور کر بیٹھی تھیں۔ ایک کا چہرہ
ایک اعلیٰ تھا۔ اور حسن کی ارادی نمائش میں ان کی طرف سے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا گیا
تھا۔ مگر کمرہ کی عام حالت کی طرح ان کے داب واداب میں بھی تہذیب و دانش کی کاثر غالب
تھا۔ ان کی موجودہ حالت دیکھ کر سخت تر نقاد کو بھی ہلکا پڑتا کہ اب ان کا نام کچھ بھی رکھا
جائے کسی زمانہ میں لاریب وہ بیگمات تھیں۔ ان کے ہر بات سے سلیقہ اور ہر ایک حرکت
سے تمیز و ادبی ظاہر ہوتی تھی۔ نہ ان کی گفتگو بے ہودہ۔ نہ ان کی دغا میں بے باک اور نہ ان
کی جتن سے فردمانگی کا اظہار ہوتا تھا۔ غرض جتنے عجیب عام بازار میں عورتوں میں دیکھے جاتے
ہیں۔ وہ ان کی ذات سے مفقود تھے۔ اور گو بازار حسن کا یہ منظر بجائے خود کم شرمناک نہ تھا
پھر بھی ایک اس کمرہ کی زینت دوسرے مکینوں کا انداز شرافت یہ دونوں باتیں ایک
مدت تک اس کی تحفیف کا ذریعہ تھیں۔ اگر ہمارا خیال غلط نہیں تو زمانہ حال کے بابل کی
حدود میں حسن فردوسی کا اس سے مہذب انتظام بہت کم دیکھا گیا ہوگا جس کی وجہ خدایہ یہ ہو
کہ سیدم ایجنیک کو کام کی رذالت کے باوجود کوٹھی کی حرمت پر بہت ناز تھا۔ وہ خود ان

دیکھوں سے ہمیشہ بیگمات کی طرح سلوک کرتی تھی۔ اور نوکرا بنوں تک کو حکم تھا کہ ان سے گفتگو کرتے ہوئے شائستگی اور تہذیب کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں۔ اور کسی حالت میں کوئی بے جا بات کہنے کی جرأت نہ کریں۔

اس وقت حبیہ کا حال ہم کچھ رہے ہیں۔ جرمن نازین لٹا بال بکھرے ایک صوفے پر دراز تھی۔ اس کے پھیلے ہوئے سپید بارونٹے اور سینے کی ہر چمکی نظر پاروں کی کشش کا مرکز تھی۔ صورت سے تھکن اور کسل کا اظہار ہوتا تھا۔ مگر یہ اختیاری اور ارادی حالت اس کے حسن بے عیب کے خطرناک پہلوؤں کو اور نمایاں کرنے میں مدد دیتی تھی۔ نرانیسی سینہ اور منٹان جس کے سیاہ چمکدار باؤں کو سیدھی ٹانگ نکال کر آہستہ کیا گیا تھا۔ اور جوان چاروں میں سبب جامہ زیب تھی۔ بدرجہ قلیل فسر وہ مگر اس ادا کی مدد سے اور زیادہ خوبصورت نظر آتی تھی۔ گو رخ غلط فہمی کے لئے ہم ساتھ ہی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ چاروں کے مقابلہ حسن میں کسی ایک کو باقیوں پر فوقیت دینا بہت دشوار تھا۔ اس وقت وہ اپنی جرمن سہیلی کے پاس ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی اس سے سنسنہنس کر باتیں کر رہی تھی۔

تیسری سحرہ ایک بالغ حسن جوان اور خوبصورت انگریز لڑکی تھی جس کے شباب کی نازگی اس کے جمال جہاں آرا کو دوبالا کرنے میں مدد دیتی تھی۔ سیب کا سا شگفتہ رنگ۔ بھرا ہوا بدن۔ ہجرت رقیق اور تبسم تو بہ شکن تھا۔ ایک نگہ دار کسی پر وہ اس پر کھینچ انداز سے بیٹھی تھی۔ گویا ابھی خواب راحت سے بیدار ہوئی ہے۔ یہ نازین جس کی ذات میں میڈم انجلیک کے عشرت کدہ میں اضافہ جدید تھی۔ کچھ عرصہ پہلے تک ایک رئیس کی دہشت زدہ چٹھی جس نے خود معلوم کس مکر و فریب سے اسکو نیلی اور عصمت کی راہ سے منحرف کیا تھا۔ بہر حال جیسا ان حالات میں عموماً ہوا کرتا ہے۔ اب اس نے دوسرا قدم میڈم انجلیک کی کوٹھی میں رکھا تھا۔ خویش و اقارب کی جمائی کا بظاہر اسے کچھ رنج و ملال نہ تھا۔ یا اگر تھا تو وہ اس کی صورت سے ظاہر نہ ہوتا تھا۔ اس کے انداز میں صبر۔ اطمینان اور بے فکری کا عنصر غالب تھا۔ بال بھر آ نکھیں نیلی اور بدن گلاب کی پتیوں اور دودھ کا مالیدہ تھا۔ دہشت بہت خوشنما۔ قمارت موزوں اور خط وصال متناسب تھے۔ اس پر ہی حال حینہ کا تاہیرین تھا

جس کرسی پر یہ نازک ادا حسنہ بیٹھی یا صمیم لفظوں میں چپے کو جھکی ہوئی تھی۔ اسی کی پشت پر ایک اور کافر جمال و رازق امت لطیف الجملہ نازین کھڑی تھی۔ جس کا طلعت زیبا اس حسن

عالم آشوب کا منظر تھا۔ کہہ دی کی راہ پر چلنے سے پہلے کبھی اس کو محفلِ رقص کی شرکت کا اتفاق نہ ہوا۔ تو وہ بے شبہ اس بزمِ انجم کا سبک روشن اور چمکدار ستارہ سمجھی جاتی۔ اس کے بال سنہری ریشم کی طرح ملائم اور سونے کے تاروں کی مانند چمکتے تھے۔ سر ابا بے غیب۔ رنگت چمپئی۔ آواز فخریٰ اور چشمِ ناز سے بجلیاں کرتی تھیں۔ عمر ۷۱ سال۔ سکونت انگلستان اور وہ ایگلستان کے خوشنام سے موسوم تھی۔ صدرِ افس کہ ہم ایک ایسی قمر طعلت پر بحالِ حسینہ کو جس میں ظاہر و باطن کی سب خوبیاں موجود ہیں۔ اور جس کا نام اپنا پیارا ہے کہ پاک محبت کے دور میں اس کے چاہنے والا بار بار۔ نہ کہ بھی نہ تھکا۔ عفت و عصمت اور غیرت و حیثیت کی جوڑی سے گر کر گناہِ ذلت کی متعفن دلدل میں پھنسا ہوا پاتے ہیں! اس وقت بے اختیار یہی منہ سے نکلتا ہے کہ الہی تو عورت کو جس نے تو نیکی دے۔ نہیں تو اس سے بھی محروم رکھ۔

رات کے نو یا چ بجتے تھے اور لندنا۔ ارمسٹائن میرین اور ایگلستان یہ چاروں میسڈم انجلیک کے عزت کدہ میں بیٹھی ہوئی اس طرح باتیں کر رہی تھیں۔ گویا چار خاندانی بیگماتہں میں کہ کسی امیرِ کبیر کے محل میں بیٹھی ہوئی بہنوں کی طرح گفتگو کر رہی ہیں۔ دفتنا آئینہ دار دروازہ کھلا اور چاروں نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کون آتا ہے بے چینی سے اس طرف نظر اٹھائی۔ مگر جو شخص داخل ہوا۔ بالکل اجنبی تھا۔ اس کا لباس بڑھکینا لگا ہوا زمانہ اور اندازِ سوچیانہ تھا۔ مکہ میں آکر اس نے ٹوپی اتاری۔ اور جھک کر سلام کیا۔ مگر اس بے ہودگی کے ارمسٹائن اور ایگلستان مہینی ضبط نہ کر سکیں۔ گولڈا اور میرین نے بڑے صبر سے کام لے کر اسے آنکھوں تک محدود رکھا۔

”بیگمات کو سلام“ نوادار نے آئینہ دار دروازہ بند کرتے ہوئے ان چاروں کی طرف زمانہ تبسم سے دیکھ کر کہا۔ ”گھبرائے نہیں۔ آپ گو میرا نام شاید معلوم نہ ہو۔ مگر اس گھر کی ماگن بڑھپیانے۔ یہ اشارہ میسڈم انجلیک کی ذات کی طرف ہے۔“ آپ سے میرا ذکر نہیں کیا۔ تو لاؤ میں اپنا تعارف آپ کو دیتا ہوں۔ خادم کا نام سٹر آئیکرک شیڈ بولٹ ہے۔ اور میرے کمر فرمائے میں سرِ حجر ڈمین اور کریل روڈن جی بھائی کو بھیکو ایمانا آئیگ کہا کرتے ہیں۔“

”غالب اس کا اشارہ کشران پولیس کی طرف ہے“ میرین نے آواز دبا کر سہیلیوں سے کہا ”جن دونوں میں لارڈ بلسنگ کے ہاں ہستی تھی تو یہ نام اگر شے میں آیا کرتے تھے۔“

”ہاں میں ہاں“ سٹر شیڈ بولٹ نے جس کی قوتِ سامعہ تیر تھی۔ ان الفاظ کو سن کر صلی

سے کہا۔ آپ نے ٹھیک سمجھا میرا اشارہ کسٹرن پولیس ہی کی طرف تھا۔ جن کی ماتمی مہمان خیر مجھے حاصل ہے۔۔۔ مگر میں کوئی ایسا ویسا سپاہی نہیں ہوں۔ لندن کی پولیس میں نیچے دی درجہ حاصل ہے۔ جو فوج میں کرنل کے ماتحت کسی لفٹننٹ یا اسٹن کا ہوا کرتا ہے۔

یہ معلوم کرنا دشوار تھا کہ مسٹر شیڈ بولٹ نے اس وقت خوب بی رکھی ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ چہرہ سرح آواز بھاری اور چل میں نغز پائی جاتی تھی۔ بلکہ اس لئے بھی کہ اس کے آتے ہی کمرہ کی ہوا میں ایک عجیب تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اور اس طرح کی ہیک آنے لگی۔ گویا کسی نے شراب کے پیسے کامنہ کھول کر کمرہ میں رکھ دیا ہے۔

”آپ کی تعریف تو معلوم ہوئی۔ مگر اب یہ کہنے آپ چاہتے کیا ہیں؟“ میرین نے اس دربار انداز کسل کو جواب تک قائم تھا۔ ایک حد تک ترک کرتے ہوئے پوچھا۔ اور جب مسٹر شیڈ بولٹ نے تھوڑی دیر تک کچھ جواب نہ دیا تو اس نے سوال کو پھر دہرایا۔ چونکہ وہ چند دن پہلے تک ایک امیر کبیر کی صحبت میں رہ چکی تھی۔ اس لئے شیڈ بولٹ ایسے گنوار کی آمد کا سب سے بڑا رنج اسی کو تھا۔

مٹان کیجئے میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔ کیا آپ یہ پوچھتے ہیں کہ میں کیا مینا چاہتا ہوں؟“ مسٹر شیڈ بولٹ نے عملہ پولیس کی مشہور بے تکلفی سے سوال کیا۔ میں ایک نامی جاسوس ہوں۔ اور یہ آنکھیں اچھے برے آدمیوں کی طرح اچھی بری شراب کو کبھی شناخت کرنا جانتی ہیں۔“ یہ کہہ کر اس نے اپنے لطیفہ پر خود ہی زور کا قہقہہ لگایا۔

مگر اس یہودہ مذاق کا لڑکیوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اُنہا وہ اس کی طرف غصہ اور نفرت سے دیکھنے لگیں۔

مگر شیڈ بولٹ ایسے شخص کو ان قہراؤں کا ہونے کی کب پروا تھی۔ بڑے اطمینان کے ساتھ الماری کے پاس جا کر اس نے ایک بڑا سا کلاس کلیرٹ سے چڑکی۔ تاکہ عام ملازمان پولیس کی طرح اسے بھی شراب کے لئے چھوٹا پیمانہ تیار نہ تھا۔ پھر اسے ایک ہی مرتبہ پی کر لمبی گہری سانس لی جس سے غالباً اظہار مسرت و امتنان مقصود تھا۔ اس طرح پر طبیعت کو تروتازہ کرنے کے بعد اس نے صبح زمانہ انداز سے میرین کو دیکھ کر سکرانے کی کوشش کی لہذا کو اشارہ سے بوسہ دیا۔ اسٹائن کی طرف دانت نکال کر دیکھا۔ اور ایک گٹاؤن کی جانب دونوں بازو بھیلادے دیے۔ لڑکیوں کو ان حرکات سے بہت رنج ہوا۔ اور ہر ایک کے چہرے

غصہ اندہ نفرت ظاہر ہونے لگی۔ مگر مسٹر شیڈ بولٹ نے شرمندہ ہونے کی بجائے زور سے قہقہہ لگایا۔ اس کے بعد ایک لمحہ میں ایک دوسرے میں انناس ٹاکر ٹکڑے کران حوران عالم کی طرف مت نظرند سے دیکھتے ہوئے الماری سے لگ کوکھڑا ہو گیا۔

”یہ حالت مجھے برداشت نہ ہوگی۔“ میرین نے تنک کر کہا۔ ”اینگلنڈ کن گھنٹی کے پاس کھڑی ہو جاتی کیوں نہیں۔“ دوسری طرف منہ پھیر کر ”موایہ بچا کہیں کا۔“

”بجاء۔ خوب زور سے گھنٹی بجاء۔“ مسٹر شیڈ بولٹ نے لاپرواہی سے کہا۔ پر اتنا یاد رکھو۔ جب اس کی خبر تہارسی ڈھیا مالکن کو ہو گئی۔ ”یہ اشارہ دیکھ کر میڈم انجلیک کی طرف تھاتو وہ میرا خیر مقدم اور تم کو علامت کرے گی۔ بلکہ حسن و جمال کی کاخ افراد اسیلیو۔ کیا اتنا نہیں جانتی ہو کہ اگر اس نیا رنڈ کو خاص حقوق حاصل نہ ہوتے۔ تو یہاں تک کیسے آتا؟... مگر ایک یہاں پر کیا موقوف ہے۔ کونسی جگہ ایسی ہے۔ جہاں ایماندار ایک شیڈ بولٹ نہیں جاتا۔ اور جہاں اس کا خیر مقدم نہیں ہوتا؟“

اینگلنڈ نے کچھ اس خیال سے کہ یہ شخص واقعی سچ کہہ رہا ہے۔ کچھ پولیس کے لفظ سے ڈر کر جو ہر زمانہ میں اپنے اندر خوف کا عنصر رکھتا چلا آیا ہے۔ کچھ اس خیال سے بھی کہ اگر اس شخص کو بے تکلف چلنے آنے کے حقوق حاصل ہیں۔ تو اسے تہ زدہ کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔ گھنٹی کی رسی کھینچنے کی جرأت نہ کی۔ اور آواز دبا کر میرین سے کہنے لگی۔ ”بہن یہ تو معلوم کرو یہ یا جی چاہتا کیا ہے۔ غالباً اس کو سب حال کہنے میں تامل نہ ہوگا۔ میرے خیال میں اگر میڈم کی گھنٹی اجازت حاصل نہ ہوتی۔ تو ایم برٹن ادھر آنے ہی نہ دیتے۔“

”اچھا تمہیں آپ کی آمد کا اعلیٰ مقصد کیا ہے؟“ میرین نے تنک کر کہا۔

”اؤہ! یہ بیان کرنا کچھ بہت مشکل نہیں۔“ مسٹر شیڈ بولٹ نے جواب دیا۔ چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ اس دنیا دی جنت کی چاروں حوریں۔ اس بزم پرستان کی چاروں پرلیں یہ معلوم کرنے کیسے قرار ہیں۔ کہ ان کے دفاتر خادم اور اونٹے مدارج کی آمد کن حالات میں ہوتی ہے۔ اس لئے سب حال عرض کرنے میں ذرا بھی عذر نہیں۔ پس سنئے اور جان لیجئے کہ میری آمد کا مقصد درجہ اول میں ان گلہ خان شیریں ادا کی زیارت دیدار کرنا تھا۔ جن کا ثانی انگلنڈ کیاروئے زمین پر نہیں ہے۔ درجہ دوم میں میرے لئے اس جنت کے کوثر لینی اس جگہ کی کلیرٹ اور پورٹ کی نفاسات باعث کشش ہوئی۔ درجہ سوم میں کیک کی لذت اور پھلوں کی چاہت اور دھڑکنے

لالی اور درج چہلم میں ... درج چہلم میں اس بڑھنے اس لئے بھی آنا ضروری سمجھا۔ کہ اس گھر کی بڑھیا مالکن سے دو دو باتیں کرنا منظور تھا یہ

اسکی بار مسٹر اڑک شید بولٹ کی غصہ کوئی بے کار نہ لگی لکچادوں اور کیاں انتہائی ضبط کے باوجود اپنا دل فریب تبسم نہ روک سکیں۔ یہاں تک کہ مغزوہ میرین کے فحش فحاشی کا تر جوش بھی اتنے کھل گئے کہ موتیوں کی دوہوار لٹیاں ان کے اندر صاف نظر آ گئیں۔ اس آٹا میں مسٹر شید بولٹ کیمک اور اناس کو باری باری اگلے دانتوں سے کاٹ کر کھاتے ہوئے ان کی طرف نظر استہزاء سے دیکھا کئے جس کے بعد اس کام سے فارغ ہو کر انہوں نے شلوب کا ایک اور گلاس پرکھ کے ختم کیا۔

بھڑپایا۔ اب کہیں اچھی طبع تازہ دم ہو گیا ہوں۔ تم میں سے کوئی اگر یہ بتا دے کہ بڑھیا گھر والی کہاں مل سکے گی۔ تو داخل عنایات ہو گا۔

تیس گھنٹی بجاکر نوکر کو بلاتی ہوں وہ آپ کو ان کے کمرہ میں چھوڑ آئے گا۔ ایگلنٹن نے ہرٹ، کا ایسا سپید اور سڈول بارڈر گھنٹی کی رسی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا مگر۔

”ٹھیکرو۔ بی بی جان ٹھیکرو۔“ مسٹر شید بولٹ نے بعد ہی سے روکا۔ نوکر کو تکلیف دینے کی حاجت نہیں۔ اس سے بڑھیا اور گھبرا اباے گی۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتی ہے۔ اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ میں جب کبھی آتا ہوں۔ ان رسی باتوں کی پروا نہیں کرتا۔ تم ذرا ساتھ چلو کہ اس کمرہ کا راستہ دکھاؤ۔ پھر میں آپ ہی پہنچ جاؤں گا۔ اور اگر سے تیں اندھیرا ہو۔ تو مت سمجھنا میں زبردستی ہوسہ دینے کی کوشش کروں گا۔ نہیں۔ نہیں میں ایسا اندازی سے اس کا یقین دلانا ہوں۔“ اور یہ کہہ کر مسٹر شید بولٹ نے قریباً ایک منٹ نقادوں کی طرح کچھ اشارے کئے۔ اور لبوں پر حوصلہ افزا تبسم بھی پیدا کر لیا۔

ایگلنٹن نے میرین کو نظر سوال سے دیکھا جس پر اس نے بلند نحت آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ یہ تماشہ ختم ہونا چاہیے۔ گھنٹی بجناؤ کہ بات طے ہو۔

”مگر میری رائے میں ایسا کرنا ٹھیک نہیں۔“ ایگلنٹن نے آواز دبا کر کہا۔ کہیں پچ میڈم گھبرا نہ جائیں۔“ پھر مسٹر شید بولٹ کے پاس جا کر اس نے کہا۔ چلے صاحب میرے ساتھ آئیے۔“

آخر پولیس نے باقی دلوں کو عاشقانہ سلام کیا۔ اور مس ایگلنٹن کے ساتھ ایک طرف

کو بولیا۔ رستہ میں وہ اس سے چند قدم آگے ہی رہی۔ کیونکہ مسٹر شیلڈ لوٹ کی اونٹنی پٹیر چھاپڑے
حتیٰ اوس بچا جانتی تھی۔ آخر جب اُسے کہ میڈم اینجلیک کے کمرہ میں گئی۔ تو وہ اکیلی ہی
بہشتی تھی۔ ایجنٹانٹن نے شیلڈ لوٹ کو اندر بھیجا۔ اور خود یہ خبر لے کر ہیسلبرگ کے پاس واپس
ہوئی کہ اسے دیکھ کر میڈم واقعی بہت گھبرا گئی

حقیقت یہ ہے کہ فرانسیسی عیارہ ایک مدت سے بے چین اور مضطرب دکھائی دیتی
یہ خیال ہر وقت پریشان کئے رکھتا تھا کہ عنقریب کوئی لاگبانی آفت سر پر نازل ہو اچانکتی
ہے۔ اب جو اس نے شیلڈ لوٹ کو دیکھا تو سردی کی لہر سر سے جھک پاؤں میں نکل گئی۔ سراخ
رساں نے اس شخص کی بے تکلفی سے سلام کیا۔ جو سمجھتا ہو کہ کچھ ہر وقت آنے کا اختیار حاصل
ہے۔ اور صاحب خانہ کے دل میں کچھ بھی ہو۔ بہر حال ظاہر میں پرتپاک خیر مقدم پر مجبور ہو گا۔
میڈم اینجلیک تقریباً ایک لمحہ اس حالت میں چپ رہ کر کہ اضطراب سے ایک لفظ تک
منہ نہیں دکھلا کہنے لگی۔ آئے مسٹر شیلڈ لوٹ آئے۔ اب بھی اس کے اعضا کانپ رہے تھے
اور آواز مختصراتی ہوئی تھی۔ میں سمجھتی تھی۔۔۔ یعنی میرا خیال تھا۔۔۔ اور غالباً آپ نے کہا
تھی تھا۔ کہ اب میرا نام مدت دراز کے بعد۔۔۔

”میرا نام مدت دراز کے بعد ہو گا۔“ مسٹر شیلڈ لوٹ نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا بینک
میٹم اس طرح کے کچھ الفاظ میں نے بے شک آپ سے کہہ لئے مگر۔۔۔“ اور یہ کہتے ہوئے اس
نے بڑے اطمینان کے ساتھ اپنی ٹوپی کو آستین سے پونچھا۔

”دیکھیے فیصد یہ تھا۔ کہ میں آپ کو ایک سو پونڈ سالانہ دیتی رہوں گی۔“ میڈم اینجلیک
نے جلدی سے کہا۔ ”اور میرے خیال میں ابھی ایک سال کا یہ عرصہ۔۔۔ یا ممکن ہے۔“ اس نے جلدی
سے بات کا رخ بال کہہ۔ آپ کوئی بری خبر لے کر آئے ہیں۔ اور کوئی تازہ واقعہ اس قسم
کا پیش آگیا ہے۔۔۔“

”جی ہاں کچھ ایسا ہی معاملہ تھا کہ مجھے دوبارہ حاضر خدمت ہونا پڑا۔“ افسر پولیس نے اطمینان
سے جواب دیا۔ ”دور نہ آپ کو معلوم ہے محمد سائیکان دار شخص جس کی دیانتت کا ایک زمانہ مراح
ہے۔ کسی حادثہ کے جذبات کو ضرر پہنچا نا کبھی پسند نہیں کرتا۔ ایسی باتوں میں تو میرا دل بہت
ہی کمزور ہے۔ مگر آپ جانتی ہیں میں آخر ایک ماتحت آدمی ہر وقت افسردہ کی حکم بردار رہنا
پر مجبور رہوں۔۔۔“

”میں سمجھی۔“ میڈم اینجلیک نے کہا۔ ”آپ کا اشارہ شاید کمشران پولیس کی طرف ہے...“
 ”جی ہاں انہی کی طرف“ سزاغریس نے جواب دیا۔ مختصر یہ ہے کہ حال میں پھر کسی شخص نے
 آپ کے مکان کے خلاف ان کے نام ایک شکایتی خط لکھا ہے...“
 ”واہ! وہ اسٹریٹ بولٹ“ بد نصیب فرانسینی عورت نے دہشت مآسن ملتے ہوئے
 کہا۔ ”میں کیا اسی روز بکیتی تھی۔ کہ اس نامراد وروازہ کو بڑا کرادیئے دو میں تو اپنے کاروبار کے
 اپنی جمعہ کو ہی نرک کرے پرتیار تھی۔ اور میرا ارادہ تھا کہ آئندہ صرف کپڑوں کی تجارت سے
 علاقہ رکھوں گی۔ یا اگر ضرورت ہوئی تو اس کو بھی... مگر آپ ہی سنبھلے روکا اور کہا کہ اس
 کی راجت نہیں...“

”جیسے شک میڈم اس وقت میں نے ٹھیک اسی طرح کہا تھا۔“ سٹریٹ بولٹ نے قطع کلام کر کے
 کہا۔ ”اور اس وقت میرے نزدیک یہ مشورہ صحیح بھی تھا۔ مگر بارہائے حالات انسان کے فیصلہ
 کو بالکل ہی پلٹ دیتے ہیں۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی یہی ہوا ہے۔ اس ملاقات کے بعد جب میں
 نے کمشران پولیس کو رپورٹ پیش کی۔ تو اس میں لکھا تھا کہ میڈم اینجلیک عنقریب اس کام سے
 دست بردار ہو جائیں گی۔ اس سے ان کا اطمینان ہو گیا۔ خیال تھا بات دب جائے گی۔ اور
 آئندہ اس پر توجہ دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔“ انشریح سمجھیں گے۔ کہ میں اس معاملہ میں خود ہی
 مناسبت کا مددالی کر رہا ہوں۔ مگر بدقسمتی سے آج سہ پہر کو پھر دفتر سے بلاوا آیا۔ اور کمشران
 پولیس نے حکم دیا۔ کہ میڈم اینجلیک سے ملنے کے بغیر اپنے طور پر معلوم کرو۔ آج کل اس کو بھی کا کیا
 حال ہے... گہرائی نہیں۔ میں دوستانہ پیرایہ میں سب حال عرض کر رہا ہوں۔ امر واقعہ یہ
 ہے کہ کمشران پولیس اور حکام شہر میں کچھ عرصہ سے اس سوال پر خط و کتابت ہو رہی تھی۔ اب
 آخر الذکر کا ارادہ آپ پر مقدمہ چلانے کا ہے۔ اور میں اسی سلسلہ میں آپ کے خلاف شہادت
 جمع کرنے آیا ہوں۔“

بد نصیب عورت کے منہ سے دلی ہوئی چیخ نکلی۔ قریب تھا کہ اس صدمہ جانگذاہ کی تاب
 نہ لاکر بیہوشی کی حالت میں کرسی پر گر جائے کہ سٹریٹ بولٹ نے جلدی سے شراب کا گلاس
 مہر کر کے منہ سے لگا دیا۔ میڈم اینجلیک نے بے صبری سے سر ملایا۔ اور سٹریٹ بولٹ کو چرسے مٹنے
 کا اشارہ کیا۔ اسی برصورت نے بڑے اطمینان کے ساتھ گلاس کو اپنے منہ سے دکایا۔ اور
 فرمایا۔ ”واہ! ایسی لذت کیا پھینکی جاسکتی ہے!“

قریباً ایک مٹ بد میڈم ایجنیک نے اپنے حواس جمع کر کے دوبارہ ٹافٹہ تلے ہوئے کہا
 ”الہی اب کیا کیلے؟ سٹریڈ بولٹ آپ ہی کہئے بچے کیا کرنا چاہئے؟ میں آپ کے اگلے
 احسانات کی بھی ممنون ہوں۔ اب اس شکل سے نکالئے کہ تازیت آپ کی شکر گزار رہوں۔
 مشورہ دیجئے کہ مجھے اس موقع پر کیا کرنا چاہئے۔ کیا ان روکیوں کو خست کر کے مکان میں
 قفل لگا دوں؟ میں نے پہلے بھی ایسا کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر...”

”دیکھئے میڈم گھبرائیے نہیں۔“ افسر پولیس نے کہا۔ ”سکون و اطمینان سے غور کر سکتے ہیں۔“
 ”ہے تصفیہ کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور پیدا ہو جائے گی۔“

”آہ اچھے پہلے ہی امید تھی کہ آپ مجھے جیل سے بچالیں گے اور ایک بے گھر عورت کو
 تباہ ہوتے دیکھنا کسی حال میں مندر نہ کریں گے۔“ میڈم ایجنیک نے لمبی آہ بھر کر کہا۔

”خدا نہ کرے کہ آپ ایسی شکل میں مبتلا ہوں۔“ سٹریڈ بولٹ نے جلدی سے کہا۔ ”مگر ٹھیکے

میں آپ سے ایک دو باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے پاس روپیہ تو کافی جمع ہو گا
 ... یعنی میرا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کو مجبوراً یہ کام ترک کرنا پڑا تو محتاج خانہ کی تو نوبت نہ
 آئے گی۔ پھر یہ دیکھو کہ میڈم ایجنیک کو جواب دینے میں تامل ہے۔ اس نے کہا۔ ”دیکھئے
 مجھ سے پردہ در کھئے۔ اگر آپ کو دباؤ دار آئیگ سٹریڈ بولٹ کی صلاح لینا منظور ہے۔ تو
 سب بات سچ سچ کہہ دیجئے۔“

”آپ سے کیا چھپا ہوا ہے۔“ فرانسیسی عورت نے مجبور ہو کر جواب دیا۔ ”خدا کے فضل
 سے میرے پاس اتنا روپیہ جمع ہے کہ اس دھندے کو جب چاہوں چھوڑ سکتی ہوں۔ اگلی مرتبہ
 جب آپ آئے تو میں نے قطعی کام بند کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ صرف اس لئے ٹرک گئی...“
 ”کس لئے؟“ سٹریڈ بولٹ نے پوچھا۔

”اس لئے کہ جانتی تھی وہ عورت جو میز وائرس پر تھی ہے۔ اور جس کا حال میں نے پیشتر
 آپ سے کہا تھا۔ اس طرح ٹافٹہ دھو کر پیچھے پڑی ہے کہ خواہ کہیں جلوں مار ہوں۔ اس کی سختیاں
 ہر وقت ساتھ ساتھ ہوں گی۔ ایسی حالت میں کام بند کرنا نہ کرنا برا ہو گا۔ کیونکہ جو ابدی
 بہاؤ لے کر رہتی ہے۔“

جس وقت میڈم ایجنیک یہ مغالطہ کہہ رہی تھی۔ سٹریڈ بولٹ اس طرح آہستہ آہستہ پٹیلانی
 پر ٹافٹہ پھیر رہا تھا۔ گویا اپنے منتشر خیالات جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

”عورت جو بیزار میں رہتی ہے... آپ کس کا ذکر کرتی ہیں؟“ اس نے آخر کار پوچھا۔
 ”کیا بھول گئے؟ اس روز آپ ہی نے اطلاع دی تھی۔ کہ میرے معاملہ کو کسٹرن پولیس
 کے کاؤن تک پہنچانے والی ایک ہندوستانی عورت ہے۔ جو بیزار کے بنگلہ میں بیٹری مرنی
 ہے...“

”اگر میں نے واقعی ایسا کہا تو ممکن ہے۔ شراب پی کر کہہ دیا ہو۔“ سٹیڈ بولٹ نے قطع کلام
 کر کے جواب دیا۔ ”اور میں اب جو میں غور کرتا ہوں۔ تو یاد آتا ہے کہ آپ ہی کے اصرار نے
 مجھے ایسا کہنے پر مجبور کیا تھا یہ خیال پہلے سے آپ کے دماغ میں جاگزیں ہو چکا تھا۔ میں نے
 بھی آپ کو تاریکی میں رکھنے کے خیال سے یا یوں سمجھے کہ خود صمیم معلومات نہ رکھنے کے
 باعث اس کی تصدیق کر دی۔“

”تو کیا یہ کارروائی خاتون اندرا کی شرارت سے نہیں ہو رہی ہے؟“ نرائسی
 عورت نے پرسش پر حیرت میں پوچھا۔

”جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس غریب کا اس معاملہ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔“ سٹیڈ
 بولٹ نے جواب دیا تحقیقت میں ایک وکیل جو بیڈ فوڈ رو ہو پورن میں رہتا۔ اور جس کا نام
 غالباً مسٹر کولین ہے۔ اس کی نہ میں کو شش کر رہا ہے۔ میں نے سنا ہے۔ اس نے کسٹرن
 پولیس کے نام ایک بہت سخت چٹھی لکھی تھی۔ پردہ کیوں ہو۔ اس نے صاف غفلتوں میں
 سخری کیا ہے۔ کہ میں اپنے حلقہ کے ایک مالدار رئیس کی تحریک سے یہ کارروائی عمل میں
 لا رہا ہوں۔ کسی وجہ سے میرے موکل خود پس پردہ رہنا منظور ہے۔“

”مسٹر کولین وکیل! میڈم انجینیک نے سوچتے ہوئے کہا۔ ”جہاں تک یاد ہے۔ میں
 نے یہ نام پہلے نہیں سنا۔ شاید اس لئے کہ جو لوگ میرے مکان پر آتے ہیں۔ وہ عموماً نام بدل کر
 آیا کرتے ہیں...“

”اور ان میں سے بہترے کئی معلومات جمع کر کے لے جاتے ہیں۔“ مسٹر سٹیڈ بولٹ نے
 پر معنی انداز سے کہا۔ ”دیکھئے میٹم۔ میں صاف گو آدمی ہوں۔ اس لئے سب بات سچ سچ کہہ
 رہا ہوں۔ کسٹرن کو یہاں تک معلوم ہو چکا ہے۔ کہ آپ نوجوان لڑکیوں کو بہکا کر۔ پھسلا کر
 اپنے ہاں لاتی۔ اور ان کی حسن فروشی سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ یہ بھی انہیں معلوم ہے کہ نیش
 راول نے نامی ایک سلائی جس کے خلاف فور پول میں قتل کا مقدمہ چلا تھا۔ آپ ہی کی کوٹھی

سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔“

”اہی۔ کیا یہ سب کچھ ان کو معلوم ہو گیا؟“ میڈم ایجنلیک نے گھبرا کر کہا۔

”یہ کیا اس سے بھی زیادہ“ شیڈ بولٹ نے اطمینان سے جواب دیا۔ ”چنانچہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ جس دقت وہ لڑکی مبتلائے مصیبت ہوئی۔ تو آپ ہی کے ایما سے ایک اور لڑکی، ایلین اور برائن کو آرنلینڈ سے لائے جا رہی تھی۔۔۔“

”بس تو ساری شہریت اسی ناہنجار لیٹس کی ہے۔“ فرانسین بیارہ نے جوش سے

کہا۔ ”خبردار اسی نے یہ راز فاش کئے ہیں۔“

”میں نہیں جانتا کس نے آپ کے راز فاش کئے ہیں۔“ شیڈ بولٹ نے کہا۔ ”اے! انا معلوم ہے کہ موجودہ تحریک مرٹر کولمیر، وکسل کی طرف سے ہوئی ہے۔ مگر گھبراتا کیوں ہے اور سب۔“ فرانسین پوپس کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ آپ کے کارکن دنیا کے ہر حصہ میں پھیلے ہوئے جا رہے ہیں آپ کے مریضوں کے لئے حسین لڑکیاں جمع کرتے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ اسامیلو وٹمنڈ ایک اور لڑکی کے متعلق پیش آیا تھا۔ جسے کچھ آدمی علاقہ کنٹ میں ایک کاشتکار کے گھر سے اڑا کر مسیٹ لے گئے۔ کیا وہ لوگ آپ ہی کے خواہ دار نہ تھے؟“

”انسوس! انیس! کیا اس کا حال بھی معلوم ہو گیا؟“ فرانسینی عورت نے کراہتے ہوئے

کہا۔ ”بے شک یہ کام میرے ہی آدمیوں کا تھا۔ لیکن مجھے امید نہ تھی۔۔۔“

”خیر آپ کو امید ہو یا نہ ہو۔ بات بہر حال پوپس کے قانون تک پہنچ چکی ہے۔“ شیڈ بولٹ نے کہا۔ ”اور میں ایک معاملہ اور بھی ہے۔ جو بیرونی ہندوستانی خاتون کا ذکر کرنے سے یاد آ گیا۔ کیا یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے بیرونی اس کے ہنگامہ سے ایک جوان لڑکی مس ایشن کے اغوا کی کوشش کی تھی۔ مگر رستہ میں ایک ریس اس کو بچالے گیا؟“

”آہ! یہ واقعہ بھی صحیح ہے۔“ میڈم ایجنلیک نے تسلیم کیا۔ ”پھر اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہنے لگی۔ لیکن اگر اندازے کر سنا کا حال کہہ دیا۔ تو مجب نہیں باقی حالات بھی اسی نے ظاہر کئے ہوں۔“

”مگر میں اطمینان دلاتا ہوں کہ جس ہندوستانی خاتون کا تم ذکر کرتی ہو۔ اس کا موجودہ کارروائی سے کچھ تعلق نہیں۔“ شیڈ بولٹ نے کہا۔ ”میں اس کی طرف سے فکر مند ہونا بے سود ہے۔ اصلی خطرہ کولمین وکسل کی طرف سے ہے۔ جو جس پر وہ سب کام کر رہا ہے۔ میرے بیان“

حالات نیز ان واقعات سے جو کشرن پولیس کو معلوم ہو چکے ہیں آبائی اندازہ ہو سکتا ہے کہ معاملہ اب خطرہ کی گھڑی پہنچ چکا ہے۔ دشمن ذی اثر میں اس لئے اگر اب بھی آپ نے اپنی مرضی سے کام بند نہ کیا۔ تو پھر دوسروں کے حکم سے کرنا پڑے گا۔ میری لمنٹے تو جب آپ کے پاس رہیہ کی کمی نہیں تو یہ کاروبار چھوڑ کر کسی دوسری جگہ مثلاً فرانس چلے جائیے۔

میدم ایجنٹیک کے چہرہ سے فکر و اضطراب ظاہر ہونے لگا۔ اسی گھبراہٹ میں اس کے منہ سے نکلا میں کس منہ سے فرانس جاؤں۔ بحیم جرنی اور فرانس میں اغوا کے جو واقعات پیش آئے تھے۔ ان کی وجہ سے میں یورپ کے کسی ملک میں جانے کی جرات نہیں کر سکتی۔

”تو خیر انگلستان میں ہی ٹھہرئے۔“ سٹریٹ بولٹ نے کہا۔ اور سوچئے کہ معاملہ کی موجودہ صورت کیا ہے۔ اگر میں نے اپنی رپورٹ میں لکھ دیا کہ میں نے استغاثہ کی تائید میں کافی شہادتیں جمع کر لی ہیں۔ تو ضرور آپ پر مقدمہ چلے گا۔ اب تک کشرن کو یہی معلوم ہے کہ میں آپ کو دوستانہ مشورہ دینے نہیں بلکہ آپ کے خلاف جاسوسی کرنے آتا ہوں وہ سمجھتے ہیں کہ پہلی بار جو حال میں نے ان سے بیان کیا تھا۔ وہ میری آپ کی گفتگو کا نتیجہ نہیں۔ محض ذاتی مشاہدہ پر مبنی تھا۔ چونکہ انہیں مجھ پر یقین کامل ہے۔ اس لئے دوبارہ یہ کلمہ میرے ہی سہو کیا گیا ہے۔ اب میں اپنی رپورٹ کو ایک دور و ملتوی کر کے آخر میں کہہ دوں گا۔ ایک مندرجہ کام کی وجہ سے وہاں نہیں جاسکا۔ اتنے آپ نے لڑکیوں کو رخصت کر کے کام بند کر دینا۔۔۔“

”بس بس یہ فیصلہ بہت مبارک ہے۔ میں اس کے ساتھ کپڑے کا کام بھی بند کر دوں گی“ میدم ایجنٹیک نے جلدی سے کہا۔ اب اس کے دل سے ایک بھاری بوجھ اٹھ گیا تھا۔ اور وہ زیادہ اطمینان سے سانس لینے لگی تھی۔

”مگر کپڑے کا کام بند کرنے کی کیا حاجت ہے؟ اسے چھپے دیکھے۔“ اسٹریٹ بولٹ نے کہا۔ ”پارچہ فروشی کا نفع حسن فروشی کے نفع کے مقابلہ میں سچ ہے۔“ فرانسیسی عورت نے جواب دیا۔ اس لئے فائدہ دوسرے مول لینا فضول ہوگا۔ یوں ہزاروں میں بھی میرا کئی امیر خاندان سے تعلق ہے۔ مگر میں آج تک ادھار بیچا کرتی تھی۔ کچھ لوگ مدت دراز کے بعد روپیہ بھیج دیتے تھے۔ اور کچھ بھیجتے ہی نہیں تھے۔ اس کے علاوہ خریداروں میں سے آٹھ تو اسی وقت

جدا ہو جائیں گے۔ جب ان کے لئے سامان کشش باقی نہ رہا پس فیصلہ یہ ہے کہ دونوں کام بند کر کے علیحدہ ہو جاؤں۔ روپیہ گزارہ لائق کافی ہے۔ رہ گئیں لڑکیاں۔ میں ان کو بھی کہیں ٹھہر سکتے لگا دوں گی۔ اور اپنے دل سے ”اس میں بھی بچہ لے لے نفع کی صورت پیدا کر سکوں گی۔“

”بس تو ایسا ہی کیجئے۔“ مسٹر شیڈ بولٹ نے کہا ”میں بتاؤں گا یہ کام بند کر کے آپ کن ذریعوں سے روپیہ کما سکتی ہیں۔“

”کیا آپ؟“ میڈم اینجلیک نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں میں... میں ایماندار آئیگ شیڈ بولٹ۔ لیکن خیر یہ ذکر تیار ہو گیا۔ ابھی تو آپ اس کام کو بند کر کے مصافحات میں کوئی کوٹھی کرایہ پر حاصل کیجئے۔ اور آرام کی زندگی گزار لیں۔ میں قریباً ایک ہفتہ بعد پھر یہ جگہ دیکھنے آؤں گا۔ اور اس کے بعد رپورٹ میں کچھ دوں گا۔ کہ حسن شروشی بند ہو گئی۔ لڑکیاں چلی گئیں اور پاس والے درزی نے درمیانی دروازہ بھی بند کر دیا غرض مقدمہ کا تو خاتمہ ہوا۔ اور اب پیاری میڈم اگر آپ کے نزدیک میری تکلیف اور جنت کسی قابل ہو...“

”کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔“ میڈم اینجلیک نے جلدی سے کہا۔

”ہرچہ مسٹر شیڈ بولٹ کے انفاط سے حریصانہ خود غرضی ظاہر ہوتی تھی۔ تاہم وہ اس کی کارکردگی سے ہر طرح مطمئن تھی۔“

اس نے مسٹر شیڈ بولٹ کو ایک معقول رقم انعام دی جس کے بعد وہ زخمت ہو گیا میڈم اینجلیک نے اسے دوبارہ آئینہ دار دروازہ کے کمرہ میں بھیجنا بے ضرورت سمجھا۔ اس لئے گھنٹی بج کر ایک دردی پوش نوکر کو بلایا۔ اور وہ مسٹر شیڈ بولٹ کو سید ہی ماہ سے باہر چھوڑ آیا اس کے قریباً دس منٹ بعد ڈیوک آف مارچ مونٹ کی آمد کی خبر پہنچی۔

باب - ۷۸

سٹہ کا بیویار

ڈیوک کا چہرہ زرد اور تراسا ہوا تھا اور صورت کہے دیتی تھی کہ فکر کا ناکہ کا شکار ہے۔ پھر بھی اس شاندار کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے جہاں میڈم اینجلیک بیٹھی تھی۔ اس نے چہرہ پر اخلاقی آمیز

تبسم کے آثار پیدا کر لئے۔

لیکن آج میڈم انجلیک نے اس سرگرمی سے تقدیم نہ کی جس سے پیشتر کیا کرتی تھی۔ چنانچہ ڈیوک نے بھی محسوس کیا کہ اس کا سلام اور عام رویہ اگر کامل سرد مہری کا نہیں۔ تو بھی لاپرواہی کا غالب عنصر لئے ہوئے تھا۔

وہ کمرہ میں داخل ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور ایک لمحہ بنظر غور اس کی طرف دیکھتا رہا۔ گویا معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اس کی حالت واقعی بدلی ہوئی ہے۔ یا بھی کو دھوکا ہوا ہے۔ پھر بولا۔
”میرے قابل رفیق۔ شریک اور اناجکے مزاج تو بخیر ہیں؟ کہنے کیا حال میں کوئی نئی تجویز سوچی گئی ہے۔۔۔؟“

”جی ہاں ایسی جس کا سرکار کوگان تک نہ ہوگا۔ اور جو نہایت دور رس اور موثر ہے۔“
”کیا خوب؟“ ڈیوک نے شوق سے کہا۔ ”شاید وہ تجویز ہی اس سکوت و ثقاہت کا اصل باعث ہے۔ ایسا ہونے والا ضرور کوئی ایسی چیز ہوگی۔ جس سے تم۔۔۔ بلکہ ہم دونوں کی زندگیوں کا انتقام سے بطریق حسن محفوظ رہ سکیں گے۔“

”مانی لارڈ۔ اندرا کے انتقام کا اب مجھے قطعاً خون نہیں۔“ فرانسیسی عورت نے جواب دیا۔ اور ڈیوک نے دیکھا کہ اس کا اہم مستقل اور اندر تک کم آزادانہ تھا۔

ماہج مونٹ حیران تھا کہ آج اسے دھوکا لگا گیا ہے پھر بھی ضبط کر کے کہنے لگا۔ میں منتہار اسطبل نہیں سمجھا۔ کیا اندرا کو کوئی عاوضہ پیش آیا ہے یا تمہیں کو اس معاملہ میں کامیابی حاصل ہوئی ہے؟ منتہارے سوال یہ ہے۔ کیا تم نے اندرا کے خلاف سگوندہ کے خنجر پاؤں پانچر کے سانپ سے کوئی بہتر طریقہ اختراع کیا ہے؟

”خدا کا شکر ہے کہ وہ عورت خنجر کے کھل یا سانپ کے زہر سے نہیں مری۔ کم از کم میرا منہ میرا اس جرم کے بوجھ سے محفوظ ہے۔“

”تو پھر منتہار اسطبل کیا ہے؟“ امیر موصوف نے اور بھی متعجب ہو کر کہا۔ ساتھ ہی ایک میڈم انجلیک کے لہجہ و اطوار سے غور بھی محسوس ہوا۔ آخر کو کسی تجویز ہے۔ جس کا ذکر کوئی نہ سنے میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ آج سے اپنا کاروبار بند کر کے واپس میں عافیت کی

زندگی بسر کر دوں گی۔ اور باقی عمر سکون و اطمینان کے ساتھ گزار دوں گی۔ آج سے میں نے اس گناہ کی زندگی اور اس کے خطروں کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنے کا ارادہ کر لیا ہے۔“

ڈیوگ آف مائچ مونٹ ان الفاؤ کوئن کر سناٹے میں آ گیا جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔

وہ راجکمار می اندر اسے بہت ڈرنا تھا۔ اور ہمیشہ کے لئے اس کا منہ بند کرنے کی غرض سے اس کی ہلاکت کا خواہشمند تھا۔ اب تک میڈم اینجلیک اس کام میں حسب وخواہ مدد دیتی رہی تھی۔ مگر اس نے دیکھا کہ اب بعض نئے حالات کے ارشے وہ یکایک اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔

”کبھی کبھی لگتا ہے کہ کیا مذاق کرتی ہو! یقین نہیں آتا۔ کہ تم ایسے نفع بخش کام... ایسی فائدہ تجارت کرتی ہو کہ...“

”تجارت جیسا آپ کہتے ہیں بے شک فی الحال منہ بچی۔ مگر اس کی وجہ سے بار بار اوروں کا آکر رہنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ آج سے اس حالت کا خاتمہ ہوتا ہے۔“ میڈم اینجلیک نے ڈیوگ کو ہاتھ پر مٹائی مٹائی دیکھتے ہوئے اپنے لفظوں پر خاص زور دے کر کہا۔

”افسوس ہے کہ ہمارے مطالب پھر نہیں سمجھا! مائچ مونٹ نے کہا۔ الفاظ مجھے بھی جھٹے ہیں لہذا میں زندگی بھر تم سے دوستانہ برتاؤ کرتا رہا ہوں...“

”جی ڈا۔ آپ نے ہمیشہ میری خدمات کا معاوضہ کھلے دل سے دیا ہے۔“ میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ مگر چونکہ میں نے بھی آپ کی خدمتگداری میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ اس لئے اس بارہ میں جارا حساب برابر ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر آپ نے مجھے ایک ایسے جرم کا شریک کار بنانے کی کوشش کی جسے اب بھی یاد کرتی ہوں تو خوف سے بدن کانپ جاتا ہے۔ بار بار یہ سوچ کر تعجب ہوتا ہے کہ میں اس کے لئے آمادہ کیسے ہوئی۔ اس میں شک نہیں آپ نے ایک طرف مجھے بہلانے اور چمکانے کی کوشش کی۔ اور دوسری جانب بیخوف بھی دلیا کہ خود نہیں انداز کی طرف سے کبھی ایک خطرہ کا سامنا ہے۔“

پھر کیا جو کچھ میں نے کہا وہ غلط تھا؟ ڈیوگ نے بشکل اپنے اضطراب کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا کیا میس کا آدمی اپنی ہی زبان سے نہیں کہہ گیا تھا...؟

بے شک وہ میرے ہاں آیا تھا۔ مگر میں نے اس کے منشا کو غلط سمجھا۔ اب معلوم ہوا کہ پولیس میرے خلاف جو کارروائی کرنا چاہتی تھی۔ اس سے خاتون اندر کا کچھ بھی تعلق نہیں کوئی اور ملکہ شخص جس پر وہ کرنا اپنے وکیل مسٹر کولین کی معرفت سب کارروائی کر رہے تھے۔ کولین!... کولین! ڈیوگ نے بظاہر اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔ پھر بولا

”یہ نام میں نے بیشتر بھی سنا ہے۔ گراؤ نہیں کن حالات میں۔ کولین! ... آہ یاد آگیا غائب یہی وہ وکیل ہے۔ جانتی تھی کہ بہت سارے وہاں اُدھار دیتا رہا ہے۔“

”کیا آپ اس شخص سے واقف ہیں؟“ فرانسسیسی عیارہ نے پوچھا۔ لیکن خیر میں نے جواب دہ کیا ہے اس پر قائم رہوں گی۔ آج شام میری طبیعت کو وہ سکون و اطمینان حاصل ہے جو مدت سے نہ ہوا تھا۔ اس لئے میں نے عہد کر لیا ہے کہ آئندہ کبھی ان لوگوں کی باتوں میں نہ آؤں گی جو اپنا مطلب نکالنے کے لئے اور دلوں کو سبز باغ دکھا کر ان کی سلامتی خطرہ میں ڈال کر دیتے ہیں۔“

”یہ طنز کیا میرے لئے ہے؟“ ویک نے غصہ میں بھر کر کہا۔ ”اگر ایسا ہے تو بخدا تم بے رحم بن گئی ہو۔ میں نے جو کچھ کیا وہ محض اس خیال سے تھا کہ تمہیں خطرہ کا سامنا ہے۔“

”جلے جو ہو گیا۔ اس پر بحث کرنا عدت ہے۔“ میڈم اخیلیک نے قطع کلام کر کے کہا۔ پھر دوبارہ وہی طنز یہ لہجہ اختیار کر کے اس نے کہا۔ ”آپ تو یقیناً آپ مجھ کو مبارکباد کا سختی سمجھیں گے۔ کہ جس خطرہ کو بٹلانے کے لئے آپ اتنی کوشش کیا کرتے تھے۔ وہ خود ہی مل گیا۔“

”اگر واقعی ایسا ہو۔ تو میں سب سے پہلے تم کو مبارکباد دینے کو تیار ہوں۔“ مارج موٹ نے کہا۔ ”مگر دیکھو ایسا نہ ہو تم غلطی سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھو اور خطرہ قائم رہے۔ اس حالت میں جب انسان پر اچانک وار ہو تا ہے۔“

”اس نصیحت کے لئے میرا شکریہ قبول ہو۔“ عورت نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”میں اب بھی وہ دھمکتی ہوئی نہیں ہوں کہ اتنی سچی بات نہ سمجھوں۔ کل سے لوگوں کو موتوں اور کاروبار بند کر رہی ہوں۔۔۔ مگر نہیں، اس نے رختا کچھ سوچا کر کہا۔ میں انہیں موتوں نہ کروں گی۔ ان سے میرا سلوک ہمیشہ ادا مانہ شفقت کا رہا ہے۔ اس نے آئندہ بھی ضرور ان کا خیال رکھوں گی۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ایسی جگہ پہنچا دوں گی۔ جہاں اس کی زندگی محفوظ رہے اور آرام سے میسر ہو۔“

اتنا کہ میڈم اخیلیک نے ایک ایک طنز یہ ہتھ بندھا دیا جسے سُن کر ویک نے غصہ اور اضطراب سے اپنے ہونٹوں کو کاٹا۔ صاف ظاہر تھا کہ عورت اپنے عہد پر بھنگی سے قائم ہے۔ اور آئندہ اس سے کسی امداد کی توقع فضول ہوگی۔ اس کے ساتھ یہ بھی واضح

تھا کہ خود اپنی بہتری کے لئے اس سے دوستانہ تعلق قائم رکھنا ضروری ہے۔ کسی نیکسی طرح واقعات حال کی نسبت اسے خاموش رکھنا لازم تھا۔ اور ظن غالب تھا کہ وہ اپنی بہتری کے خیال سے اس بارہ میں چپ رہیگی۔ پھر بھی ڈپوک کو یہ تشویش برابری ہوئی تھی کہ یہاں نہ ہو وقت بے وقت اس کے منہ سے کوئی بات میرے خلاف نکل جائے۔

سارے پہلو سوچ کر مارچ مونٹ نے اخلاق کا لہجہ قائم رکھنا ہی ضروری سمجھا چنانچہ لبوں پر مصنوعی تبسم پیدا کر کے اس نے کہا: "میدم حالات کی اس خوشوار تبدیلی پر میں بہتیں سمجھ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ خاتون انڈیا کی طرف سے بہتیں کسی خطرہ کا احتمال نہیں۔ بہر حال اب کے تم باقی زندگی کیخ غزلت میں بسر کرنے کے لئے آمادہ ہو۔ اگر میں کسی کام میں مدد سے سکوں تو بے تکلف کہہ دوں گا۔"

"میں اس مردت کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔" "میدم اینجلیک نے جواب دیا۔ دراصل مجھے سب سے زیادہ فکر ان لڑکیوں کے لئے ہے۔ اس لئے اگر آپ اس بارہ میں میری کچھ مدد کر سکیں تو داخل عنایات ہو گا۔ میں اپنے کاروبار کو ابھی حالت میں بند کرنا چاہتی ہوں اور خواہش یہ ہے کہ میرے بعد ان کو جو بچے بیٹیوں کی طرح عزیز ہیں کچھ تکلیف نہ ہونے پائے اور انہیں کسی سے یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اس نے دم آخر میں ہم سے بدسلوکی کی۔ میری کوکھنی کا صحیح حال بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اس لئے اگر ان لڑکیوں کو وجہ شکایت پیدا نہ ہو۔ تو میرے کاروبار بند کرنے پر عام لوگ یہی کہیں گے کہ بڑی نیک عورت تھی جو اپنی محنت سے محنت جیسے کر کے کام بند کر گئی۔"

تبے شک یہی ہونا چاہیئے "مارچ مونٹ نے جلدی سے کہا۔ تمہارا مطلب یہ ہے کہ ماضی کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ اگر ان لڑکیوں کا گناہ مقرر ہو گیا۔ تو وہ حال کی نسبت یقیناً خاموش رہیگی۔ رہ گیا مستقبل۔ تو وہ کچھ تمہارے کماے ہوئے روپیہ اور کچھ مجھے ایسے دوستوں کی مدد سے جو ہمیشہ تمہاری سرپرستی کرتے رہے ہیں۔ ہر طرح معذور ہے۔"

اس تازہ عنایت کے لئے پھر شکریہ ادا کرتی ہوں۔ واقعی آپ سے اسی احسان کی امید تھی۔ "میدم اینجلیک نے جواب دیا۔ میں بھی اپنے احساس مہینیت کو عملی صورت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ آرزو ہے کہ دم نہ صحت اپنے خاص مہربوں کو وہ تحفہ پیش کر دوں جسے وہ عمر بھر یاد رکھیں۔ میرے محسنوں میں آپ کا نمبر اول ہے۔ درحقیقت ان چار نگہاں شیریں ادا

میں سے آپ کس کو پسند کرتے ہیں؟

ماہج مونٹ سمجھ گیا کہ عنایت کے پردہ میں ایک جبر ہے جسے ضرور ہی قبول کرنا پڑے گا کہنے لگا۔ ”اچھا تو انجیلٹائن مجھے دے دو۔ میں کل ہی اس کے لئے کسی عمدہ مکان کا بندوبست کر دوں گا جس کی اطلاع تمہیں پہنچا دی جائے گی۔ شام تک اس کو وہاں بھیجوا دینا۔“

معاف کیجئے مجھ سے غلطی ہو گئی۔ ”میڈم انجلیک نے جلدی سے کہا۔ ”وہاں انجیلٹائن کا معاملہ باقیوں سے بالکل جدا ہے۔ اس کی منبت میں کچھ خاص ارادہ رکھتی ہوں۔ باقیوں میں سے جسے آپ پسند کریں۔۔۔“

”ہنیں یہ نہ ہو گا!“ ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”ارنٹائن اور لنڈا ان سے میں کسی کو منظور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ انہیں تمہارے مکان پر رہتے مدت گزر گئی۔ اور میرے احباب میں ہر شخص ان سے واقف ہے۔ اب اگر میں نے ان میں سے کسی کو لے لیا۔ تو یار لوگ یہ کہہ کر میری ہنسی اڑائیں گے۔ کہ دوستوں سے مجوزہ کھانا ہی جانتا ہے۔۔۔“

”نہ ہنسی۔ ان کو چھوڑ دیجئے“ فرانسیسی عورت نے کہا۔ ”میریں کیا کم ہے۔ اس کو قبول کیجئے۔“

”اس میں بھی دقت ہے۔“ ڈیوک نے جواب دیا۔ ”ایک تو وہ سر سے سے محمد کو ناپسند کرتی ہے۔ تمہیں یاد ہو گا۔ ایک دو بار مجھے اس کے ہٹ کی شکایت بھی کرنی پڑی تھی۔“

”مگر یہ تو ان حسینوں کی شوخیاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح وہ اپنے آپ کو مقبول و منظور بناتی ہیں۔“

”ماں پر ایک وجہ اور بھی تو ہے۔“ ڈیوک نے جلدی سے کہا

”ہے دیکھ کہ آپ کی دوستی کا بھرم کھل گیا۔“ میڈم انجلیک نے قدرے جوش سے کہا۔ ”اور ساتھ ہی اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔“

”خفا نہ ہو۔ خفا نہ ہو۔“ ماہج مونٹ نے گھبرا کر کہا۔ ”یہ تو محض ایک اصولی بحث تھی۔۔۔“

”لیکن مجھے آپ سے بحث کرنا منظور نہیں۔“ فرانسیسی عورت نے کہا۔ ”ارادہ ہو تو میریں حاضر ہے۔ ورنہ نہ ہنسی۔ ماں اس صورت میں یہ جان لوں گی کہ حضور کے دوستی کے وعدوں کی اصل حقیقت کیا تھی۔“

مارچ مونٹ نے گھبرا کر ہونٹ کو دھتوں سے دبایا۔ مگر میڈم ایجنڈیک کے چہرہ پر غم
 راسخ کا اظہار دیکھ کر بات کو ہنسی میں ڈالنے کی کوشش کی۔ کہنے لگا: خیر معلوم ہو گیا سب
 عورتوں کی طرح تم میں بھی تریا ہٹ موجود ہے۔ بہت اچھا جسے تم میرے لئے پسند کرتی ہو وہی
 مجھ کو بھی منظور ہے۔“

بُٹس ہوا۔ ”میڈم ایجنڈیک نے کہا: ”آج سے میری آپ کی ہو گئی۔ اور مجھے یقین
 ہے وہ بھی ارل کے بدلے ایک نامدار ڈیوک کی سرپرستی حاصل کرنا کم ہونٹ خزانہ جھینگی۔“
 اس کے لہجہ میں ہلکا طنز موجود تھا۔ کیونکہ یہ کسک اس تک دل میں باقی تھی کہ
 مارچ مونٹ نے اندر اسے ذاتی انتقام لینے کے لئے چھپے ہوئے وجہ آلود کار بنایا۔ ڈیوک اس کے
 خیالات کو سمجھ گیا۔ اور حالت اضطراب میں اس نے پھر ایک بار ہونٹ کا تار مگر جیت بھی
 ممکن تھا صحیح جذبات چھپانے کی کوشش کی۔ اور رسمی سلام کے بعد رخصت ہوا۔

میڈم ایجنڈیک کے گھر سے نکل کر وہ فکر و تشویش کی حالت میں ہالز میں چلنے لگا۔ یہ
 اس کے لئے اضطراب پیشانی کی لانتہا جو وہ تھیں۔ مگر ان میں تازہ ترین کا لگنے باندھا جانا
 تھا۔ اسے معلوم تھا یہ عورت ایک زمانہ میں ارل آف بلنگ کی دستہ رہ چکی ہے۔ اس لئے
 ایک اونے رئیس کی چچوری ہوئی ہڈی کی منظوری پر مجبور ہونا سخت ہی رنجیدہ تھا۔ اس میں
 شک نہیں مال و دولت کی اس کے بار کھی نہ تھی۔ اس لئے ایک میرین تو کیا ایسی دس عورتوں
 کے خواہات کی بھی فکر نہ ہوتی۔ مگر اونے واسطے اسکا امتیاز چونکہ گناہ و بد اخلاقی کے حلقہ میں
 بھی موجود ہے۔ اس لئے یہ خیال سو مان روح تھا۔ کہ ایک ارل کی تھکرائی ہوئی عورت کو
 قبول کرنا کشران ہی نہیں انتہائی ذلت کی علامت ہے۔ یہی عورت کسی بادشاہ شہزادہ
 یا شاہی خاندان کے کسی ڈیوک کے پاس رہ چکی ہوتی۔ تو مضائقہ نہ تھا۔ مگر ڈیوک ہو کر ارل
 کی دستہ قبول کرنا آف ایہ ذلت موت سے بدتر تھی۔ ناظرین دیکھ دیں۔ وہ شخص جسے
 میڈم ایجنڈیک ایسی لئے اخلاق کی عورت کی وفات سے مار نہ تھی۔ جس نے رنج و غم
 اندر ایسی نیک و پاک عورت کی آبرو اور جان کے فدا کی انتہائی تباہی سے درپیش کیا
 کس خفیہ بات پر اتنا مضطرب ہوا ہے!

خیر جیسا ہم نے بیان کیا۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ فکر و اضطراب کی حالت میں آہستہ
 آہستہ چل رہا تھا۔ کہ دفعتاً کسی نے نام لے کر پکارا۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو آریل دس سنٹیوہپ تھا۔

تسککار کو آداب نہ اس بے اصول برعاش نے بے تکلفی سے کہا۔

”آہ! کیا پرس ہو آئے؟“ ڈیوک نے کسی قدر سردہری سے پوچھا۔

”جی ہوا“۔ سیٹھوپ نے جواب دیا۔ بدقسمتی سے وہاں ایسے آدمیوں سے پلے پٹے جو میرے بھی استاد نہ تھے۔ اور ساری جمع جھلے اڑے۔ اب اسی فکر میں تھا کہ کسی سے امداد مانگوں کہ اتفاق سے حضور کے درشن ہو گئے۔۔۔“

”تو کیا ان دونوں جیب بالکل خالی ہے؟“ ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔ سیٹھوپ کی درجہ است نے اس کے دل میں کچھ نئے خیالات پیدا کر دیے تھے۔

”خالی بالکل خالی“۔ سیٹھوپ نے جواب دیا۔ اس وقت تو کہیں سے بچاں بچڑا ہی مل جائیں۔ تو انہیں نعمتِ عظمیٰ سمجھوں۔ کیا حضور پر اسے تعلقات کو پیش نظر رکھتے تھے نیز اس خیال کے اوک لینڈس والے معاملہ میں اتفاقاً ناکامی نہ ہوتی۔۔“

”کیا تمی اس میں اتھارا کچھ منظور نہ تھا۔“ ڈیوک نے تسلیم کیا۔ بہر حال اس کا تو نہیں بھی اعتراف ہوگا۔ کہ میں نے اسے انعام میں بھر بھی کوتاہی نہیں کی۔ گران گدزی ہوئی باتوں کو جانے دو۔ چاہے تو اب بھی ادا کر سکتا ہوں۔ بعلاء یہ تو بتاؤ۔ اگر کل ہی تمہارے لئے ایسا انعام ہو جائے۔ کہ سہے کو آہستہ مکانِ تعلیم کے لئے ایک مہ پارہ نازنین اور بنک میں پانسہ کی رقم جمع ہو تو۔۔۔؟“

”تو میں سمجھوں گا حضور نے اس عورت کی عیب دہی کے لئے جس سے طبیعت سیر ہو چکی تھی نہایت فیاضانہ تجویز سوچی ہے۔“ سیٹھوپ نے جواب دیا۔ ”اور اس عنایت کو بے تامل دلی ممنونیت کے ساتھ قبول کر لوں گا۔“

”بس تو معاملہ طے ہو نا ہیچ مونٹ نے کہا۔ تصدیق کے لئے سرورست اسے اپنے پاس رکھو۔“ اور یہ کہتے ہوئے ڈیوک نے چھکے سے اپنا بوڑھا سیٹھوپ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ پھر کہا ”کئی رات میرے مکان پر آنا۔۔۔ مگر نہیں بلکہ رو سکورڈ والے مکان پر تمہارا آنا ٹھیک نہ ہوگا۔ تم نے ٹھیک بات کہی کیرنڈن ہوٹل میں ملنا۔ وہاں اکل و شرب کے بعد میں اس جنت میں لے چلوں گا۔ یہاں ایک قہر طاعت ہو تمہارا انتظار کرتی ہوگی۔“

یقین فرمائے میں وقت مقررہ بہ حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ ”اس سیٹھوپ نے جواب دیا۔ مگر گستاخی صاف یہ عنایت کسی حلالہ تعلیم کی تہنید تو نہیں ہے؟“

”یعنی کیا؟“ مایچ مونٹ نے پوچھا۔ گو اس کے لیے سے شینہوپ کو اور زیادہ یقین ہو گیا۔ کہ میرا گمان غلط نہ تھا۔

”مائی لارڈ۔ آپ کی اجازت سے میں اس معاملہ کو صاف کر دینا چاہتا ہوں۔“ اس نے کہا۔ ”دیکھئے۔ میں نے فقط سچا سچ پوڈ مانگے تھے۔ آپ نے ان کے عوض پانسو نقد دینے کا وعدہ کیا۔ اور ساتھ ایک ملکہ حسن و جمال پیش کی۔ کسی فنرک پارٹ کی علیحدگی کے لئے یہ معاوضہ کیا بہت گراں نہیں ہے۔۔۔؟“

”بجذا تم سچے نہیں۔“ ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”یہ عہدت صحیح معنوں میں میری دہشتہ نہ تھی۔ ویسے میں کئی بار اس سے ملا ہوں۔ جتنی ٹھٹھا بھی ہوتا رہا ہے۔ مگر اس سے زیادہ کی قسم ہے۔۔۔ ایک زمانہ میں یہ عورت بٹنگ کے پاس رہا کرتی تھی۔ اور آج کل میڈم ایجنیک کے ہاں ٹھہری ہوئی ہے۔ کل وہ ایک شاندار مکان میں تمہارے خیر مقدم کو تیار ہوگی۔“

”عناست! بہر بانی! شینہوپ نے کہا۔ مگر یہ خیال اب بھی رہ رہ کر پیدا ہو رہا ہے کہ اس کو مغربی کی تہ میں کوئی اور بات نہ ہو۔ دل یہی کہتا ہے کہ آپ کسی خاص کام میں میری ادا دے چاہتے ہیں۔ اور یہ سب اسی کا بیانا ہے۔“

”جلادیوں سہی۔ پھر کیا؟“ ڈیوک نے کہا۔

”کچھ نہیں۔ بہر حال بات کھل گئی۔ اب جس وقت آپ حکم دیں گے۔ تیار رہوں گا۔ گو بہتر ہے کہ اس کام کی نوعیت فوراً ظاہر کر دیجئے۔ کہ میں بھی اپنا انتظام مکمل کر لوں۔“

”اچھا میں سب اگل رات تم سے کہہ دوں گا۔ اس کے بعد جس طرح جی چاہے کرنا۔“ ان کہہ کر مایچ مونٹ رخصت ہوا۔ مگر ایک ہی بازار طے کر پایا تھا کہ دیکھا سٹرڈر میٹج جنہ قدم آگے اسی راہ میں چل رہا ہے۔ ڈیوک نے قدم بڑھا کر اس کو جالیا۔ مگر صورت دیکھتے ہی معلوم ہوا کہ وہ پھر کسی ناگوارا بھین میں پھنسا ہوا ہے۔

”کیوں ٹیڈورس۔ کیا پھر انقلاب زمانہ کی شکاوت ہے؟“ ڈیوک نے پوچھا۔

”ٹیڈورس! پھر ٹیڈورس! آرمیٹج نے چونک کر کہا۔ سرکار نا عاقبت اندیشی کرتے ہیں۔“

”آہ! میں بھول گیا۔“ ڈیوک نے کہا۔ ”یہ نام کئی بار بے خبری میں نکل جاتا ہے۔ مگر

کیوں میل قیاس تو غلط نہیں؟ کسی قدر افسردگی کے لیے میں ”افس آرمیٹج“ تم نے جہ سے

مسئلہ کی صفائی نہ برتی۔ حالانکہ میں نے صاف کہہ دیا تھا۔ اگر اب کی مرتبہ بھی اڑ گئے۔ تو اس سے مجھے سخت تکلیف ہوگی۔“

”لیکن مجب نہیں۔ اس تکلیف کا سلسلہ ابھی اور جاری رہے۔ آرمیٹج نے لا پر دانی“

سے کہا۔

”میں اس پر بھی کہوں گا کہ اپنے محسنوں سے تمہارا سلوک اچھا نہیں“ ڈیوک نے کہا قریباً پانچ ہفتے گزرے۔ تم چند روز کا وعدہ کہ کے ۲۵ ہزار پونڈ ادھار لے گئے تھے۔ کیا اس وعدہ کو پورا کرنا داخل فرض نہ تھا؟“

”تھا ہی۔ مگر... آرمیٹج نے سرسری لہجہ میں کہنا شروع کیا۔

”شاید مسٹر کو لین کی طرف سے ایسی سی ہوتی۔ کیونکہ تم نے اس کے لین دین کا ذکر کیا تھا۔ ڈیوک نے زیادہ مصالحہ نہ لہجہ میں کہا۔ ”یسا ہو تو پھر بے شک تمہارا غدر معقول ہے۔“ آرمیٹج چپ رہا۔ اور اس حالت میں تھوڑی دیر ڈیوک کے پہلو میں چلتا گیا۔

”خیر معلوم ہو گیا۔ تم کس لئے وعدہ پورا نہ کر کے۔“ ڈیوک نے آخر کار کہا۔ ”اب میں تم کو معاف کرتا ہوں... مگر ماں یہ شخص مسٹر کو لین کون ہے؟“

”وکیل ہے۔ غالباً پہلے بھی میں نے اس کا ذکر آپ سے کر دیا تھا۔ اس لئے دوبارہ پوچھنا بے ضرورت تھا۔ آرمیٹج نے تنگ کر کہا۔

”کیا اس نے وعدہ خلافی کی؟“ ڈیوک نے آرمیٹج کی ہمزاجی نظر انداز کر کے پوچھا۔ وہ پھر چپ ہو گیا۔ مگر جلد ہی ہی کہنے لگا۔ ”آپ سے پر وہ نہیں مسٹر کو لین نے وعدہ خلافی نہیں کی۔ اس نے حسب وعدہ روپیہ دیدیا۔ مگر...“

”اس کا دیا ہوا روپیہ بھی برباد ہو گیا؟“ پانچ مونٹ نے منطاب کے لہجہ میں پوچھا۔

”اس سے معلوم ہوتا ہے جس برفار سے کچھ مدت پہلے تمہارے پاس روپیہ جمع ہوتا تھا۔ اب اس سے بہت زیادہ تیزی کے ساتھ نکلا جا رہا ہے۔“ پھر کچھ سوچ کر کیوں آرمیٹج جو انہیں کھیلا کرتا تھا۔

”ماں سرکار کھیلتا ہوں۔“ اس نے جواب دیا۔ مگر ایسا جو انہیں جو حصہ ویسٹ اینڈ

کے امیٹر شریف ایسے مکافوں میں کھیلا کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے ایک کلب گھر کی نشانی کھڑکیوں کی طرف جن کے پاس وہ اس وقت گزر رہے تھے۔ اشارہ کیا۔

”پھر کیا سہ کرتے ہو؟“ ڈیوک نے پوچھا۔

”سہ کپے یا سو پار ایک ہی ہوتا ہے۔“ آرمیٹج نے مختصر طور پر جواب دیا۔

دونو پھر تھوڑی دیر چپ چاپ چلتے رہے۔ آرمیٹج کی نگاہ فرشِ نین پر لگی ہوئی تھی اور ڈیوک آف مارچ مونٹ اپنے خیالات کی الجھن میں مبتلا تھا۔ اب اُسے یہ سوچنا افسوس ہوا کہ میں نے ناخن اس شخص کو بلایا۔ اب ضرور کوئی نیا مطالبہ پیش کرے گا۔

”کو کیا پچاس پندرہ کی رقم جو تم نے مٹر کو لین سے لی تھی۔ سب کی سب سٹیں برباد ہو گئی؟“

”خدا نہ کرے“ آرمیٹج نے گھبرا کر کہا۔ اور اپنا زوحشت سے ڈیوک کا بازو پکڑ کر وہ اس طرح اس کے چہرہ کو گھورنے لگا۔ کہ بازار کے گیس لپ کی روشنی میں ڈیوک اس کی بھانک صورت دیکھ کر ڈر گیا۔ ”مہربانی سے ایسے خوش الفاظ نہ کہئے۔ اگر سچ پچہ یہ رقم بھی برباد ہو گئی تو پھر کوئی طاقت مجھے آخری تباہی سے نہ بچا سکے گی۔“

”اُن! کیا کہہ رہے ہو؟“ ڈیوک نے جرت زدہ ہو کر پوچھا۔ ”اوتھیں اتنا اضطراب کیوں ہے؟“

”وہ دیکھ رہے ہیں کہ ایک ایسے کام میں لگایا ہے جس کی مدد سے ایک گھنٹہ۔ ایک منٹ ایک ٹائیپ میں لاتعداد دولت کمائی جاسکتی ہے۔ یا دوسری صورت میں...“ وہ کہتے ہوئے اس نے ٹھنڈی سانس لی۔ ”یا دوسری صورت میں ہم ہی عرصہ بچہ ہمیشہ کے لئے گداگر۔ محتاج اور بھکاری بناسکتا ہے۔“

”آہ! کیسی حماقت! کیسی نا عاقبت اندیشی! مارچ مونٹ نے کہا۔

”خیر آپ کو اختیار ہے۔ اسے حماقت کہئے یا نا عاقبت اندیشی۔“ آرمیٹج نے تنک کر جواب دیا۔ ”مگر آپ کا اعتراض تب بجا ہوتا کہیں ذاتی سرمایہ کو اس خطرہ میں ڈالنا۔ اس وقت تو میرے لئے چارہ کار ہی نہ تھا۔ یہ ادھار کی پونجی تھی جس سے جس طرح بھی ممکن ہو فائدہ اٹھانے کی ہوشش کرنا لازم تھا۔ بس یہ آخری دوڑ تھی۔ اور اب اس کا نتیجہ یا میری حالت میں اصلاح کر دے گا۔ یعنی اسکی مدد سے میں کھویا ہوا روپیہ بھی حاصل کر لوں گا۔ یا پھر ہمیشہ کے لئے معذور ہستی سے مٹ جاؤں گا!“

”اور نتیجہ کب معلوم ہوگا؟“ ڈیوک نے پوچھا۔

”ایک ماہ بعد۔“

”تب اس مایوسی اور بدگمانی کی وجہ“

”وجہ یہ کہ... کہ آج کے اخبار میں کچھ اس طرح کی خبریں درج تھیں۔ جن سے انجام خراب نظر آتا ہے۔“ آریٹج نے جواب دیا۔ ”پھر بھی کون کہہ سکتا ہے نتیجہ کیا ہوگا۔ کیا عجب کوئی نامہ افشا کل ہی معاملات کو اتنا روشن بنا دے جتنے وہ آج تا ریک ہیں... لیکن مائی لارڈ یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ آدمی ایک منٹ میں تو رفعت امید پر پہنچ جاتا ہے۔ اور دوسرے میں تقریباً اس میں جاگرتا ہے۔ آج سمجھتا ہے میرے جیسا صاحب ذر روئے زمین پر کوئی نہیں۔ اور کل اس ذلیل بہیکاری کو دیکھ کر جو ریٹنگا ہوا شرک پر چل رہا ہے۔ اس خیال سے لرزہ بر اندام ہوتا ہے کہ شاید میری حالت اس سے بھی اتر ہو۔“

”تھوڑی دیر پھر سکوت رہا۔ اور اس عرصہ میں ڈیوگ اور آریٹج چپ چاپ پہلو پہلو چلتے رہے۔ آخر مسٹر آریٹج نے ہی اس مہر خوشی کو توڑا۔ اور پہلے سے نرم اور مودبانہ لہجہ میں کہا: ”ڈرنا ہوں میرا بھی سرکار کے لئے باعثِ سنج ہوا ہوگا۔ مگر کیا عرض کروں۔ طبیعت اتنی ہیشان ہے...“

”اس محنت کی کچھ حاجت نہیں۔“ مارج مونسٹ نے جو سب سے زیادہ خود ہی مصاحبت کا آرزو مند تھا۔ جلدی سے کہا: ”میں تمہاری مشکلات کو خوب سمجھتا ہوں... مگر اس درمیان میں تمہیں اپنی میڈی کی طرف سے بھی کوئی خط ملا؟“

”آہ میری میڈی اور داماد“ آریٹج نے پھر اسی تلخ لہجہ میں کہا: ”ان کی حالت کچھ اور پریشان کرتی ہے۔ اپنے لئے کچھ مذامبی پروا نہ تھی۔ گورا توں میں لگتی باریہ خیال باعثِ فطرت ہوتا ہے۔ کہ انلاس سے گد زکرتول دیکھنا سہل ہے۔ مگر امارت کے بعد فحاکت کی زندگی بسر کرنا سخت مشکل۔ آپ کو چونکہ سب حالات معلوم نہیں...“

”آریٹج تم سارے حالات بے دریغ بیان کر دو۔“ ڈیوگ نے جلدی سے کہا۔ نہ اس لئے کہ اسے اس کے معاملات سے کوئی دلچسپی تھی۔ بلکہ اس خیال سے کہ وہ اس ذریعہ سے اس کی صحیح حیثیت معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ ڈر تھا مشکل وقت میں یہ شخص میرے ہی سامنے دست اعداد پھیلائے گا۔

”شاید آپ کو معلوم ہے یا نہیں۔ بہر حال اس واقعہ یہ ہے کہ جب لارڈ آکیوین میریڈیٹ نے ذمہ شادی کی تو میں نے ساٹھ ہزار پونڈ کی رقم بیٹی کے نام جمع کرادی تھی۔“ آریٹج نے

جواب دیا۔ اس کے علاوہ ایک ہزار روپے میں نے میرے بھائی کا سالانہ جیب خرچ مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد جب ذوالحجۃ سے رخصت ہوئی۔ تو وہ مجھے کو اپنا نمائندہ رکھ لیا۔ کہیں اس کی آمدنی سے اتنا روپیہ لاؤ کہ بیویوں کو دے دیا کروں۔ جس سے ان کے بچے اخراجات پورے ہوتے رہیں۔ اور باقی میں سے جو روپیہ نہ طلب کرے۔ اُسے مجھے دیا کروں گا۔

”مجھے یاد نہیں۔ تم نے یہ تفصیل ہمیشہ مجھ سے بیان کی تھی یا نہیں۔“ ڈیوگ نے جواب دیا۔ بہر حال جو کچھ میں اب دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ہے۔ کیا تم نے اپنی بیوی کا روپیہ بھی سٹہ کی نذر کر دیا؟

جواب میں بد نصیب شخص کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی جس سے اہم مونٹ کے دل کو سخت صدمہ ہوا۔ اور وہ یہ سوچ کر کانپ اٹھا۔ کہ عنقریب اس کی مشکلات کا خیمہ نہ مجھے کو بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ تنگی کے وقت یہ میرے ہی سلسلے دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہوگا اس کا بے شمار روپیہ پہلے ہی اس شخص کے نام لگتا تھا۔ مگر آئندہ اس کی مقدار میں اور اضافہ ہونے کا احتمال تھا۔

”آپ کا گمان صحیح ہے۔“ آخر کار آرمیٹج نے ایسی مری ہوئی آواز میں جو بمشکل سنائی دیتی تھی۔ کہا۔ ”حقیقت میں وہ ناہنجار پرسن ہی میری تباہی کا موجب ہوا۔ اس کے خزانے میں سب کام چھپی طرح چل رہا تھا۔ مٹی کو باقہ ڈالنا تو سونا بن جاتی تھی۔ مگر جب سے اس نے دیوالہ نکالنا لیس میری نقد پر بھی الٹ گئی ہے۔ میرا ماتہ دہار کی بھی بن گیا ہے کہ روپیہ اس میں آیا۔ اور بچھلا۔ روپیہ کی طاقت پر عاز مشہور ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ آمدنی سے خرچ کی رفتار دس ہزار گنا تیز ہے۔ حیران ہوں کیا میں آنکھیں بند کر کے سودے کے لیے یا لافقان پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے رد و برد نہی نقصان اٹھاتا ہوں۔ بہر حال ...“

بہر حال طرہ واقعہ یہ ہے کہ تمہاری بیوی کا روپیہ بھی سب کا سب ضائع ہو چکا کیوں؟ مارچ مونٹ نے رکتے ہوئے پوچھا۔

”ہو چکا۔ سب ضائع ہو چکا۔“ آرمیٹج نے جواب دیا۔ اور اس کے منہ سے پھر ایک بار کراہنے کی آواز نکلی۔ اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بعض اوقات میں کیوں اتنا افسردہ و مایوس ہو جاتا ہوں۔ اور کس لئے میرے دل میں طمع طمع کے اندیشے اور دوسرے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ سوچتا ہوں اگر میں تباہ ہوا۔ تو اس کا آخر میری ذات تک محدود نہ ہوگا۔ اس کے ساتھ

ہی میری بیٹی ادا دلا دیکھی بر باد ہو جائیں گے۔“

”مگر اس نے سو دے میں نفع ہونے کا جو یقین ہے۔۔۔“

میں سر دسٹ کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ اس وقت تو ایزد پاک کی بارگاہ میں یہی دعا کرتا ہوں کہ اے دو بتوں کے سارے تیسرے نے نہیں ان معصوم ہستیوں کے لئے جن کی تقدیر مجھ سے وابستہ ہے میری کشتی کو منجھو صا رہے نکالی کر عافیت کے کنارہ لگا۔ پھر یکا یک غیر معمولی خوشی کے لہجہ میں اس نے کہا۔ ”اوہ مائی لارڈ۔ اگر تے سو دے میں کامیابی ہو جائے تو آج سے ایک ماہ بعد دو لاکھ پچاس ہزار پونڈ میرے پاس آجائیں گے۔ اس رقم سے میں زوکارو بیہ ادا اور کو لین کا حساب چکا دوں گا۔ اور آپ نے جو رقمیں مختلف اوقات پر قرض دی ہیں۔ وہ بھی کوڑی پیسہ سے بے باقی کر دوں گا۔۔۔ اے دل نگہبر ضرور قسمت یاد رہی کرے گی۔ خدا کے گھر میں ایسی بے نصافی غیر ممکن ہے!“

”مگر بالفرض معاملات نے خلاف امید صورت اختیار کی۔“ مارچ مونٹ نے کہا۔ اس صورت میں کیا جانتے ہو۔ یہ شخص کو لین کس طبیعت کا آدمی ہے؟“

”مائی لارڈ اس شخص کی طبیعت کو میں آج تک نہیں سمجھا۔“ آرمیٹج نے جواب دیا حقیقت میں اس کے پاس نہیں گیا۔ بلکہ وہ خود میرے پاس آیا تھا۔ جن دنوں پر سٹن کے دیوالہ سے میرے کاروبار کو ضعف پہنچا۔ اور میں چند چند مالی شکلات میں مبتلا ہو گیا۔ یعنی اس زمانہ میں جب آپ نے عنایت دنیا منی سے پچاس ہزار پونڈ کی مدد دی تھی۔ تو انہی ایلم کا ذکر ہے ایک دن مسٹر کو لین میرے مکان پر آیا۔ رسمی گفتگو کے بعد اس نے کہا۔ میسز لایک مول کل جو بہت مالدار ہے۔ اپنا روپیہ محفوظ طریقہ پر کاروبار میں لگانا چاہتا ہے۔ چونکہ مجھے معلوم ہے۔ آپ اس شہر کے امرا درو سا کو روپیہ قرض دیتے ہیں۔ اس لئے میں یہ جاننے سکھائے آیا ہوں۔ کیا میرے مول کل کاروبار بھی آپ کی معرفت قرض دیا جاسکتا ہے۔ میں یہ سہارے تعلق کی ابتدا کرتی۔“

”لیکن معلوم ہو مسٹر کو لین کا وہ مالدار مول کل کون تھا؟“ دیوگ نے اس خیال سے پوچھا۔ کہ عجب نہیں یہی شخص وکیل نکور کوٹیم ایجلیک کے خلاف مقدمہ چلانے پر تگس رہا ہو۔

”نہیں؟“ آرمیٹج نے جواب دیا ”مجھے کبھی اس شخص سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ نہ میں

نے اس کا نام ہی سنا میرا خیال قویہ ہے کہ مالدار مول کا فقط بہانہ تھا۔ ورنہ کوئین کا مقصد خود اپنا روپیہ کاروبار میں دکانا تھا۔ اس شہر میں کئی وکیل ہیں جو اس بہانے سے اپنا روپیہ سود پر چلاتے ہیں۔ اس سے ان کی ساکھ بڑھتی رہتی ہے۔ اور کوئی انہیں سود خواہ نہیں کہہ سکتا لیکن جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ میں اس شخص کو کوئین کی فطرت سے آجنگ واقف نہیں ہوا۔ شروع میں اس نے مجھے روپیہ کن وصولی پر مجبور کیا۔ اور اس کے بعد میری معاملہ کی صفائی سے خوش ہو کر کچھ اس ہزار اور دیے میں جاتا ہوں۔ بعض واقعات سے اس کو معلوم ہو چکا تھا کہ کہ اس میں اتنا مالہ نہیں۔ جب تک پلٹا تھا۔ پھر بھی اسے روپیہ دینے میں ذرا تامل نہ ہوا۔۔۔۔۔

”نہیں آرٹھیج یہ تمہارا دم ہے“ ڈوک آف مارچ مونٹ نے قطع کلام کر کے کہا ”میں تمہارا اصلی حال معلوم نہ ہو گا۔ ورنہ ایسا الحق کون ہے۔ جو اگلا روپیہ ڈوبتا دیکھ کر اور زیادہ کو خطر میں ڈالنے کے لئے تیار ہو۔ لیکن مگر تم نے کبھی اس کی زبانی یہ ذکر نہ کیا۔ کہ وہ ایک خاص مقام کی نسبت جہاں امر کی آمد و رفت ہے۔۔۔ ایک خاص قسم کے مکان کی نسبت جسے وہ قابل اعتراض سمجھتا ہے۔ قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟“

”بالکل نہیں“ آرٹھیج نے جواب دیا۔ ”جب کبھی اس سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ہماری گفتگو ہمیشہ کاروباری معاملات تک محدود رہی۔ اور اب مائی لارڈ چونکہ میں اس جگہ پہنچ گیا ہوں جہاں مجھے ایک شخص سے ملنا ہے۔۔۔“

”مگر کسی سے ملنے کا یہ کونسا وقت ہے؟“ ڈوک نے مسکرا کر پوچھا۔

”اس گھر میں سوئیٹل نامی گارڈ فوج کا ایک فوجان افسر رہتا ہے۔“ آرٹھیج نے جواب دیا۔ ”ترجماً آٹھ نو لاکھ کے عرصہ میں وہ من بلورغ حاصل کرے گا۔ اسے روپیہ قرض لینے کی ضرورت تھی۔ اس لئے مجھے بلوایا ہے۔ ایسی ملاقاتوں میں وقت بے وقت کا ایسا زیادہ خیال نہیں رہتا شب بخیر۔“

دو فوجا ہوئے۔ مگر جس وقت ڈوک آف مارچ مونٹ ٹھہرا ہوا اپنے مکان کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے رستہ میں پھر اس تجویز کو سوچنا شروع کیا۔ جس میں آئریبل وٹن سنٹھوپ کی مدد حاصل کرنے کے لئے اس نے اسے روپیہ اور رنڈی کا لالچ دیا تھا۔

باب - ۸۸

میدم ایجلیک کے تین خط

اس سے دوسری صبح کو میدم ایجلیک نے ہاشتہ سے فارغ ہو کر تین خط لکھے۔ اور انہیں تین عبدالغافوں میں بند کر کے ڈاک میں بھیج دیا۔

سپر کے ایک بچے ایک بڑھا پھوٹا آدمی - بخنی - کمر زار اور محذوہ دم - برٹن کی دوکان سے گذر کر آئینہ دار دروازہ کی راہ سے میدم ایجلیک کے مکان میں داخل ہوا۔ اور وہاں سے اس آراستہ کمرہ میں پہنچا۔ جہاں فرانسیسی عیارہ بنطا ہراس کی منتظر تھی۔

اس کی عمر ۲۰ سال کے قریب - پیٹھ گہری - ماتھے پاؤں میں رعشہ اور سر کے بال بیشتر جھڑ چکے تھے۔ چند سپیلیٹیں جو باقی رہ گئی تھیں۔ وہ بھی کسی شیل میدان میں برٹن آلود جھکاڑ سے مشابہ تھیں۔ انھیں بے رونق چہرہ پر جھڑپاں اور ناک طوطے کی چوڑی سے ملتی تھی۔ دانت گر چکے تھے۔ اور صنف حانی کا یہ عالم کہ دو قدم چلنا دشوار تھا۔ محوڑی تھوڑی دیر کے بعد کھانسی کا دورہ ہوتا تھا۔ آما زایسی کمر زار اور رگی ہوئی تھی کہ بات سمجھنا مشکل تھا۔ مگر اس عمر میں بھی جب منہ پوپلا۔ کان بہرے اور نیالی جواب دے رہی تھی۔ حضرت قلا قریبا پانچ سال پور کے کسی دربار میں انگریزی سفیر کے کمال میں وہاں تشریف لائے تھے!

لارڈ وینہم... یہ ان رئیس کا نام تھا۔ عہدہ سفارت پر مامور ہونے سے پہلے بہت دن میدم ایجلیک کے سر پرست اور مرلی رہ چکے تھے۔ اسی لئے یہاں کے سب اسرار سے واقف اور حالات سے خبردار تھے۔ البتہ وہ لوگ کیاں جو آجکل اس گھر کی زینت تھیں۔ آپ کی ذات باصفا سے مٹن واقفیت نہ رکھتی تھیں۔ کیونکہ ان کی آمد آپ کے زمانہ قیام یورپ میں ہوئی تھی۔ اب جو میدم ایجلیک نے آپ کی دہائی کی خبر سنی تو حسن فروشی کا دھندہ ترک کرنے سے پہلے آپ سے کوئی آخری رقم اینٹے کی امداد پر ان کے نام خط لکھا۔ اس وقت حضرت کی تشریف آوری اسی خط کے جواب میں تھی۔

نشست گاہ میں داخل ہوتے ہی رئیس موصوف بے دم ہو کر ایک آرام چکی پر گر پڑے۔ ساتھ ہی اس زور کی کھانسی شروع ہوئی۔ کہ منہم ہوتا تھا۔ اس کی شدت آپ کے قسم نقیہ

”سچ ہے۔ سچ ہے۔“ بٹھے رئیس نے کہا۔ اور اب اس خیال سے کہ میڈم ایجنیک کے تعریفی اذکار کا کوئی لفظ سننے سے وہ نہ جائے اس نے وہ نامی جسے بہرے استعمال کیا کرتے ہیں۔ جیسے نکال کر کان میں لگائی۔ پھر کہا۔ ”اچھا کہتی جاؤ... اخی اخی!“

میں نے جو کچھ آپ کے بیان کیا وہ لفظ لفظ صحیح ہے۔ ”عورت نے کہا۔ اس لئے... مگر میں یاد آگیا“ وہ جلدی سے فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر کہنے لگی۔ ”اس کہ حسن و جمال کی آمد کی خبر کسی طرح ڈیوک آف ہارٹ مونت کو بھی ہوگئی تھی۔ کل رات وہ میرے یہاں آئے اور پانسو پونڈ نمک کا لالچ دیتے رہے۔ مگر میں نے یہی کہا کہ جب میرے ایک دیرینہ مربی فریخی سے ایک ہزار روپے مس ایجنٹائی کو لے جائیں گے۔ تو میں آپ کے پانسو کیوں لوں؟ یہی لفظ تھے جو میں نے ان سے کہے۔“

”تو کیا یہ اشارہ میری طرف تھا؟“ لارڈ وینہم نے جو اس تحفہ نامیاب کو حاصل کرنے کے لئے بے قرار ہونے لگا تھا۔ جلدی سے پوچھا۔ ”یہ اشارہ کیا میری ہی طرف تھا... اخی اخی...“

کل سے دو کام نے کھانسی کی صورت اختیار کر لی ہے... کیا واقعی یہ اشارہ میری طرف تھا؟

”جی ہاں۔ نہیں تو کس کی طرف؟ کیا میرا خیال غلط تھا؟“

”بالکل نہیں۔ بالکل نہیں“ سال خردہ امیر نے جواب دیا۔ ”مگر کیا تم اس بات کا یقین دلا سکتی ہو کہ وہ... تم نے مطلب سمجھ ہی لیا ہوگا... اخی اخی!“

”وہ حقیقت میں صاحب عصمت ووشیزہ ہے؟“ میڈم ایجنیک نے کہا۔ اس کا اطمینان آپ جیسے چاہیں کر لیں۔ وہ تو بڑی ہی شرمیلی لڑکی ہے۔ کوئی اور شاید اس پر کامیاب بھی نہ تھا۔ مگر حضور کی طلاقت لسانی چونکہ ملکوں ملکوں مشہور ہے۔ اور ابھی کل کی بات ہے کہ جیسا اخبار دن نے لکھا تھا۔ آپ نے ایک بہت نازک موقع پر اسی ملک میں جہاں حضور کو عہدہ سفارت حاصل تھا وہی چار باؤں میں اس جگہ کے وزیر اعظم پر وہ مہمانی کی کہ جب آپ کا خیال بن گیا...“

”آہ! کیا تم نے اس کا حال پڑھا تھا؟“ بڑھنے نے اس تعریف سے خوش ہو کر کہا۔ ”مجھ کو میں نے وہ حرب زبانی کی۔ اور شیریں کلامی کے وہ جوہر دکھائے کہ وزیر اعظم میری باتیں سننے سننے اٹھنے لگا۔ پھر جیسے ہی اس کی آنکھ کھلی۔ میں نے ایک ٹائید میں عہد نامہ پر دستخط کر لئے... مگر ذکر مس ایجنٹائی کا تھا... وہ کتنا پیارا نام ہے۔ جی چاہتا ہے بار بار لیتے رہے... اخی اخی اخی“

”مائی لارڈ وہ آپ کی ہو چکی۔“ میڈم ایچلیک نے شکار کو نشانہ کی زد میں دیکھ کر کہا۔ ”بلا سے آپ کچھ دیں یا نہ دیں میں لے سکتی اور کے حالہ نہ کروں گی۔“

”بھٹرو تو“ لارڈ ویہم نے جلدی سے کہا۔ ”میں پہلے ایک منٹ اس کی صورت دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ محض یہ جاننے کو۔۔۔“ ”اے! اے!“

”اچھا میں لے آچکی پاس لاتی ہوں۔ قلم و کلام حاضر ہے۔ آپ اتنے جگ لکھ کر تیار کیجئے۔ بالفرض آپ نے اسے ناپسند کیا جو غیر ممکن ہے تو جگ کو آسانی سے منسوخ کیا جاسکتا ہے۔“

یہ کہہ کر میڈم ایچلیک رخصت ہوئی۔ اور سالخورہ رئیس کو اسی رہی زور سے کھانا چھوڑ کر سید ہی مس ایچلٹائن کے پاس گئی۔ وہ نازنین نانا شکار کی مصروفیتوں سے بھی ابھی فانی ہوئی تھی۔ کیونکہ سچ پوچھئے تو وہ جسے میڈم ایچلیک نیکی اور عفت رجیا اور غیرت کی پتی ظاہر کر رہی تھی۔ ایک معمولی عصمت فروش لڑکی تھی جس نے وہ رات اور صبح کا بڑا حصہ ایک رنگین مزاج نوجوان کے پہلو میں جس کی یہاں عموماً آمد و رفت تھی بسر کیا تھا۔ اور تھوڑی دیر پہلے مہاراجہ کو فانی ہوئی تھی۔

مس ایچلٹائن کے پاس جا کر عیار عورت نے کہا۔ ”پیارے بیٹی میں نہیں ایک سبارک خیر سنانے آئی ہوں۔ خوش ہو آج تمہاری قسمت اوج پر ہے۔ وہ اصل میں اس کا دہار کو عنقریب بند کرنے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔ مگر چونکہ تم مجھے جان سے زیادہ عزیز ہو۔ اس لئے ادا دہ تھا کہ رخصت ہونے سے پہلے ضرور تمہارے مستقبل کی فکر کروں گی۔ اتفاق سے ایک مالدار رئیس امیر ابن امیر ایسا مل گیا ہے جو تمہیں اپنے آغوش محبت میں رکھنے اور کم از کم ۸۰ پونڈ مہنتہ و ارجیب خرچ دینے کو تیار ہے۔ اس وقت تم نے دورانِ پیشی سے کام لیا تو ایک دن اس کی یکم ہن سکونگی نانا عمر میں وہ کچھ ایسا جوان نہیں ہے۔ کیونکہ ساٹھ سال کے لگ بھگ پہنچ چکا ہے اور دیکھتے ہیں اس سے سن رسیدہ ہی نظر آتا ہے۔ مگر یہ ایسی بڑی روکاؤں نہیں۔ کیونکہ بڑھوں کو تو ادا بھی آسانی سے تابع کیا جاسکتا ہے۔ پس آؤ میں نہیں اس کے پاس لے چلتی ہوں۔ باغنے جلاؤ تو جہان یک ممکن ہو سفر میلی بنے رہنا۔ اور جس وقت تمہارا ذکر چھڑوں تو ایک بھٹی سی چٹھ ضرور مارنا بلند آواز سے نہیں کہ اور لوگ بھی سن لیں۔ بلکہ آہستہ صرف خاموشی کے لئے۔ پھر نہ سے میرے گلے لگ جانا۔ یا اگر فقور جی دیر بہوش ہونا ممکن ہو تو اور اچھا ہے۔ بہر حال یہ دکھاوا عارضی ہو گا۔ انجام کار نیک لڑکیوں کی طرح شاکر و تابع ہو کر چپ ہو جانا۔ امیر موصوف فوراً

تہادی سکونت کا بندوبست کر دینے۔ اور ان کے ہاں تم ہر طرح سکھی رہیں گی۔ یہ تم سمجھ ہی سکتی ہو کہ میری کوششیں بالکل بے غرضانہ ہیں۔ آرزو فقط یہ ہے کہ تمہاری باقی زندگی بھی اسی آرام سے بسر ہو۔ جو تم نے میرے گھر دیکھا ہے۔ ورنہ کوئی غرض یا منفعت مقصود نہیں۔

اینگلنڈ نے سب حال سنا تو اس عیارہ کی تجویز پر کاربند ہونے کو آمادہ ہو گئی اور میڈم ایجنلیک کے ساتھ اس کمرہ کی طرف روانہ ہوئی۔ جہاں اس کا خریدا منتظر تھا۔ وہاں جاتے ہی میڈم ایجنلیک نے میز پر نظر ڈالی۔ تو معلوم ہوا ایک تیار سے۔ اینگلنڈ کا بڑے فواب سے تعارف کرتے ہی پہلا کام جو اس نے کیا وہ آنکھ پچا کر چک اٹھا بیٹھا تھا۔ اور حرقہ کہن سال رئیس اپنے تجربہ اور شاہدہ پر خاک ڈال کر اس نازنین کو اپنی زبردست چچی کے حرقہ واد کا شکار سمجھتے ہوئے حریصانہ انداز سے دیکھ رہا تھا۔ اور میڈم ایجنلیک کو چک اٹھنے کی فکر ہوئی۔ یہ ہو چکا تو اس ناٹک کے وہ مناظر جن کی تیاری کی جا چکی تھی پیش آئے۔ پہلے اینگلنڈ ایک ہلکی چیخ مار کر نرم سے چار قدم پیچھے ہٹی۔ پھر کمری نیک دپاک لڑکی کی طرح اپنی خود عرض چچی سے التجائے دم کرنے لگی۔ بعد ازاں صبح وقت پر غش کا سوشگاسیا بھرا کہ سیٹھ پرکشی نامی ایکٹرس نے کیا بھرا ہو گا! اس میں بھی اپنے قدرتی حسن و جمال کی عریانیغ اور نمائش کا پورا خیال رکھا گیا۔ میڈم ایجنلیک نے گہرا کر اس کے منہ پر پانی چھڑکا۔ تو اس سے رفتہ رفتہ جمال ہوئی۔ اس کے بعد اپنی محترم چچی کے استدلال کو قابلِ تفریب صبر و سکون کے ساتھ سنتی رہی۔ اور انجام کار جیسا کہ فیصلہ تھا ایک فرما بزرگ لڑکی کی طرح شاکر و قدیر ہونا منظور کر لیا۔

سہ پہر کو لارڈ وینہم اس مجسمہ عفت و عصمت کو لینے گاڑی میں سوار ہو کر تشریف لائے اور سیگراس آدراستہ مکان پہنچے گے جو اسی روز خصوصیت سے اس کے لئے کوئے کیا گیا تھا۔ پورٹا ہفتہ وار حبیب خج مقرر ہوا تھا۔ جس کی پہلی قسط ہی رڈ اور دردی لگئی۔

اس جگہ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جس روز لارڈ وینہم نے حسین جمیل اس ایگنڈ کو ایک نرود پونڈ میں خریدا اور اسے پہلے ہفتہ کا حبیب خج عطا کیا۔ اسی شام انہوں نے بڑی فیس جنی سے دو پونڈ کا چک اس اکھن کے مستند کے نام بھی بھیجا۔ جو ملک کے خاقہ کش غریب کو خوشک روٹی پہنچا کرتی تھی۔ اور بیس پونڈ کا ایک اور چک غریب اور جوان عورتوں کی ستر پیش کیا۔ کے نام رکھا گیا۔ کیوں نہ ہو غیاض بامبر ہی تھا تھا!

ادھر میڈم ایجنلیک یہ بے غرضانہ سوداے کلب کے سال خوردہ دس کی رخصت سے
 فاسخ ہوئی تھی مگر صبح کی تین چھٹیوں میں سے دوسری کے جواب میں ایک اور صاحب وارد ہوئے
 جن کا نام سٹروائٹ چکر شہور تھا سیاہ کپڑے کے سوٹ پر برف کا ایسا بے داغ سپید لگوبند
 ان کی صورت میں انداز رہبانیت پیدا کرتا تھا۔ قمیص کا کار کوٹ کے اندر چھپا ہوا بال باریک
 اور پیشانی پر آگے کی طرف برش کئے ہوئے تھے۔ چہرہ لہلہ زرد اور اس پر شہیدان ملت کی طرح
 تسلیم و رضا کے آثار نمودار تھے۔ مجموعی طور پر ان کی صورت ایسی متین اور سنجیدہ تھی کہ جب
 میڈم ایجنلیک کے کمرہ میں آکر اخبار تبصیر کی کوشش کی۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی پیشہ ور
 خباثہ بردار یا کفنیاس کرنے کا سبق سیکھ رہا ہے۔ غور بین نظریں سٹروائٹ چکر کے چہرے سے
 فوراً معلوم کر لیتیں کہ موٹے ہونٹ۔ چھوٹی آنکھیں اور ان کی مضطربانہ جدت پھرست جذبات
 سفلی پر دلالت کرتی ہے۔ اور ان قدرتی آثار کو زہد تھا کے مصنوعی پردہ میں چھپانے کی کوشش
 کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی ہم اس بارہ میں کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرات اس لئے
 نہیں کر سکے کہ سٹروائٹ چکر ایک متقی۔ پارسا اور پابند مذہب آدمی شہور تھے۔

ایک سیٹر مال کے منہوں میں ان کی بہت دھوم تھی۔ ادنیٰ جماعتوں کی جہالت اور بد اخلاق
 پر ان سے زبردست تقریر کوٹ کر سکتا تھا؟ ان جہال و گمراہ نا آشنائے مذہب کفار کی حالت
 ہمہ خوار میں دو جنوبی بھوکال کے چڑیروں میں گناہ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ کسو بہائے اور
 ان کے لئے غلے سفرت کرنے میں ان کا ہمسر کوٹ تھا؟ کون تھا جو اپنی تقریر میں ان کے
 برابر درود پیدا کر کے بد نصیب لوگوں کو راہ صراط پر لانے کی خاطر مشنری۔ کپڑے۔ کتابیں
 اور ٹریکٹ بھجوانے کے لئے چندہ جمع کر سکتا؟ اور کون تھا جو مالک غیر کی انجمن تقسیم ناجیل
 کی امداد یا ان فائدہ کش نفیروں کی حمایت کے لئے جو صدر مقام برطانیہ میں آوارہ دیکھے جاتے
 میں۔ ان کی طرح سینہ سپر ہونے کی جرات کرنا؟ عنقریب کہ نیکی صلاح اور فلاح کا کوئی کام
 ایسا نہ تھا جس میں سٹروائٹ چکر نمایاں حصہ نہ لیتے ہوں۔ ان کا نام عبادت اور بہبود انسانی
 کا مترادف سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ ہمارا تو یہاں تک اعتقاد ہے کہ اگر اس پراشٹ ملک میں ایسے
 نیک و پاک شخصوں کی زندگی ہیں ان کی پرستش کرنا ممکن ہوتا تو ایک سیٹر مال کے اکابر و اعیان
 سٹروائٹ چکر کو کسی اس اعزاز بلند کے لئے منتخب کرتے اور نہایت چھوٹے پادری سے
 لے کر اسقف اعظم تک کلیسا کا ہر رکن اس انتخاب کی تابعدار فرض جانتا۔

اس تفصیل کے بعد ہمارے ناظرین قدرتی طور پر یہی سمجھیں گے کہ ایسا نیک و پاک آدمی جسے پیکر خلوص اور نیکی اخلان کہنا ہے جانہ ہوگا۔ میڈم ایجنلیک کے مکان پر اسی غرض سے آیا ہوگا کہ اس گہنگھا رختون کے سامنے اس کے دو مصحفیت پر طویل و سنی آموز وعظ کہہ کر اسے راہ ہدایت پر لانے کی کوشش کرے۔ مگر خدا معلوم کہیں اس موقع پر حضرت کی تشریف آوری اس دعا کے لئے نہ تھی۔ کیونکہ جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ وہ ان بن چھٹیوں میں سے ایک کے جواب میں حاضر ہوئے تھے۔ جو میڈم ایجنلیک نے اس صبح کو اپنے عشرت کہہ کی حردوش نازنین کی تقسیم پر مستعد ہوا جب کے نام لکھی تھیں۔

انہیں کچھ کر میڈم ایجنلیک نے چہرہ پر اخلان آئینہ منہم ہیدا کرتے ہوئے کہا۔ ”آئے مسٹر جوکر آئے۔“ یقین ہے آج آپ یس کر بہت خوش ہوں گے کہ میں اس کا دوبارہ کو بند کر کے عزت و تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا مصمم ارادہ کر چکی ہوں۔“

”بڑی بی مذاق رہنے دو۔“ مسٹر وائٹ جوکر نے قہقہہ لگا کر کہا۔ ”نہ تمہارا گھر اکیسٹر مال نہ میں وحشیوں کی تہذیب یا جھشیوں کی تلقین یا جاہلوں کی تعلیم کے لئے۔ پر بخت کے لئے آمادہ۔ ہر بات موقع اور محل پر ہی مزا دیتی ہے۔۔۔“

”تو کیا واقعی آپ اس تحفہ نایاب کو وصول کرنے آئے ہیں جس میں نے اپنا بہترین سترنا سمجھ کر آپ کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے؟“ میڈم ایجنلیک نے پوچھا۔

”بس ہاں۔ ایک سچی عیائی۔۔۔ اے قہر دنیا دار عورت کو ہمیشہ اسی اصول پر عمل کرنا چاہئے۔“ مسٹر جوکر نے پہلے خیال کی اصلاح کر کے جلدی سے کہا۔

”ممت ہوئی۔“ آپ کے طلعت زیا کا نور اس خانہ تاریک میں ضیا برزندہ ہوا تھا ”میڈم ایجنلیک نے شاعرانہ انداز سے کہنا شروع کیا۔ ”پس اگر میں نے خاص حالات میں آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی۔ تو آپ اس سے ناراض تو نہیں ہیں؟“

”ناراض بالکل نہیں۔“ مسٹر وائٹ جوکر نے جواب دیا۔ ”بات صرف یہ ہے کہ ہماری آنجن کا نائب صدر۔۔۔ وہی ریاکار کمیہ عبید یہ سنفل نوز اکثر اس مکان میں آتا ہے اور چونکہ ہمارے تعلقات ہمیشہ کشیدہ رہے ہیں۔۔۔“

”مگر بہت دن نہیں گزرے۔ میں نے انہی حضرت سنفل نوز کے نام آپ کا ایک مطبوعہ خط دیکھا تھا جس کے نقاب میں پیارے اور محترم بھائی عبید یہ سنفل نوز موج

تھا... "میدم ایجلیک نے کہا شروع کیا۔

"ہا! ہا! ہا! مسٹر داسٹ چو کرنے تہقہ لگا کر کہا۔ "یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ نہ یہ جگہ تقسیم خیرات کا دفتر ہے۔ نہ میں اس کام میں مصروف۔ اس لئے ان بجٹوں کو جہنم میں ڈالو اور سید ہی طرح بتاؤ کہ مجھے کس لئے یاد کیا گیا ہے؟"

"اچھا تو سنئے "میدم ایجلیک نے کہا۔ "اگر میں یہ اطلاع عرض کروں کہ ملک جرمی کی سبک حسین راکھی جس کے پلے بٹات کو فقط ایک بار لغزش ہوئی ہے... بخدا صرف ایک بار۔ وہ اس وقت میرے گھر میں حاضر ہے۔ تو...؟"

"کاش یہ تعریف سچی ہو۔" مسٹر چو کرنے جس کا اشتیاق درجہ انتہا تک پہنچ گیا۔

جلدی سے کہا۔ "در اصل چھپے تین سال میں میرے شاد و نادار یہاں آنے کی اصلی وجہ یہ نہ تھی کہ میں کسی بات میں سنفل نوز سے دبا ہوں۔ بالکل نہیں۔ وجہ محض یہ تھی کہ اس زمانہ میں تم نے ایک ایسی عورت۔ ہی طرح نیکی اور وفائی تصور کر کے کرپشن کی تھی۔ مگر کم سختی کے لئے جو مجھے پانچویں مہینے ہی بچ جن دیا۔ اور یہ کہہ کر مجھے دھمکانے لگی کہ اس کے گدارہ کا بندوبست نہ کرو گے تو میں سب مازناش کروں گی۔ آہ! میڈم وہ معاملہ بہت ہی افسوسناک تھا..."

"ہوگا۔ میں اس سے انکار نہیں کرتی۔" میڈم ایجلیک نے قطع کلام کر کے کہا "مگر آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انسان کسی حال میں غلطی سے بری نہیں..."

"آہ! مگر ایسی غلطی! سوچو تو۔ کہاں مہری تقدیس اور کہاں ایک حرامی بچہ کا فضیلتا" یہ کہتے ہوئے مسٹر داسٹ چو کر کا چہرہ اتنا لبا ہو گیا کہ عین سازگی سے مشابہ نظر آتا تھا۔

"چلئے میں اپنا سہوا تھی ہوں۔ بے شک وہ ایسا ہی تکلیف دہ واقعہ تھا۔ جس کا مجھے تہ دل سے افسوس ہے۔ مگر میری کاروبار تو بہ شکن لگاؤ جس کے سلا میں نے آپ کو اس وقت تکلیف دی ہے۔ اس کی نہایت توجہ سے جی چاہے اطمینان کر لیجئے۔ اس کے متعلق ایسے انڈیشوں کو دل میں جگہ دینا ہی فضول ہے۔ میرے خیال میں آپ ایک بار اس کی صورت دیکھ لیں... مگر ہاں آپ کو معلوم نہیں؟ اس نے یکایک رک کر کہا۔ "ابھی آپ کے قدموں کے آگے سٹارڈ وینیم ٹشریٹ لائے تھے۔ وہ اس پرینا وحید کے لئے... ہم پونڈ ٹکس پیش کرتے تھے مگر میں نے یہی جواب دیا کہ نہ صاحب میری بھی تو اس کی ہوگی جو پانسو پونڈ نقد گن کر دے گا میں نے صاف کہہ دیا کہ منحصر ایک صاحب آئیں گے جو پانسو کیا... اس سے وہ گنجی رقم

بے درپن پیش کر دیں گے۔ یہی نغذا ان سے کہے تھے۔

اُسے پر تم نے کہیں میرا نام تو نہیں لے دیا؟" مسٹر چوکر نے فکر سے ماتھ ملتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل نہیں" میڈم ایجنیک نے جواب دیا۔ اطمینان رکھئے۔ میں ایسی بے وقوف نہیں ہوں۔ وہ گئی میری لندہ۔ ا۔ تو اس کی نسبت میں یقین دلاتی ہوں۔ کہ وہ کسی حال میں آپ کا راز فاش نہ کرے گی۔ بلکہ جب کبھی آپ کو اکیر ٹال میں تقریر کرنا ہو۔ وہ خود ان جلسوں میں شریک ہوگی۔ خوشی کے موقعوں پر سپیدہ مال بلایا کرے گی۔ اور تقریر کے درونماک حصوں پر آئندہ بھی خوب بہائے گی۔ سچ جانئے وہ اپنی تشیل سے بہتوں کے دل ہلا سکتی ہے۔"

اُس وقت تم اکیر ٹال کا جھگڑا چھوڑ دو۔ میں اس ذکر پر چارہ فرما بھیجتا ہوں۔" مسٹر وائٹ چوکر نے گھبرا کر کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تم لندہ اس کے لئے پانسو پونڈ مانگتی ہو... مگر کیا سچ بہت حسین لڑکی ہے؟ اس کا بدن خاصی موزوں اور سڈول ہے؟

"بس پوچھئے نہیں"۔ میڈم ایجنیک نے کہا۔ کدنی رنگت بھرا ہوا بدن۔ آنکھوں میں شوخی۔ چال میں لچک۔ ہونٹوں پر مسک۔ غرض کو کسی خوبی ہے جو میری لندہ میں نہیں۔ لیجئے۔ قلم دوات حاضر ہے۔ چاک۔ کھئے۔ میں جا کر بلاتا ہوں۔ آپ خود ہی دیکھ لیں گے میرا بیان حقیقت سے کتنا ور ہے۔"

یہ کہہ کر میڈم ایجنیک رخصت ہوئی۔ اور سیدھی جہن جینہ کے کمرہ میں پہنچی جس کی چٹائی کی طرح اس نے بھی ایک آشنا کو جو ہفتہ میں ایک دو بار ملنے آتا تھا۔ ابھی رخصت کیا تھا۔ اور اب ایک خادمہ کی مدد سے سنگار کر رہی تھی۔ میڈم ایجنیک نے فائدہ کو رخصت کیا اور لندہ اسے کاروبار بند کرنے کی تہنید کے بعد کہا۔

پیارے بیٹی میرا فرض کتنا آئندہ کے لئے تمہارا اور تمہاری سہیلیوں کا اچھے گھروں میں استعمال کروں۔ لیکنڈاؤن کی نسبت تم نے سنا ہوگا۔ میں نے اسے وہاں بھیجا ہے۔ کہ عمر بھر وہی کرے گی۔ اس کے بعد تمہاری باری ہے۔ اتفاق سے ایک عابد و پارسا آدمی جسے میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ تمہارا بوجھ اپنے اوپر لینے کو تیار ہوا ہے۔ وہ تمہیں معقول جیب خرچ دے گا۔ اور جب تمہارے بچہ پیدا ہو جس میں شاید ابھی پانچ چھ مہینہ کا عرصہ ہے۔ تو اس کا گذارہ مقرر کرنے پر بھی مجبور ہوگا۔ ان مردوں کا یہی ڈھنگ ہے۔ ایک بار قابو آ گیا

پھر جیسا جی چاہے منوالینا۔ اس کے بی بی بچے موجود ہیں۔ افکار کرے تو وہ کمانا۔ کہ سارا حال ان سے کہتی ہوں۔ فوراً سید ٹاٹھ جائے گا۔ آدمی بہت مالدار اور اس کے ساتھ کامل ریاکار ہے۔ مگر اتنا پھر کہتی ہوں۔ کہ جب تک تکمل ہو اپنی حالت چھپائے رکھنا کیونکہ میں نے اسے یقین دلا دیا ہے کہ تم نے اپنی عمر میں صرف ایک بار کمانا کیا ہے۔ امید ہے ان باتوں کو خود اچھی طرح سمجھ لوگی۔ اس لئے آؤ۔ اس سے تعارف کر دوں۔۔۔ مگر ٹیپر ویہ رو مال اور ٹھہ لو۔ اس سے زیادہ مشرب سی نظر آؤ گی۔ دوران گفتگو میں اس طرح سر کا دینا۔ گویا اضطراب سے خود بخود گر گئی ہے۔

انڈا سب باتیں سن کر بہت خوش ہوئی۔ اور میڈم انجینیک کی ہدایت کے مطابق ایک خوش شمار و مال اور ٹھہ کو ساتھ ہوئی۔ اس اثنا میں مسٹر وائٹ جو کہنے پائس پرند کا چیک کلمہ ڈالا تھا۔ لہذا سامنے آئی تو شرم سے زمین میں گر پڑی جاتی بھٹی۔ اور ہمارے متفق دوست اسے حریصانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ بہت کم گفتگو ہوئی۔ مگر اس کے دولن میں جیسا انتظام کیا گیا تھا۔ و مال کھسک جانے سے اس ساہرہ کی گردن اور سینہ ہنگا ہو گیا۔ مسٹر جو کہ تقریب سن کر ہی وارفتہ ہو چکے تھے۔ اب ریشہ خطنی ہو گئے۔

اسی رات وہ ایک کرایہ کی گاڑی میں اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس وقت اپنی گاڑی کے استعمال کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر وعدہ کیا۔ کہ کل سے تمہارے لئے خوشنما گاڑی اور ایک ایسی شاندار جوڑی کا انتظام کر دوں گا۔ جس کا تانی لندن میں کہیں نہیں۔ لہذا کی سبک کا انتظام ایک خوشنما چوڑے بنگلہ میں ہوا جسے منہ دل کرایہ پر حاصل کیا گیا تھا۔ اور پہلی رات اس نا زین کی صحبت میں بسر کرنے کے لئے آپ نے گھر میں یہ بہانہ دیا کہ ہماری بھین کے ایک نامی کا رکن بستر مرگ پر دراز ہیں۔ آج کی رات میں انہی کے سر مانے گزارنا چاہتا ہوں۔ ٹی کی آڑ میں خوب انکار کیا جاسکتا ہے۔

میڈم انجینیک اس کام سے فاسخ ہو چکی تھی۔ کہ انریس آگسٹس سو فلی کی آمد کی خبر ملی۔ آپ کی عمر مشکل ایکس سال اور عنقریب سن بلوغ حاصل کرنے پر ساتھ ہزار کی جامدا ملا چاہتی تھی۔ مگر اس رقم کا بڑا حصہ انہوں نے قبل از وقت ہی سود خواروں سے بطور قرض وصول کر لیا تھا۔ حال میں گارڈ فوج کی نفعی مل چکی تھی۔ اور اب ان کا ارادہ زندگی کی بہار دیکھنے کا تھا۔ ان کے نزدیک یہ بہار شاید رات ہی کو دیکھی جاسکتی تھی۔ کیونکہ عام طور پر یہ رات کے

تین چار بجے سے پہلے نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ پریٹ کے وقت تک خواب غفلت میں محو رہتے۔ اور جب اگلی صبح کو باغیچہ کی اصلاح کے بہانے اتنی سوٹ اور چیری مشین پر جاتا کہ ان کا مشترکہ ٹرانزائل کرنے کو پھر سنا پڑتا۔ رات کے کھانا پر تازہ دم ہو کر اگلی صبح کو شاپین کی دو تین بوتلوں سے مدد کو تقویت دے دیتی۔ اور یہی عمل رات کو جاری رہتا۔ اصل یہ ہے کہ آریئل آگسٹ سونٹی شراب کو اکبر اعظم یا روح حیات سمجھ چکے تھے۔ اس وقت اس نے ضعف کرتے رہا۔ اور جب رات کے دس بجے زندگی کی بہار دیکھنے لگا۔ تو گیس لمپوں کی روشنی میں یا پولیس کے سپاہیوں کے سر پہ ڈرتے۔ یا کسی فیشنبل تھارخانہ میں جا گھسے۔ جہاں بد معاشوں کے اعتقوں خوب مال و دولت لگتے۔ گردن کو ہمیشہ ہی سجا دیا کرتے تھے۔ کہ میں آمذہ زندگی کے لئے مفید تجربے حاصل کر رہا ہوں۔

شکل و صورت میں آریئل آگسٹ سونٹی کو تازہ قامت لاغرا ذم اور بالکل بدلہ ریڈیو لوجوان تھے۔ مونچھیں بڑھانے کے لئے طبع طرح کے روغن اور مہربوب استعمال کئے جاتے۔ گر نہ بال بگنے اور نہ لکپن کے آثار رفع ہوتے تھے۔ خط و خال، ریشہ اور موزوں مگر چہرہ بے سمجھی، ناعاقبت اندیشی اور بے وقوفی کا منظر تھا۔ طبیعت میں طفلانہ تلوں۔ شباب کی شوہ سری اور فوجی حکومت کی حماقت بدرجہ اتم تھی۔ اور گورنر نہ چال ٹھال کی نقل کرتے تھے۔ نام سکاٹ و حرکات سر اسٹریٹن تھیں۔ بہار زندگی کے متعلق ان کا معیار ذہن یہ تھا کہ جتنا حد ممکن ہو۔ انسان اپنی دولت تباہ کرے۔ پھر صورت ہو تو انتہائی سترج سوڈر روپیہ خرچ لے۔ بلکہ مقروض ہو نا داخل فیشن کچے۔ ساری جھٹان دوستوں پر لٹا دے۔ جو منہ پر تعریف اور پیٹ پیچے ذمت کرتے ہوں۔ آدرا مزاج اور غلط اخلاق کے لوگوں کی محبت باعث فخر کچے۔ تھارخانہ میں بے دریغ روپیہ لٹا دے۔ اور کسی دوست کی سفارش پر وہ گھوڑا جو بازار میں پاس فوڈ پر منہ لگا ہو۔ بے قائل ۱۰۰ میں خرید لے۔ یہ خیالات تھے۔ جو لفٹ سونٹی دنیا کی بہار دیکھنے کے متعلق رکھتے تھے۔ آپ ہی تھے جو میڈم اینجلیک کی تیسری چٹھی کے جواب میں اس وقت حاضر ہوئے۔

معنی نہ ہے کہ گو اس پہلے جناب لفٹ کو دو بار میڈم اینجلیک کے مکان پر آنے کا اتفاق ہوا۔ مگر دونوں موقعوں پر کسی وجہ سے میڈم ازل آرمسٹرانگ یونی ورسٹی سیٹنہ جیسے ان کے گلے باز نہا منظور تھا۔ مگر پر موجود تھی۔ گویا ہمارے دوست اس نا ذہن سے صورت

آشنا تھے۔ سیدم ایٹلیک اس حقیقت کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اور اسے مد نظر رکھ کر ہی وہ ان کی راہ میں کمزور ذریعہ کا جال بچھانے کی فکر کر رہی تھی۔

آئریل رکنش سونٹلی کل امیر زادوں کی طرح اس طرز خاص پر جسے حلقہ عمامہ میں داخل فوجی بچھا جاتا ہے۔ الفاظ جبار کو بولنے کے عادی رہتے۔ آتے ہی بے تکلفی سے کہہ دیتے۔ "اماں جان سلام۔ کیا بات تھی جراتا سویرے آرام وہ بستر چوڑے پر مجبور کیا؟"

"معاف کیجئے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔" سیدم ایٹلیک نے معذرت چاہتے ہوئے کہا "واقعی ابھی تو سپر... اسے تو بے صبح سمجھا رہی تھی۔ مگر بات یہ بھی تو ہے کہ حلقہ فیشن کے منوجوان رات کو دن اور دن کو رات بنا سکتے ہیں... اوہ! کیا خوش دقتی ہے؟"

"ماں۔ پردوں میں کوئی دلچسپی بھی تو تھیں" مسٹر سونٹلی نے انداز حقاقت سے کہا۔ "اس کے سوا کیا کام ہے کہ پارک میں گئے تو چند پر سی جالوں کو سلام کیا۔ یا ریجنٹ سٹریٹ کے نوافات کا گشت لگایا۔ رہ گئیں ملاقاتیں۔ تو وہ ہم فوجیوں پر لازم نہیں۔"

"بے جا ہے فوجی۔ خدا ان سے محفوظ رکھے۔" سیدم ایٹلیک نے تنکی بھی نظروں سے دیکھ کر کہا۔ "جہاں کسی لڑکھین نے دیکھا کہ بدحواس ہوئی۔ اور وہیں نقد دل مارتے دے بیٹھی۔"

مسٹر سونٹلی کسی کی بیٹھ پر جھک کر بے ریش ٹھنڈی پراٹھیاں سے مارتے پھیرنے لگے پھر اسی مخصوص امیرانہ لہجہ میں فرمایا: "ماں سچ کہتی ہو۔ اس کا تو میں بھی قائل ہوں۔ کہ خدا نے ہم فوجی آدمیوں میں ضرور کوئی سحر رکھا ہے..."

"دیکھو لوح بر زبان جاری۔ ابھی تو آپ کو معلوم نہیں۔ کیوں میں نے سوپر کو..." اسے تو بے رتنے سویرے تکلیف دی ہے...

"آہ! کیا کوئی نئی شہرت سوچی گئی ہے؟" اور یہ کہ مسٹر سونٹلی نے ہلکا سا مذاق سے کہا۔

"کیا خوب شہرت! عیار عورت نے مسٹر سونٹلی کے سامنے انگلی ہلا کر کہا۔ ایک برٹل قرطعت۔ سینٹن حینہ جسے ڈیوک آف مارچ مونٹ کے ماں بٹے فقط دو بیٹے ہوئے وہ تو محض آپ کی شش سے انہیں چھوڑ کر بھاگ آئی۔ اور آپ فرماتے ہیں شہرت!"

"میری کشش سے! انگشٹ نے اپنی لمبی تیلی انگلیوں کو نرم لچکے بالوں میں جوڑے کی دمنوں کی طرح گدی اور کانوں پر ٹنگ رہے تھے۔ پھیرتے ہوئے کہا۔ "بھہ! میں تمہارا مطلب

نہیں سمجھا۔

”جی آپ کیون سمجھیں گے۔ بہ نصیب ایک ن فوج کی بریڈ دیکھنے گئی تھی وہاں آپ کی مدد سے صورت کا شکار ہو گئی۔ چونکہ مجھے۔۔۔ حکمران سلاقی تھی۔ اس لئے سید ہی یہاں آئی۔ اور آپ کا علیہ بیان کر کے پوچھنے لگی۔ اس نقشہ کا نوجوان انزکون سٹائیں نے بھی دھوپ میں بال سپید نہیں کئے۔ پہچان گئی کہ اشارہ آپ ہی کی طرف ہے۔۔۔“

”سچ کہتی ہو! واللہ کیا خوش نصیبی ہے! اور مسٹر سوئٹلی نے ہلکا جھٹکا لگا کر خوشی سے دو ٹو ہاتھ لئے مژدع کر دیے۔

”نہیں تو کیا جھوٹ کہتی ہوں۔“ میڈم ایجنیک نے بخیدگی قائم رکھ کر کہا ”علیہ آپ کا عطا رجب اس نے کہا میرا نوجوان سبب شکیل سبب وجہ۔ سبب وضع دار ہے۔ تو میں فوراً جان گئی کہ آپ ہی کو دل دے چکی ہے۔ اس کے بعد جیب میں نے بتایا۔ کہ ان سے تو مجھے دیرینہ مشرت نیاز حاصل ہے تو۔۔۔ معلوم ہے کیا ہوا؟ خوشی سے جگر تمام کر رہ گئی سبب اختیار ہی میں یہی منہ سے نکلا کہ ڈیوک کے دو سو پونڈ کے بدلے وہ مجھے پچاس پونڈ میں خرید لیں تو عمر بھران کی نوڈ ہی بنی رہی ہوگی۔“

”اوہ! اوہ! داستان تو بالکل کسی ناول کی طرح معلوم ہوتی ہے۔“ بیوقوف انگس نے خوشی سے پھولے نہ سما کر کہا۔

”اور نہیں کیا۔“ میڈم ایجنیک نے کہا۔ ”اور یہ خیال واقعہ میں صبح بھی تھا۔ کیونکہ ناول کی طرح اس داستان میں ہی حقیقت کو سلطان دخل نہ تھا۔ اوہ مسٹر سوئٹلی آج آپ کے برابر خوش نصیب انسان کون ہے بخیال کیجئے۔ ایک ڈیوک کی آشنا کو حاصل کر کے آپ کو کتنی عزت اور شہرت حاصل ہوگی۔ مجھ سے پوچھئے۔ تو یہ کارنامہ ان کی بیجا تباہی کی کے اغوا سے کم و بیش نہ ہوگا۔ سچ جلتے معلوم ہی تو پتہ چلتے گی۔ ہر اک کے منہ پر اس کا ذکر ہوگا۔ ہر طرف ہر جہاں ہی کے چرچے سنئے جائیں گے۔ اور تو اور حسین لیڈیاں آپ کی طرف اشارہ کر کے منہ چھپا چھپا کر سکرائیں گی۔۔۔“

”واللہ کیا خوش نصیبی ہے!“ لفٹ سوئٹلی نے خوش ہو کر کہا۔ ”کیوں مگر کچھ خوبصورت

بھی ہے؟“

”کچھ خوبصورت! میڈم ایجنیک نے طنز سے کہا۔ حضرت منہ دھو کر سوال پوچھئے

میں کہتی ہوں۔ ایسی حسین۔ نازک اور کافر جمال عورت سارے لندن میں تو آپ کو ملیگی نہیں
 باہر کا حال خدا جانے۔ مذاق بہ طرف۔ وہ تو ایک بڑے فرانسیسی مارکویس کی اکلوتی بیٹی
 ہے۔ دو تین چھپے ہوئے اپنی مونٹ کسی طرح اس کو ایک خانقاہ سے اڑا لایا تھا۔ خانقاہ
 کی تنہائی اور افسردگی سے بچنے کے خیال سے وہ اس کے ساتھ آئی تھی۔ مگر بہت ایک دن
 نہیں گیا۔ یہ تو وہاں کی خوبصورتی اور سجاوٹ کا حال۔ رہی نیکی اور پاکبازی۔ تو اس ایک
 خطلے سو اکھمی اس کے پائے عفت کو لغزش آئی ہو۔ تو ایک لاکھ کا تھک کھٹے کو
 تیار ہوں۔ یا چاہو۔ تو صاحب لارڈ میر کی عدالت میں جھگڑا حلف لے دوں گی۔۔۔

کسی مہمانیدہ پر ایسی دلیلیں شاہ اثر انداز نہ ہتیں۔ مگر خود پسند موقوف شہید
 سرگسٹس سنٹلی کے دل پر ان کا گہرا اثر ہوا۔ وہاں تو اتنا ہی سن کر باچھیں کھلی جاتی تھیں۔
 کہ میری موہنی صورت نے ایسی قمر طلع نازنین کے دماغ میں سیمان کدیا ہے۔ اب جو یہ
 قصد بقیہ بیانات تھے تو خوشی سے کپڑوں میں سما مشکل ہو گیا۔ اور سیڈم انجینیک تھی کو اسے
 اُتو بنا کر دوسری طرف منہ کر کے منہ رہی تھی۔

صوڑی دیر سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگی۔ چونکہ مجھے یقین تھا۔ آپ اس وقت
 نصیب دہ کی سے ملکر دل کی آگ بجھانے سے انکار نہ کریں گے۔ اس لئے آج سپر
 کے لئے یہیں بلایا تھا۔ مگر آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ آپ کے جمال و لغزب نے غریب
 کے سینہ میں وہ آتش افروزی کی ہے۔ کہ اتنے وقت اپنا اسباب بھی ساتھ ہی لے آئی۔ اس
 آرمستہ مکان کو جو ڈیو کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ خیر باد کہا۔ اور سنگار کی
 میز پر اس مضمین کا رتہ چھوڑ آئی کہ میں ہمیشہ کے لئے آپ کے رخصت ہوتی ہوں۔ اب مجھے
 تماشا کرنے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ یہاں آئی۔ تو میں نے بے پایاں نادان دہ کی۔ تو نے کیا حماقت
 کی۔ کیا خبر جس پر تو جان دیتی ہے۔ تجھ سے بولنے لے۔ مادا ہوں۔ یا نہ ہوں۔ یوں تو... آپ
 سب کو وہ نہیں۔ ایسی خوبصورت اور تیس ہزار دہ کی کے چاہنے والے ایک ہزار
 ہیں۔ چنانچہ آپ کے قدموں کے آگے بڑھے لارڈ وینہم نے جو اسے دروازہ پر اتارتے دیکھ چکے
 تھے۔ وہ یوں جھک کر بھام کیا تھا کہ یہ خدا کا فضلہ تھا۔ سو پوچھنا کہ اس کے لئے مجھے دے دو۔ مگر...۔۔۔

اور اب بات ہے کیا۔ سنٹلی نے جلدی سے کہا۔ لارڈ وینہم کی کیا ہستی ہے۔ وہ مثالی
 سو دینے سے تو میں پانسو دینے کو تیار ہوں۔ مادا بہا تک صرف اس سے خاموش تھا کہ شاید

مہیں اس خفیہ نذرانہ کے قبول سے انکار نہ ہو۔۔۔

”اب میں جہان ہوں کیا عرض کروں۔“ میڈم ایجنڈیک نے متانت سے کہا۔ سوچتی رہا اس معاملہ میں میرا آپ پر کچھ بھی حق نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے جو کچھ کیا وہ اتنا ہی تو ہے کہ غریب رٹائی پر رحم کر کے کچھ اس کے اور کچھ آپ کے پاس خاطر سے دو نوکامیل کرا دیا۔ لیکن خیر اگر آپ کو بالخصوص نڈ کا چمک لکھنے پر اصرار ہے تو میں بھی انکار سے آپ کو ناراض کرنا نہیں چاہتی۔۔۔“

نوجوان لفٹنٹ اپنے فیشنبل کسل کو ترک کر کے چمک لکھنے کے لئے میز کی طرف گیا۔ وہاں بیٹھ کر دل سے کہنے لگا تو کیا اچھا ہو کہ صبح آرمیج سے روپیہ قرض لے لیا تھا۔ دند خفیت انگ اٹھانی پڑتی۔ اور وہ نازنین انگ ہاتھ سے کل جاتی رہ۔

اس آتما میں میڈم ایجنڈیک بدلا ہوا اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے مگر حقیقت میں سٹر سونٹلی کو سناتا نہ کہہتی کئی خدا جانے ان فوجی سپاہیوں میں کیا سھر ہوتا ہے۔ یا قدرت نے ان کی نگاہوں میں کوئی خاص ہی مادہ بھر کر رکھا ہے کہ جسے ایک بار دیکھ لیں۔ وہی مرغ نیم بسل کی طرح تڑپ جاتا ہے۔۔۔“

اچھا نواب فرمائے۔ وہ نازنین کہاں ہے؟ سونٹلی نے جو ان تعریفی گلین کو خوش ہو کر سن رہا تھا۔ جب کہہ کر پوچھا۔

”ذرا ٹھیرے ہیں اسے بلا لاتی ہوں۔“ اتنا کہہ کر میڈم ایجنڈیک کمرے سے رخصت ہوئی بیڈ رائل اور مٹائے نے یہ رات ایک سیفر کے ٹاپی کی صحبت میں بسر کی تھی۔ جو مٹائے یہ جہان کو ضروری ہے کہ یہ شخص جہن نژاد نہ تھا۔ درحقیقت میڈم ایجنڈیک خوب جانتی تھی کہ جہن لوگ چھپتے قوم صبر کے اور بھک مٹکے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کبھی کسی جہن کو پہنے مکان میں قدم تک نہ رکھنے دیتی تھی۔ فرانسیسی حسینہ نے شام کے پچھ کا خوش رنگ لباس زیب بدن کر رکھا تھا۔ جس میں اس کا من تاناک اور بھی جانسہ زور و زلف نظر آتا تھا۔ میڈم ایجنڈیک نے پہلے اس کے من و جبل کی تعریف کی پھر کہنے لگی۔

”تیار ہی ارٹسٹائن۔ تم جانتی ہو۔ میں اس کا روبرو کو ہند کیا جانتی ہوں۔ اسے لئے لندا اور ایجنڈائن کا دوسری جگہ تنظیم کر چکی ہوں۔ تم باقی تھیں۔ سہ تہا کام اس مرنے کا ہو گا۔ کہ ان میں سے کسی کو بھی نصیب نہ تھا میں نے تمہارے لئے گارڈ فریج کا ایک ایسا شکیل وجہ

افسر تلاش کیلئے جو زمین فرس اور ہوشیار ہے۔ ابھی اس نے سن بلوغ حاصل نہیں کیا۔ مگر جائداو بے شمار ہے۔ اور اس کی بنا پر وہ جتنا روپیہ چاہے۔ قرض لے سکتا ہے۔
میدان مواصلات انسان کے چہرہ پر رونق آگئی۔ صاف نظر آتا تھا کہ وہ اس انتظام سے بہت خوش ہے۔

”آہ بہتیں خوش دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہوتا ہے۔“ عیار عورت نے کہا۔ کیونکہ چ کچھ میں کر رہی ہوں وہ بے غرضانہ ہے۔ پھر بھی ایک دو باتیں ایسی ہیں۔ جو اس وقت بہتیں سمجھا دینا چاہتی ہوں۔ کیونکہ آج تک میرا سلوک تم سے مادرانہ شفقت ہی کا رہا ہے۔
اس کے بعد اس نے وہ قصہ جو آئریل آگسٹس سو فلی کے روبرو گھڑا تھا۔ بیان کیا۔ اور پھر کہنے لگی۔ اس کے سلسلے میرے بیان کی حرف بحرف تصدیق کرنا۔ اس کا میں انتظار کروں گی کہ ڈیوک آف ایچ مونٹ اس کی تردید نہ کریں۔ وہ میرے بس ہیں۔ یہی یہ نائنس کہ بہتیں اس شخص سے اتنا زبردست عشق ہے کہ تم نے اس کے لئے۔۔۔“
اطمینان رکھئے ہیں اس تھیل کو اچھی طرح ادا کر دنگی۔ ”ارمنٹائن نے قطع کلام کر کے کہا اس کے علاوہ مجھے ان فوجی افسروں سے بے نی نگاہ بھی ہے۔“

”وہ بہتیں یہ پاس پونڈ ہفتہ دار دے گا۔“ میدم ایچلیک نے سمجھایا مگر جب ایک بار تم اس کے ہاں جم گئیں۔ پھر ایک سال کے اندر اندر تم نے اسے تباہ نہ کیا تو قصور تمہارا ہو گا عزیز لڑکی۔ اس نے نا صحانہ انداز سے کہا۔ کسی جوان عورت کی تب تک شہرت نہیں جوتی۔ جب تک وہ اپنے تین چار عاشقوں کو اچھی طرح تباہ و برباد نہ کر دے۔ دیکھ لو۔ اس شہر کی مشہور ایکسٹریٹوں کا کیا حال ہے۔۔۔ لیکن میرے خیال میں زیادہ نصیحت کی حاجت نہیں۔ تم بہت سیانی لڑکی ہو۔ اور سر سو فلی بے چینی سے انتظار کرتا ہو گا۔ اس لئے آؤ اس کے پاس لے چلوں۔ سامنے جاؤ تو جہاں تک ممکن ہو۔ جیادہ اور بشر میلی بنے رہنا۔ اسی میں ساری کامیابی ہے۔“

اتنا کہہ کر عیار فرنیسی عورت ارمنٹائن کو اپنے ساتھ اس کمرہ میں لے گئی۔ جہاں آئریل آگسٹس سو فلی فتح عشق کے نشہ میں سرخار بیٹھے تھے۔ وہاں پہنچ کر ارمنٹائن نے اس خوبی سے کلم کیا کہ حضرت بالکل ہی لٹو ہو گئے۔ میدم ایچلیک نے جاتے ہی ارمنٹائن سے نظر ہچا کر چک اپنی جیبیں رکھ لیا تھا۔ اسی رات وہ نازنین بھی اس مکان سے رخصت ہو کر اس آرمستہ کوٹھی میں پہنچ گئی۔ جو نئے دلدار نے گراہنہ کرایہ پر اس کے لئے دی تھی

باب ۸۹

ایمی - مسٹر ریڈ کلف اور کر سچن کی ملاقات

موضع جیٹا کارن علامہ کنٹ میں قصبہ ایشفورڈ کے بالکل قریب واقع ہے۔ یہاں سے کوئی نو میل فاصلہ پر ایک خوشنما باغ میں چھوٹی سی جھونپڑی کے اندر ایک بوڑھی عورت رہا کرتی تھی کسی زمانہ میں اس کا شوہران فوجیات میں کاشت کرتا تھا۔ مگر اب اسے فوت ہوئے مدت گزر چکی تھی۔ ایمی اسٹن جس کے متعلق ہم اے ناظرین جعبے نہ ہوں گے کہ پیشتر موجودہ دھچس آف مایچ مونٹ کی خادمہ تھی۔ اب اسی جھونپڑی میں رہتی تھی۔

یہاں آتے ہوئے کر سچن ایشٹن سے ٹرین میں جو اتفاقی ملاقات ہوئی تھی اُسے کسی ہفتے گزر چکے تھے۔ اور اس عرصہ میں یہ بھی واضح ہو گیا تھا کہ بد نصیب عورت دنیا کی نظروں سے بچ کر کس لٹ پہاں عزت و تنہائی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ شاید یہ بتانے کی حاجت نہ ہوگی کہ وہ عنقریب بچہ کی ماں بننے والی تھی۔

سہ پہر کا وقت تھا۔ اور ایمی اس جھونپڑی کی مختصر نشستگاہ میں تنہا بیٹھی تھی۔ میز پر کام کرنے کی ٹوکری میں سلائی کے کپڑے اور پاس ہی الماری میں کئی کتا ہیں رکھی ہوئی تھیں۔ مگر اس وقت نہ اسے کام اور نہ مطالعہ کی رغبت تھی۔ وہ کسی گہری فکر میں تھی۔ اور اگر کوئی شخص پاس کھڑے ہو کر اس کے چہرہ کو نظر غور سے دیکھتا۔ تو معلوم ہوتا کہ اس کے دل میں کئی طرح کے بھیاںک خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ مایچ مونٹ کی ہر شناک تمکاری کا حال جو اس نے کر سچن سے بیان کیا بالکل صحیح تھا۔ اور اب وہ کسی طرح اس ناہنجار شخص سے انتقام لینے کی تدبیریں سوچ رہی تھی۔ ایمی کی فطرت کچھ اس قسم کی تھی کہ اول کوئی بات اس پر جملہ اثر نہ کرتی تھی۔ لیکن اگر کوئی اثر اس کے دل میں جاگزن ہو جائے۔ تو اپنے ارادہ کی تکمیل کے لئے وہ صبر و سکون کے ساتھ مستقبل کا انتظار کر سکتی تھی۔ اس سے جانا جا سکتا ہے کہ وہ بہت خطرناک عورت تھی۔ اور اس حالت میں اس کے انتقام کا خوفناک ہونا یقینی تھا۔

مگر اس وقت اس کا اضطراب صرف اپنی ذات کے لئے نہ تھا۔ وہ اپنی جھونپڑی میں کی حالت پر جو اس سے حسین اور اپنی جان کی طرح عزیز تھی۔ کڑھ رہی تھی۔ افسوس یہ رہا کہ بھی برباد ہو چکی تھی۔ اور اس کا حال اسی روز ایک خط سے معلوم ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ

اپنے غم والہم کے ساتھ ساتھ اس کی حالت پر بھی آنسو بہا رہی تھی۔

ایمی کا اس جہنم پڑی کی مالک بیوہ عورت سے کچھ رشتہ نہ تھا۔ بعض حالات میں جن کا ذکر غیر ضروری ہو گا۔ کچھ عرصہ پیشتر ان کی ایک دوسرے سے واقفیت ہو چکی تھی۔ آخر کار جب ایمی کو معلوم ہوا کہ اب میرے لئے اپنی شرمناک حالت کو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رکھنا غیر ممکن ہے۔ تو اسے ستر ولس یعنی اس بیوہ عورت کا خیال آیا۔ اور اس نے سوچا کہ میرے لئے اس کے یہاں مکان میں رہ کر اس شرم و گناہ کے امتحان سے گزرنا آسان ہو گا۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ دنیا ایسے بچوں کی تولید کے لئے ہمیشہ ان کی ماں کو نشانہ عتاب بناتی ہے۔ خواہ ان عورتوں کی طرف سے ذرا سی کڑوری بھی ظاہر نہ ہوئی ہو۔ جیسا ایمی سن کی حالت میں ہوا تھا جو حقیقت میں ڈیوک آف ہارچ مونٹ کے جبر و تشدد کا نشانہ بنی تھی۔

غیر جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ سب بہر کا وقت تھا۔ اور ایمی اس جہنم پڑی کی نشستگاہ میں طویل و محزونہ جیل تھی۔ کہ اسے باغ میں کسی کے پاؤں کی چاپ سنانی پڑی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے سے کرچن آ رہا تھا۔ پہلے جی میں آئی کہ گھر کی خادمہ سے کہہ کر اسے باہر ہی رکھ دوں کیونکہ جیسا ناظرین کو یاد ہو گا۔ اس نے ریل کے سفر میں اپنی داستان شرم بیان کرتے ہوئے اس مصیبت کی صحیح نوعیت واضح نہ کی تھی۔ جو ڈیوک آف ہارچ مونٹ کے مجرمانہ تشدد سے ابر نازل ہوئی۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے ارادہ بدل دیا۔ اور سوچا اب اس سے ملنے میں کیا عیب ہے۔ وہ اس راز کے ایک حصہ سے پہلے ہی واقف ہے۔ اس لئے دوسرے کو چھپانا لامائل ہے۔ یہ بھی خیال آیا۔ اس تنہائی میں ایک پرانے دوست کی گفتگو باعث تسکین ہوگی۔ وہ خوب جانتی تھی کہ کرچن ایماندار اور نیک نہاد فوجانہ ہے۔ اس کی باتوں سے اپنے غم و اندہ میں تسکین ہی ہوگی۔ کیونکہ ماقولوں نے کہا ہے دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہیں جس میں سچے دوست کی مدد و سی تمغیف نہ کر سکتی ہو۔

اتنے میں کرچن ایشنن داخل ہوا۔ اور اس خلوص و تپاک کے ساتھ جو اس سے مخصوص تھا۔ یہ کہتے ہوئے مصافحہ کے لئے ماعدہ بڑھایا۔ ایمی۔ ایک ضروری کام کے لئے ادھر سے گزر رہا تھا تم سے ملنے بغیر جانے کا حوصلہ نہ ہوا۔

بڑھیب عورت کرچن کو دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی تھی اس طرح اس نے فوراً اس کی حالت

دیکھ لی۔ مگر کچھ اپنی طبیعتی فیاضی اور کچھ معاملہ کی زراکت کے خیال سے یہ نہ ظاہر ہونے دیا۔ کہ میں ایسی کی حالت سے واقف ہو چکا ہوں۔ بلکہ قصداً سطحی معاملات کا ذکر کرنے لگا۔ بہر حال ایسی کی حالت دیکھنے سے یہ خیال ضرور ہوا۔ کہ مجھے اس کی تنہائی میں نخل نہ ہونا چاہئے تھا مگر اس کی آمد بے مدعا بھی نہ تھی۔ اس داستان کو سن کر جو ایسی نے اٹھائے راہ میں بیان کی تھی۔ اس کے دل میں ہمدردی پیدا ہو چکی تھی جسے عملی صورت دینا منظور تھا۔

ایسی کا چہرہ شرم و ندامت سے سرخ تھا۔ مگر جہاں تک ممکن ہوا غصہ بڑھ کر کے کہنے لگی ”سٹر ایشن آپ جان گئے۔ میرے اس کچھ تنہائی میں آنے کی کیا وجہ تھی۔ آہ! میں اتنی دکھیا رہی ہوں۔ اور طبیعت ایسی افسردہ ہے۔ کہ اگر لذت انتقام پیش نظر نہ ہوتی تو موت کو اس زندگی پر ترجیح دیتی۔ مگر مجھے ایسے بے لفیبدوں کے لئے انتقام میں ہی راحت ہے۔ بچ جلنے مناسب وقت پر میں اپنے برباد کرنے والے سے جو انتقام لوں گی وہ بہت ہی خوف ناک ہو گا۔“

”سنو ایسی۔“ کر سچن نے نرم لہجہ میں فہمائش کرتے ہوئے کہا۔ ”میں جانتا ہوں تم بڑبڑلا ہو۔ مگر اب اس پر کرخصابے سود ہے۔ انسان کو چاہئے ہر وقت انتقام کے خیال میں غرق رہ کر طبیعت کو برہم نہ کرے۔“

”لیکن میرے لئے انتقام ہی سہاویہ ہستی ہے۔“ عورت نے جواب دیا۔ ”میں اس بات کا عہد کر چکی ہوں کہ خواہ آخر کار مجھے پھانسی پر ہی لٹکا پڑے۔ مگر ایک بار تو اس شخص کی جان لے چھوڑ دوں گی جس نے میری آبرو و خاک کی۔ یہ آخری اور انتہائی صورت ہے ورنہ آرزو ایسا انتقام لینے کی ہے جس کی تکلیف کو وہ زندہ رہ کر محسوس کرے۔۔۔ یعنی وہ بھی میری طرح موت کو زندگی پر ترجیح دے۔“

”ایسی اس طرح کی خوفناک باتیں نہ کہو۔“ کر سچن نے کہا۔ ”تم دیوک آف پارچ مونٹ کی ہان۔ لینے کا ذکر کرتی ہو۔ مگر ہمیں اس کا خیال نہیں آتا۔ کہ اس کے بعد تمہاری اپنی جان بھی سلامت نہ ہوگی۔“

”نہ ہو۔ مجھے اپنی جان کی پروا بھی کیا ہے؟“ عورت نے جوش سے کہا۔ ”کیا میں اس بچکے کے لئے جینا منظور کروں۔ جو میری دولت و شرم کا بدیہی ثبوت ہو گا؟ نہیں“ اس نے تلخ لہجہ میں کہا۔ ”مجھے اس سے سخت نفرت ہو چکی ہے۔“

”مگر یہی نصرت اس وقت جب بچہ تمہاری گود میں ہوگا۔ محبت میں بدل جائے گی۔“

کر سچن نے کہا۔

”یہ نہ کہے میرے لئے وہ بچہ سانپ کے بچے سے کم نہ ہوگا۔“ ایسی سٹن نے کہا۔ بہر حال جیسا میں کہہ رہی تھی۔ سہرست میں اس زندگی کو شاید وہاں شاید اس خیال سے بسر کر رہی ہوں کہ جلد یا بدیر ضرور اس شہر سے بدلہ لوں گی جس نے میری بیٹی کا خون کیا۔ جس وقت یہ کام ہو چکا تو پھر خوشی سے جان دے دوں گی۔ یاد آئے اس سے پہلے تحمل انتقام ہی اس زندگی سے گزر جاؤں گی۔“

”تو کیا تمہیں دیا سے کوئی دلالتی نہیں؟“ کر سچن نے بد نصیب عورت کے منہ سے اس طرح کے مایوسانہ الفاظ سن کر افسردگی سے کہا۔ ”تمہارے کوئی بہن بھائی نہیں ہیں جن سے تمہیں دلی محبت ہو۔ اور جو تمہاری مرگ بے منہ کام پر دل شکستہ ہو کر آئے ہو؟“

”افس۔ میری واحد رشتہ دار ایک بہن ہے جس سے بچے ناقابل مین محبت تھی۔۔۔ اور اب بھی ہے۔“ ایسی نے افسوسناک لہجہ میں کہا۔ ”مگر صد حیف میری طرح وہ بھی گناہ کے اندازہ میں گر گئی!“

”تمہاری طرح کسی کی تعدادی سے؟“

”نہیں بلکہ اپنی کمزوری سے۔“ ایسی نے جواب دیا۔ ”میں دو بہنیں چھوٹی عمر میں یتیم رہ گئی تھیں۔ میں ایک خالہ کے پاس چلی گئی۔ اور وہ۔۔۔ میری دوسری کپاس جس نے اس کو اپنے ماں رکھا۔ وہ زیادہ مالدار تھی۔ اس لئے اس کی تعلیم کا اچھے سے اچھا انتظام ہوا۔ اور اسے بیگمات کی طرح آداب مجلس سکھائے گئے۔ جس کے دن میں رہتی تھی۔ وہ میرے لئے ان باتوں کا انتظام نہ کر سکی۔ اور بالآخر میں ایک خادیم بنی۔ میری عمر سترہ سال کی تھی۔ کہ خالہ کا انتقال ہو گیا۔ اور میں نے اس وقت کے بعد ممانعت کر کے عنایت مشقت کی روزی کمانی شروع کی۔ خالہ نے ایک بات ایسی سکھائی تھی جسے میں عمر بھر نہ بھولوں گی۔ یہ کہ غایت شعاری تھی۔ کہ غایت شمار نہ ہوتی۔ تو آج اس مصیبت میں چند دن کا ٹٹنے بھی شکل ہو چکا۔ کیونکہ یہ معاش باہر مونٹ نے میری بے ہوشی کا جوتا دان پیش کیا تھا۔ میں نے اس سے ایک کوٹھی تک لینا منظور نہ کیا۔ لیکن ذکر میری بہن میرین کا تھا۔ وہ بہت حسین لڑکی ہے۔ مگر یہ خوبصورتی ہی اس کی تباہی کا موجب ہوئی۔ دو سال گزرے۔ اس خالہ کا بھی جس کے

ماں وہ رہتی تھی۔ انتقال ہو گیا۔ اور چونکہ اس کی وصیت میں کچھ فامی رہ گئی تھی۔ بسنے
 جانا اور جو میرین کے حصہ آتی۔ غیروں کے ہاتھ چلی گئی۔ مگر میرین اپنی تعلیم حاصل کر چکی تھی۔ بسنے
 میں نے صلاح دی کہ کسی اچھے گھر لانے میں آسانی بن جاوے اس نے ایک جگہ ملازمت شروع
 کر دی۔ مگر جلد ہی ہی مردوں کی ابد فریبی کا شکار ہو گئی۔ جس موذی نے اسکو برباد کیا۔ اس کا
 نام آرل آف بلٹنگ ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک وہ اس کے ماں رہا کرتی تھی۔ اور میں اپنی بھینری
 میں سمجھتی تھی۔ کہ اب تک انسان کا کام کر رہی ہے۔ کیونکہ اپنے خطوں میں وہ ہمیشہ ایسی
 کہا کرتی تھی۔ مگر جس آف مارچ مونٹ کی ملازمت سے جدا ہونے کے بعد برج اس سے ملنے گئی
 تو یہ دیکھ کر جبران رہ گئی کہ ایک مغز زگھر لانے میں آسانی کے مقدس فریضہ دار کرنے کی بجائے
 وہ عیش و مصیبت کی زندگی بسر کرتی ہے۔ فوراً سب حال سمجھ گئی۔ طبیعت کچھ تو پہلے ہی بے
 چین تھی۔ اس کی حالت نے اور اذیت پیدا کی۔ اسی اضطراب میں میں نے اپنا حال بھی کہہ دیا
 گو۔ اتنے ہی بیان کیا کہ میں نے متعدد گناہ کا رستہ اختیار نہیں کیا تھا۔ میری زبانی اسے
 ڈیوک آف مارچ مونٹ کا نام معلوم ہوا۔ جو میری بربادی کا موجب ہوا تھا۔ اس کے بعد میں
 یہاں چلی آئی۔۔۔

اتنا کہہ کر ایسی پپ ہو گئی۔ کہ سچن کو یہ حال سن کر بہت دکھ ہوا۔ مگر اس نے نرم دہی میں
 کہا۔ تم نے اپنی بہن کی جو داستان زندگی بیان کی ہے۔ اس سے نتیجہ اخذ کرنے میں غلطی نہیں
 ہوئی۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب تک گناہ کی زندگی سے تائب نہیں ہوئی۔

”افسوس نہیں۔ ایسی سٹن نے جواب دیا۔ اور یہی سدا گایا مجھے بلکان کر رہا ہے اصلاح
 کی بجائے وہ اور زیادہ گناہ کی غار میں اتر گئی۔ ایک۔۔۔ ڈارل آف بلٹنگ کو معلوم ہوا کہ وہ
 درپردہ مجھ سے بیوفائی کرتی ہے۔ اس پر اس نے فوراً بے تعلقی کر لی۔ اور گو اس کی سختی
 قابلِ معافی سمجھی جاسکتی ہے۔ پھر بھی امر واقعہ یہ ہے کہ حالت جوش میں اس نے میرین کے
 زیور اتروا کر بیک بینی دو گوش گھر سے نکال دیا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر پھرتی پھرتی ایسے
 مکان پر پہنچی۔ جہاں فیشن کے پردہ میں گناہ کا دور قائم تھا۔۔۔ اگر میرا خیال غلط نہیں ہے
 تو آپ بھی اس جگہ سے ناواقف نہیں۔“

”کون میں؟“ کہ سٹن نے اندازِ حیرت سے کہا۔ اور دھڑکنے لگا۔

”سٹن میں یقین دلاتا ہوں۔۔۔“

آوہ! آپ بے وجہ ناراض ہو گئے۔" ایلی نے جلدی سے کہا "تیرا اشارہ میڈم اینجلیک کے مکان کی طرف تھا۔ جہاں ایک دربار آپ بھی گئے تھے۔..."

میں سمجھا۔ "کرسمس نے کہا ٹھیک اس مکان کا ذکر کرتی ہو۔ جہاں سے میں ان کپڑوں کا صندوق لایا تھا جو ڈس آؤٹ مارچ مونٹ کی تباہی کا موجب ثابت ہوئے۔ اگر..."

"اسی کا" ایلی نے جواب دیا "شاید آپ کو معلوم نہیں۔ میڈم اینجلیک کا کپڑا کارڈ ایک پردہ تھا جس کی آڑ میں وہ حسن فروری کی کیکرتی تھی۔"

"حیرت ہے کہ پھر جس آؤٹ مارچ مونٹ کیوں اس کی سرپرستی کیا کرتی تھیں؟" تبے خبری ہیں۔" ایلی نے کہا۔ "ایک ڈس پر کیا منحصر ہے۔ ان کی طرح کئی منفرد لڑکیاں

اس کی حریف تھیں۔ بہر حال جیسا میں بیان کر رہی تھی۔ میرین نے اس مکان میں جا کر تینہ کی زندگی جاری رکھی۔ یہاں وہ گاہ بگاہ پانچ مونٹ سے بھی ملتی تھی۔ اور چونکہ ڈیوک کو معلوم نہ تھا کہ وہ میری بہن ہیں۔ اس لئے اس نے مختلف اوقات میں اس سے انہماق عشق

بھی کیا۔ مگر وہ کسی نہ کسی بہانے ٹالتی رہی۔ پرسوں وہ اس مکان سے رخصت ہو گئی۔ اور اب ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک اور شخص کے ہاں رہتی ہے جس کا نام ہے میں اور آپ دونوں واقف ہیں۔ یعنی ولن سٹینہوب۔"

"آہ! اس بہتاس کے پاس۔" کرسمس نے جوش سے کہا۔ "اس شخص سے مجھے کئی وجوہ سے سخت ہی نفرت ہے۔ ایک بار اس نے میری بہن سے گت تانی کی تھی۔ پھر ڈیوک آؤٹ مارچ مونٹ کے ناپاک منصوبوں کا حصہ دار بنا۔ اور اس کے بعد ایک اور خاندان سے بدسلوکی کا مرتکب ہوا۔ جو مجھے اپنی بہن سے بھی زیادہ عزیز ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس بیلہ کی نصیب پر اس کی نظروں کے سامنے پھر گئی۔

بہر حال میرین اب اسی کے پاس رہتی ہے۔" ایلی نے کہا۔ "مگر طرفہ بات یہ ہے کہ یہ جگہ اس کو خود ڈیوک آؤٹ مارچ مونٹ کی وساطت سے ملی ہے۔ چونکہ میرین کو سارے حالات کہنے کی فرصت نہ تھی۔ اس لئے ابھی میں تفصیل سے لاقت نہیں ہوئی۔ مگر امید ہے وہ آج کے خدا میں سب حالات قلمب کرے گی۔ جو کل تک مجھے مل جائے گا۔"

کرسمس کو یہ حالات سن کر سخت صدمہ ہوا اور وہ افسوس سے کہنے لگا۔ "یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ تمہاری بہن نے اس شخص کی عنایات منظر رکیں۔ جو تمہاری عالمی بریلوی کا ذریعہ

ایمیٹن نے اس کا فوراً ہی کچھ جواب نہ دیا۔ اور تھوڑی دیر تک کرچن کے چہرہ کو
مغزور دیکھتی رہی۔ پھر بولی کہ نہیں بد نصیب میرن اتنی ذلیل نہیں ہے کہ وہ اپنی بہن کی ذلت
فراموش کر سکے اس آدمی کے الفاظ و اکرام منظور کرتی۔ جو اس کی تباہی کا موجب ہوا تھا
مسٹر امیشن یقین کیجئے۔ جب کبھی موقع ہوا وہ اپنی بہن کے انتقام میں دل و جان سے
مدد دے گی۔ اپنی چھٹی ہین اس نے اشارتاً کچھ لکھا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس بارہ میں
اس کی خدمات سے اچھی طرح فائدہ حاصل کیا جا سکے گا۔ مگر کاش کوئی صورت ممکن ہوتی۔
جس سے میرن کو گناہ کی زندگی سے بچا جاسکتا۔ یہ خیال ہے جو دن رات میرے دل میں
ہیجان کر رہا ہے۔ بہر حال اب آپ میری بہن کی ذلت اور خود میری رسوائی کے حالات
سے خبردار ہو چکے ہیں یوں چاہتی ہوں میرے لئے انتقام کے سوا زندگی میں کیا دیکھی باقی رہ گئی
ہے؟ اور جب میرا مقصد حاصل ہو گیا۔ پھر میرے جینے سے کیا حاصل ہوگا؟

اس کے جواب میں کرچن نے مناسب نکتوں میں جھانسن کی۔ مگر اس کی نصیحت کا ایمی
کے دل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ صاف نظر آتا تھا۔ کہ وہ ڈیوک آف ہارچ مرینٹ سے کوئی خوفناک انتقام
لینے پر تلی ہوئی ہے۔ کرچن نے جب دیکھا کہ اسے سمجھانے کی تمام کوششیں بے سود ہیں تو ناچار
رخصت ہوئے کے لئے اٹھا۔

اٹھ کر کہنے لگا۔ تباہوں میں مجھے وہ مقصد بیان کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ جس کے لئے یہاں
آیا تھا۔ اور اب جو حالات میں نے تہاڑی نہ بانی سے ہیں۔ ان کے بعد شاید اس کا اظہار غیر
ضروری ہوگا۔ دراصل میں نے دلی گاڑی میں ہی تہاڑے حالات میں کرخیال کیا تھا۔ کہ تم اس
گاؤں میں تنہائی کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہو۔ اور چونکہ مجھے تہاڑے مالی وسائل کا صحیح علم نہ تھا۔
”مسٹر امیشن میں آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔“ ایمی نے جواب دیا۔ مگر
میرے پاس گذارہ کی کمی نہیں۔ میں آپ کی پیش کردہ ملل امداد سے دلی شکریہ کے ساتھ وٹکشل
ہوتی ہوں۔ مگر اس کے ساتھ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ آپ کا احسان عمر میرن بھولو گی۔
اس کے بعد کرچن جھونپڑی سے رخصت ہوا۔ اور سٹیشن پر جا کر اگلی ٹرین میں لندن
روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر وہ سیدنا مسٹر میکائے کے مکان واقع مارٹیر سٹریٹ کیونڈ شس
سکد میں گیا۔ اور مسٹر میکائے سے ملے۔ آپ آکر دروازہ کھولا۔

کرچن کو آسودہ حال دیکھ کر بڑی عورت کی ہاتھیں کھل گئیں۔ اور وہ لہجہ اخلاق میں کہنے لگی "مسٹر ایشٹن اتنی مدت کہاں ہے؟" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دیکھے برسوں گزر گئیں۔ اب تو ایک مدت سے کبھی آپ کے ملنا ہی نہیں ہوا۔ بخدا آپ کو بھی حالت میں دیکھ کر سچی خوشی ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں آپ واقعی تشکیل ووجہ بن گئے ہیں... غالباً میری عمر کی عورت کو ایسے الفاظ کہنے کا حق ہے... مگر آئے آپ کے رہنے کی جگہ تیار ہے میں نے ان خیمیں سیان بی بی کو نکال دیا۔ جو ہمیشہ چاؤ کا ڈبہ الماری میں رکھتے اور شراب کی بوتلوں کو ایک منٹ کے لئے باہر نہ رہنے دیتے تھے۔ آپ یہ سن کر واقعی حیران ہونگے کہ جانے وقت کم جنٹوں نے نوکرانی کو ایک پائی تک نہیں دی۔ کل کی کچی ہوئی مرغی کا جو حصہ کھانے سے باقی رہ گیا تھا اسے بھی چلتے چلتے ساتھ لے گئے۔"

"تو کی میری سکونت کا انتظام پھر یہیں ہوا ہے؟" کرچن نے ساری بک بک کے بعد جلدی سے پوچھا۔

"نہیں تو کیا مسٹر میکاے نے جواب دیا۔ مسٹر ریڈ کلف نے اپنے خط میں لکھا ہی جو ملاحظہ..."

"انہوں نے تو فقط یہ لکھا تھا کہ لندن آؤ تو سیدھا میرے پاس آنا۔ اور مجھ سے ملے بغیر کہیں سکونت کا انتظام نہ کرنا۔"

"بس تو مطلب صاف تھا۔" مسٹر میکاے نے جواب دیا۔ "حیرت ہے اتنے سمجھدار ہو کر یہ ہوئی سی بات آپ کی سمجھ میں نہ آئی۔" مسٹر ریڈ کلف کا منشا آپ کو اسی مکان میں پھیلانے کا ہے۔ سب انتظام آپ کے لئے سے پہلے ہی مکمل ہو چکا ہے۔ محض اسی لئے میں نے کیڈ جانسن اور اس کی بی بی کو جرد و زہرت بھیل تھے۔ گھر سے نکال دیا تھا... آہ مگر آپ اپنا اسباب ساتھ ہی لے آئے ہیں۔ یہ بہت اچھا کیا۔ لیکن پھر گھر سے گاڑی کا کارایہ اس وقت تک اور نہ کیچہ جھنگا ٹیڈان اسباب کو اور پر کی منزل پر نہ چھوڑ آئے... خبردار! یہ الفاظ اس نے گاڑیوں سے غلط ہو کر کہے۔ خیال رکھنا۔ اس بھاری کبس سے دیوار میں کھونچ نہ لگ جائے... آئیے مسٹر ایشٹن!"

"مگر یہ کیسے؟" مسٹر ریڈ کلف کہاں ہیں؟ کرچن نے پوچھا۔

"وہ عام طور پر چھ بچے کھانا کھایا کرتے ہیں۔ اس لئے اب آتے ہی ہوں گے۔ ابھی

ساتھ پانچ ہیں۔ اس لئے ہمارے پاس باتیں کرنے کو کافی وقت ہے... شاید آپ نے نہیں سنا۔ کچھ دنوں مجھ سے اور مسٹر سفکن سے پھر وہی بگاڑ ہو گیا ہے۔ آپ کو یاد ہے۔ میں نے صلح کے خیال سے کیسی شاندار دعوت کا انتظام کیا تھا۔ مگر وہ بہت فرمایہ عورت ہے جا کر مسٹر وائلکن سے کہنے لگی۔ اور اس نے آگے مسٹر چولے سے جو ٹائٹیم کورٹ روڈ میں بچوں کے کپڑے بیچا کرتا ہے کہا کہ مسٹر میکالے کتنی ہے کہ مسٹر وائلکن نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ دونو مس چولے۔ کیتان بلف برڈر سے ڈال رہی ہیں۔ خیال تو کیجئے، کتنا ہتھان ہے۔ میرے خدا... مگر ایڈ۔ مسٹر ٹیکلف بھی آگئے۔ خدا معلوم کیا بات تھی کہ آج وقت مقررہ سے بیس منٹ پہلے ہی آپہنچے۔

ممکن ہے مسٹر ٹیکلف کی بے وقت آمد کا مسٹر میکالے کو اس لئے انیس ہو کہ ان کے آنے پر سلسلہ گفتگو منقطع کرنا پڑا۔ بہر حال کر سچن اس یادہ گوئی سے نجات پا کر بہت خوش ہوا۔

مسٹر ٹیکلف نے کر سچن کا پر تپاک خیر مقدم کیا۔ مسٹر میکالے کا ریمان کا کرایہ اپنی معرفت ادا کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ ایسے موقعوں پر اسے جھگڑنے میں مزہ ملتا تھا۔ مگر کر سچن نے چپکے سے کار ریمان کے ہاتھ میں زائد پیسے رکھ دیے۔ اس نے ادب کا سلام کیا۔ اور مسٹر میکالے کو قہر آلود نظروں سے دیکھنا رخصت ہوا۔

مسٹر ٹیکلف کر سچن کو اپنے ساتھ کمرہ نشست میں لے گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد یہیں کھانا پر سگیا۔ اثنائے طعام میں مسٹر ٹیکلف مختلف واقعات پر اظہار خیالات کرتا رہا۔ مگر کر سچن کو لندن بلانے کے مسئلہ کو قصداً نہیں جھیرا۔ کر سچن نے بھی ایک سمجھدار نوجوان کی طرح اس بارہ میں کوئی سوال پوچھنا نامناسب سمجھا۔ البتہ اس مختصر عرصہ میں بھی ایک دو باتیں اس کے لئے باعث حیرت ہوئیں۔ یعنی مسٹر ٹیکلف کا رویہ جو ہمیشہ دوستانہ ہوا کرتا تھا۔ آج اتنا درجہ فضا نہ اور شفقانہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ کر سچن کے چہرہ کو غصے سے دیکھتا۔ اور پھر کسی گہری سوچ میں پڑ جاتا۔ یہ باتیں کر سچن سے پوشیدہ نہ رہ سکیں۔ اور وہ ان کی وجہ سے مفصل حال جاننے کا اور بھی شائق ہوا کھانے کے بعد شراب اور نو اکھات کا دوسرا شروع ہوا۔ مسٹر ٹیکلف نے کر سچن کی مصروفیتوں پر سوالات پوچھے۔ معلوم ہوتا تھا وہ اس کا معتمد بنتا جا رہا تھا۔

کرچمن نے بھی اسے اپنا محسن جان کر اسبیلہ و لنڈنٹ سے اپنی محبت کا سبب بنالیا کہہ دیا۔ پھر راسکیٹ کے واقعات پوری تفصیل سے بیان کئے اور آخر میں کہنے لگا۔

”مکمل صبح مس و لنڈنٹ کی طرف سے جو چھٹی موصول ہوئی، اس میں یہ حیرت خیز خبر درج تھی کہ اس کی ممانی اور ماموں زاد بھائی دونوں کا پراسرار حالات میں انتقال ہو گیا جس سے اسبیلہ خلافت توقع خاندان لیساز کی دولت اور جائیداد کی مالک بن گئی ہے۔ اس نیک لڑکی کو پہلے اس خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ مگر بعد میں اس صدمہ سے بحال ہو کر اس نے کہا کہ میرے لئے اس عظیم اٹان دولت کی دستیابی محض اس لئے باعث تسکین ہے کہ میں ثابت کر سکوں گی۔ تم سے میری محبت کتنی وسیع اور لامحدود ہے۔“

میرے عزیز سٹرڈیٹ کلف نے غیر معمولی جوش کے لہجہ میں کہا۔ ”مجھے اس بات سے بہت خوشی ہے کہ تمہارا ایک ایسی نیک و پاک دوستیزہ سے جو ہر طرح تمہاری محبت کے لائق اور تاروں کے مطابق ہے، تعلق ہو انگریز کے کہہ۔ میں باقی حالات جاننے کو بے قرار ہوں۔“

”تمہارا بڑا گریو رے کی شادی کل صبح حسین لالہ سے ہو گئی۔“ کرچمن نے سلسلہ داستان چھاری رکھ کر کہا۔ ”اور وہ ادائے رسم کے بعد ماہِ غسل کا زمانہ بسر کرنے لندن روانہ ہو گئے اسبیلہ بھی ان کے ساتھ تھی۔ کیونکہ اس کے لئے تنہا سفر غیر ممکن اور میرے ساتھ رہنا غیر مناسب تھا۔ اب وہ اپنے ماموں کے اسی مکان پر جہاں چند ماہ پیشتر ایک محتاج و یتیم لڑکی کی حیثیت میں رہا کرتی تھی، رکھ کر کی بیگم بن کر گئی ہے۔“

”آہ۔ کرچمن زمانہ کے انقلاب عجیب ہیں۔“ سٹرڈیٹ کلف نے کہا۔ ”قدیم سے یہی ہوتا آیا ہے کہ جو آج شاہ وہ کل گدا ہے۔ اور جسے آج نان جو میں میسر نہیں آتی۔ وہ کل الوان نعمت حاصل کر سکتا ہے... آگے کہو۔“

یہ انتظام پہلے ہی کیا گیا تھا۔ کہیں آج صبح تک ورز نہیں ہیں رہوں اور اس کے بعد لندن چلا آؤں۔“ کرچمن نے کہا۔ ”اس لئے آج صبح کی ڈاک میں آپ کا خط نامی ملتا تھا۔ میں بہر حال لندن چلا آتا۔ مگر آپ کی تحریر نے میرے اردوں کو بچھڑا کر دیا۔ اور میں بے تال لندن کی طرف روانہ ہوا۔ رستہ میں ایک بد نصیب عورت کی ملاقات میں جو ڈیوک آف ماہچ مونٹ کی ہوس کا شکار ہو چکی ہے، ایک دن کی دیر ہو گئی۔“

”خدا ہی جلتا اس شخص کے جرموں کا خاتمہ کب ہو گا۔ اور اس کا دورِ نظم کب تک جاری رہیگا۔“ ریڈ کلف نے افسردگی سے کہا۔

میرے خیال میں تو یہ باتیں اس کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہوں گی۔“

اتنا کہہ کر کرسچن نے مسٹر ریڈ کلف کی درخواست پر بد نصیب ایچی کی دہستان معصیت پوری تفصیل سے بیان کی۔ اور اس کی بہن میرین کا حال بھی کہا۔ مسٹر ریڈ کلف نے ساری کیفیت گہری توجہ سے سنی۔ اور آخر حجبِ داستان ختم ہوئی۔ تو کہا۔

”کرسچن۔ جو کچھ تم نے بیان کیا۔ اس سے کم از کم یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ تمہارے اصولِ راست اخلاقِ معیدہ اور طبیعتِ نیکی کی طرف مائل ہے مجھے شروع سے ہی تم بہن بھائی سے گہری محبت تھی۔ اور اگر چاہتا تو جی تمہاری آرزو گدازن کا انتظام کر دیتا۔ مگر اس خیال سے رک گیا کہ تم دیکھ لو محنت کی کمائی میں کیسی لذت اور علالت ہے۔ بہر حال اس عرصہ میں میں نے ہمیشہ تمہارا خیال رکھا۔ اور یہ بھی معلوم کیا کہ راجکاری اندر اس کے پاس رہ کر تمہاری بہن ہر طرح آسائش و اطمینان کی زندگی بسر کرتی ہے۔ مگر اب وقت آ گیا ہے۔ جب تمہارے لئے اس جدوجہد کو جاری رکھنے کی حاجت نہیں رہی۔ آج سے میں تمہیں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں مگر میں دنیا میں بیکہ تنہا ہوں میری عادات عجیب ہیں۔ اس لئے اگر تمہارے دل میں یہ اندیشہ ہو کہ میرے پاس رہ کر خوش نہ رہ سکو گے۔ تو میں اس وقت تک تمہاری سکونت کا کوئی دوسری جگہ انتظام کر دوں گا جسے کہ...“

مسٹر ریڈ کلف فقرہ کو ناہمکل ہی چھوڑ کر رک گیا۔ اور اس کے چہرہ پر عجیب طرح کے اثرات ظاہر ہونے لگے۔ مگر جلدی ہی مضبوط سے کلم لے کر کہنے لگا۔ ”جتنے کہ اس ایلا کے سوگ کا زمانہ پورا ہو جائے۔ اور تم ایک دوسرے سے شادی کر سکو۔“

وہ ہنسنے لگا۔ اور اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ کر دو تین بار اوجھڑا دھڑکٹلا۔ مگر جلدی ہی کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگا۔ ”میرے عزیز مت خیال کرو۔ کہ جب تم مس و سنڈ سے شادی کر لو گے۔ تو اپنے گزارہ کے لئے تمہیں اس خاتون کا دستِ مگر ہونا پڑے گا۔ نہیں کرسچن۔ اس وقت تمہارے پاس بھی دولت ہوگی۔ تم بھی اس کے برابر مالدار ہو گے۔ اور اس مساوی حیثیت میں ہی اس سے شادی کر دو گے۔ یا ممکن ہے... ممکن ہے...“

مسٹر ریڈ کلف پھر فقرہ کو نا تمام چھوڑ کر چپ ہو گیا۔ اور کرسچن اس کی عنایات سے اتنا

مناظرہ کہ وہیں اس کے قدموں میں دو زانو ہو کر اس کے ہاتھ کو فدا شوق سے چومنے لگا۔ مسٹر ریڈ کلفت کا جی بھر آیا۔ مگر اس نے ضبط سے کام لے کر کرچن کے سیاہ گٹھوڑے ہوتے بالوں کو پیرانا شغف سے پیار دیا۔ پھر غصائی ہوئی آواز سے کہنے لگا: "عزیز من دنیا کا کوئی کلام ایسا نہیں ہے جو میں تمہارے اور تمہاری بہن کے لئے کرنے کو آمادہ نہیں..."

کرچن نے جھوٹے پن سے کہا: "تم بھی آپسے جدا ہونا نہیں چاہتے یہیں آپ کے پاس رو کر زندگی بسر کریں گے۔"

"بس یہ انتظام ٹھیک ہوگا۔" مسٹر ریڈ کلفت نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا: "کرشنا آج کل جہاں پھیری ہوئی ہے وہیں رہے میرے خیال میں اس کی سکونت کا اس سے بہتر انتظام غیر ممکن ہوگا۔ رہجھکاری اشد اکو میں بہت مدت سے جانتا ہوں۔ اور وہ... لیکن خیر کرشنا سر دوست رہجھکاری کے پاس ہی رہے گی۔ یعنی اس وقت تک کہ..."

اتنا کہ مسٹر ریڈ کلفت دفعتاً رک گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ حالت جوش میں اس سے زیادہ الفاظ منہ سے نکل گئے۔ جتنے کہا جاتا تھا۔ مگر چونکہ اس وقت کرچن کے سینہ میں بھی جذبات کا کھجور تھا۔ اس لئے اسے یہ جاننے کا موقعہ نہیں ملا کہ مسٹر ریڈ کلفت کیوں نصرہ کو بالکل چبڑ کر چپ ہو گئے۔ بہر حال اس نے پرجوش لفظوں میں اپنے محسن کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے معذوری دیر بعد مسٹر ریڈ کلفت نے کہا: "کرچن میں تمہاری ابتدائی زندگی کے حالات جانتا چاہتا ہوں۔ جس روز اس گھر میں تم سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت تک زمانہ طفلی کے جتنے حالات تمہیں یاد ہوں۔ یعنی کسی کے وہ حالات جن کی یاد اب تمک دماغ سے محو نہیں ہوئی۔ مجھ سے بیان کرو۔ میں یہ باتیں محض رفع استعجاب کے لئے نہیں پوچھتا بلکہ چونکہ تم سے اور تمہاری بہن سے گہری محبت ہے۔ اور میں تمہاری بہتری میں پوری دلچسپی لیتا ہوں۔ اس لئے تمہارے حالات شروع سے جاننے کا خواہشمند ہوں۔"

اس کے جواب میں کرچن نے اپنی سرگوشٹ بیان کی جو بہت مختصر تھی۔ اور جلد ہی ختم ہو گئی۔

سال میں کر مسٹر ریڈ کلفت نے کہا: "میری خواہش ہے کل صبح مارشے کے بعد جا کر تم اپنی بہن کو یہاں لے آؤ۔ اور وہ کل کا دن پانچ بجے پاس رہ کر بسر کرے۔ یہاں رہجھکاری اندوہ کے نام ایک خطا کھدہ دوں گا۔ اور وہ اس انتظام پر کسی طرح کا اعتراض نہ کریں گی... ناں مگر

اپنی بہن سے ملو تو میری طرف سے درخواست کرنا کہ اپنی ماں کی وہ چند یادگار چیزیں جو اس کے پاس ہیں۔ اور جن کا تم نے اپنی داستان میں ذکر کیا ہے۔ انہیں اپنے ساتھ لیتی آئے کیونکہ تمہاری ابتدائی زندگی کے متعلق ہر چیز سے مجھے گہری دلچسپی ہے۔ اور میں ان سب چیزوں کو جو تمہاری مادر مرحوم کی یادگار ہیں۔ اور کہیں اپنے چچا مسٹر ایشٹن سے ملی تعین دیکھا جانتا ہوں۔“

شام کا وقت متفرق ملاقات پر گفتگو کو تھمے ہوئے بسر ہوا۔ رات کو جب کہ سچن آرام کرنے کے لئے بستر پر لیٹا تو سمجھا تھا کہ آج میرے برابر خوش اور خوش نصیب انسان کوئی دوسرا نہیں ہے۔

اگلی صبح کو ناشتہ کے بعد کر سچن مسٹر ریڈ کلف کی چھٹی لیکر ابھکاری اندر آ کے بنگلہ پر گیا کرشنا بھائی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اور بڑی محبت سے پیش آئی۔ نیک دل ابھکاری نے بھی کر سچن کا پر تپاک خیر مقدم کیا۔ مگر وہ چونکہ اپنی زندگی کے اس نئے خوشگوار انقلاب سے سرور تھا۔ اس لئے اسے یہ دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ کہ جس وقت اس نے مسٹر ریڈ کلف کی چھٹی اندر آ کے ماتھے میں دسی تو اس کے خوشنما چہرہ کی رنگت کس تیزی سے بدلی۔ وہ آہ خطا کو لیکر دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ اور دو لوہین بھائی ویاں رہ گئے۔ اس وقت کر سچن نے وہ سب واقعات جو مسٹر ریڈ کلف کی ملاقات میں پیش آئے تھے۔ بہن کے روبرو بیان کئے۔ ساری کیفیت سن کر بہن کو اس خیال سے بہت خوشی ہوئی کہ میرے عزیز بھائی کو آئندہ گذر اوقات کے لئے ملازمت کا دست نگرانہ ہونا پڑے گا۔

ان میں یہ باتیں سہری بھتیجی کر ابھکاری واپس آ گئی۔ اس نے آتے ہی کہا۔ میں نے مسٹر ریڈ کلف کا خط پڑھ لیا ہے۔ اور ان کی درخواست رخصت خوشی سے منظور کرتی ہوں لیکن اگر بہن بھائی میں قلب سنانی کے حالات معلوم کرنے کی طاقت ہوتی۔ یا وہ انسان کی نگاہ سے اس کے خیالات جاننے کے خواہر ہوتے۔ تو انہیں فوراً معلوم ہو جاتا کہ مسٹر ریڈ کلف کی چھٹی میں فقط کرشنا کی رخصت کی درخواست ہی نہ تھی۔ بلکہ۔ ابھکاری کی دلچسپی اور دلچسپی کا بھی سامان تھا۔

بیز وفار سے مایٹر سٹریٹ کی طرف جلتے ہوئے انہیں کراچی کی گاڑی میں اغنیہ دھنگر کا موقع ملا۔ چنانچہ کر سچن نے بیان کیا کہ اس بیلہ دسنت کی حالت بالکل بدل چکی ہے

اھاب وہ میثرا ر دولت کی مالک ہے۔ مگر مجھ سے جو محبت پہلے تھی وہی اب ہے۔ اور یہی بات اس نے اپنے ایک تازہ خط میں واضح کی ہے۔ کرٹینا نے بھی اس واردات کے مفصل حالات بیان کئے۔ جب ایک عورت اور مرد اسے زبردستی گاڑی میں بٹھا کر کسی طرف کو لے جا رہے تھے کہ رستہ میں لارڈ آکٹیون میری ٹھکانے آئے بچا لیا۔ اس واقعہ کی مختصر کیفیت اس نے اپنے ایک خط میں انہی دنوں کرچن کو مسگیت میں لکھی تھی۔ مگر اب مفصل حالات بیان کرنے کا موقع ملا ہے۔ ریاغبولی لڑکی نے لارڈ آکٹیون سے اپنی گفتگو کے سب حالات بے کم و کاست بیان کر دیے۔ جس کے بعد کرچن نے بہن کے طریق عمل پر ہر طرح اظہار تحسین کیا۔ مگر ساتھ ہی ملایم دلی ہوئی آواز میں کہا۔ پیاری کرٹینا اب اس میں شک نہیں ہا کہ تمہیں بھی لارڈ آکٹیون سے ضرور دلی محبت ہے۔

حسین دوشیزہ کے چہرہ پر شرم کی سرخی پھیل گئی اور وہ کہنے لگی۔ کرچن خدا جانتا ہے میں نے اس کی تصویر کو اپنے دل سے محو کر لینی بہت کوشش کی۔ مگر اخس اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ میں نے خدا سے امداد کی التجا کی۔ مگر میری دعاؤں کا اٹنا اثر ہوا۔ اور وہ تصویر میرے لوح دل پر اودھ مضبوطی سے جم گئی۔ میں اپنے آپ کو بڑی گنہگار سمجھتی ہوں کہ ایسے خیالات کو دل میں جگہ دی۔ مگر پھر خیال آتا ہے کہ فانی انسان تقدیر کے انکے کچھ ہستی نہیں رکھتے تاہم زبردست غیبی ہاتھ ایسا ہے کہ جس طرف چلے لئے جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہم اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ اپنے آپ کو خطرہ اور سہرے محفوظ رکھیں۔

پیاری بہن۔ کیا کہتی ہو۔ کرچن نے تھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ تمہارے ایسی نیک طبیعت۔ باجواز لڑکی سے کسی سہو کا امکان غیر ممکن ہے۔

کرٹینا نے بھائی کا لٹھا انداز ممنونیت سے دہرایا۔ اور اس کے بعد رکتے ہوئے لہجہ میں کہنے لگی۔ بھائی کیا کہتے ہیں یہ حالات مسٹر ڈیکلف سے بھی بیان کر دیئے جائیں گے؟ کرچن اس سوال کا فوراً ہی کچھ جواب نہ دے سکا۔ وہ تھوڑی دیر تک گہری سوچ میں رہا۔ پھر کہنے لگا۔ پیاری بہن۔ میری رائے میں یہ باتیں ایسی نہیں کہ خیر کے رد برو ظاہر کی جائیں۔ ایسے مفہم اس کو اصرار رشتہ داروں میں ہو سکتے ہیں اور مسٹر ڈیکلف کو چارے محسن ہیں۔ تاہم رشتہ دار نہیں۔ ایسے سمجھ ان سے دلی محبت ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ تمہیں بھی ہوگی۔ پس اگر انہوں نے خود اس بات کا تعاضا کیا۔ کہ ہم اپنے خواتین

تک ان پر ظاہر کریں۔ تب تو بے شک یہ حالات ان سے کہہ دینا ورنہ اس کے بغیر اپنے طور پر ایسی باتیں ظاہر کرنا یہ میری رائے میں نامناسب ہے۔ اس سے خود اپنے ذہن کو تکلیف ہوگی۔ ... ہاں پر یاد آگیا جس واقعہ کا ابھی ہم نے ذکر کیا ہے۔ یعنی جس میں ایک عورت اور مرد ملتے ہیں گاڑی پر رکھ کر بھگالے گئے تھے۔ اس کا حال میں نے راسٹریٹ سے سٹرک ٹریفک کلکھ دیا تھا۔ کیونکہ ان سے میری عرصہ دراز سے خط و کتابت ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ کچھ معلوم ہے وہ عورت کون تھی۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی تحریر کیا کہ اس خطانیز اور جواب کے لئے جو اس نے کئے ہیں مائے ضرور سزا ہوگی۔

اتنے میں گاڑی مسٹر میکالے کے مکان پر پہنچ گئی تھی اور وہ خود کرسینا کی تقدیم کے لئے ماہرائی آتے ہی جیسا اس کی عادت تھی۔ پُر خوش بھیجیں کہنے لگی۔ وہ مسٹیشن تھارہی تو اس عرصہ میں صورت ہی بدل گئی۔ میں کل تنہا سے بھائی کو دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس تھوڑے سے عرصہ میں وہ بھی اور کا اور بن گیا ہے۔ مگر ہمیں اتنا خوبصورت دیکھ کر ...

”مسٹر میکالے“ کرسینے نے شرماتے ہوئے کہا: ”یہ آپ کی عنایت ہے کہ میری اتنی تعریف کر رہی ہیں۔ بہر حال میں آپ کی تعین دلاتی ہوں۔“

”مگر میں کچھ جوئی تعریف نہیں کرتی۔“ باقونی عورت نے جلدی سے کہا۔ ”تم واقعہ میں ان سب عورتوں سے جو کبھی میرے مکان برآئی ہیں زیادہ خوبصورت ہو۔ دیکھنا مسٹر سفن کس طرح فہر آلود نظروں سے ادھر دیکھ رہی ہے۔ اس کا سینہ اس خیال سے کباب ہی تو ہو گیا کہ اسی خوبصورت خاتون جو کبھی اس کے خواب میں بھی نہیں آئی۔ اس مکان میں داخل ہوئی ہے۔“

”مگر یہ سینہ سوزی کا عمل تو بہت خطرناک ہے۔“ کرسینے نے مسکرا کر کہا۔ ”اس کے علاوہ اس موقع پر ایسے خطرناک انقلاب کی کچھ حاجت بھی نہیں۔“

”تم نہیں جانتے وہ عورت کتنی خاسد ہے مسٹر میکالے“ کہا۔ ابھی چند دن ہوئے مسٹر نیگل سے جو میرے ہاں کام کیا کرتی ہے۔ کہہ رہی تھی ... مگر وہ انہیں ایک ضروری بات تو کہنا ہی بھول گئی۔ کل کے اخبار میں دیوالیوں کی تازہ فہرست چھپی تھی۔ جس میں سٹریڈیل مافول بازار کا نام عنوان بہ درج تھا۔ ہمیں یاد ہو گا۔ اس کی کہڑے کی دکان

کیسی چلتی تھی۔ مگر سب کچھ تباہ ہو گیا۔ اور میرے خیال میں وہ لوگ تھے بھی اسی قابل۔ اب اس کی بددست بی بی سرنے کی بھاری زنجیر میں نہ نکالے پھرے گی۔۔۔ مگر شاید تمہیں جلدی ہے اور سٹرڈ کلف بھی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔

سٹرڈ کلف نے مکمل گفتگو کے خیال سے اب تک رستہ روکے کھڑی تھی۔ قریب ایک سو طرف ہٹ گئی جس سے کرسچن اور اس کی بہن کو اندر جانے کا موقع ملا۔ دونوں نے یہی راہ سے سٹرڈ کلف کے کمرہ میں گئے۔ جہاں بھائی کی طرح بہن کا بھی پرناک غیر کیا گیا۔ کسی قدر گفتگو کے بعد سٹرڈ کلف نے دریافت کیا۔ کیا آپ اپنی ماں کی چھوٹی ہوئی یادگار چیزوں کو ساتھ لائی ہیں جن کی نسبت میں نے کرسچن کی معرفت کلام بھیجا تھا کہ میں انہیں ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔

کرسٹینا نے افسردگی کے لہجہ میں جواب دیا۔ "ہاں" اور اس کے بعد بشرقی ساخت کا ایک نہایت خوشنما چٹا ڈبہ جو اس کا رسی اندرانے سے دیا تھا پیش کیا۔

سٹرڈ کلف نے ڈبہ ہاتھ میں لے کر اسے ویسے ہی احترام سے کھولا جس طرح بہن بھائی کھولا کرتے تھے۔ اس کے بعد پہلے سیاہ بالوں کی ایک لمبی لٹ نکالی۔ جو انہی خوشنما تھی کہ جیسا ہم نے بیشتر ایک اور قد پر بیان کیا تھا۔ کوئی ملکہ بھی انہیں دیکھ کر شک و حسد کرتی۔ سٹرڈ کلف اس لٹ کو دیکھ رہا تھا تو بہن بھائی فرط محبت سے ایک دوسرے سے بے لگتگی ہو کر ماں کی یاد میں آنسو بہانے لگے۔ پھر سٹرڈ کلف نے اسی ڈبے سے ایک خوشنما سونے کی گھڑی نکالی جو بہت نفیس اور صنما کی کا بہترین نمونہ تھی۔ جب وہ اسے دیکھ رہا تھا تو آنسوؤں کے چند قطرے اسی کے رخساروں پر بھی بہ سکے۔

یہ دیکھ کر کرسچن نے دلی زبان میں بہن سے کہا۔ پیاری کرسٹینا دیکھو۔ ہمارے فیاض محسن کو ہم سے کتنی ہمدردی ہے۔ ہماری ہمتی کو یاد کر کے ان کی آنکھیں بھی اشک آلود ہوئی جاتی ہیں۔

"ماں پیارے بھائی! کرسٹینا نے جواب دیا۔ سٹرڈ کلف ہماری اس وقت کی سچی یاد کر کے آنسو بہاتے ہیں جب دست قدرت نے ہماری ماں کو اس وقت ہم سے جدا کر دیا کہ ہم اس نقصان کی اہمیت محسوس نہ کر سکتے تھے۔"

اب سٹرڈ کلف نے اسی ڈبے سے ایک چوٹا سا بند پکیٹ نکالا جس میں دو ڈاگ ٹیڈیاں تھیں ایک نلادی کی اور دوسری جو بیش قیمت اور نہایت نفیس تھی۔ ایسی جو عمر بھر کی گات پہنا کرتی ہیں۔

ان انگوٹھوں کو ماتھے میں لے کر سٹر ٹیڈ کلف کھڑکی کی طرف گیا۔ اور بہن بھائی کی طرف پیٹھ پھیر کر بہت دیر ان کو نظر غور سے دیکھتا رہا۔ کم دبیش پانچ منٹ وہ اسی طرح چپ چاپ اور بے حرکت کھڑا ان انگوٹھوں کو دیکھ گیا۔ اس عرصہ میں کریم احمد کرشنا کو پاس جانے کی جرات نہ ہوئی۔ مگر دونوں محسوس کرتے تھے۔ ان چیزوں کو دیکھ کر اس کے دل پر گہرا اثر ہوا ہے۔ نظارہ بہت دردناک تھا۔ اور اس سے متاثر ہو کر کریم کے مردانہ چہرہ اور کرشنا کے گلہ باری و خارا پر بدستور آئینہ بے جا رہے۔

آخر کار سٹر ٹیڈ کلف بڑی آہستگی سے پیچھے ہٹا۔ نگراں جو اس نے منہ پھیرا تو یہ معلوم ہوا اس کے چہرہ کی رنگت جو سولہ تھی۔ انتہا درجہ سپید ہو گئی ہے۔ اس وقت اس کا چہرہ لاش کی طرح زرد نظر آتا تھا۔ نگاہ کی سختی غائب ہو گئی۔ اور اس کی جگہ انتہائی افسردگی نے لے لی تھی۔ اور اس افسردگی میں کبھی ایک خوفناک سنجیدگی پائی جاتی تھی۔ بہن بھائی کے پاس جا کر اس نے ان کے ماتھے اپنے ماتھوں میں لے لئے۔ اور مری ہوئی آواز سے کہنے لگا۔ عزیز بچو... کیونکہ آج سے میں تمہیں اپنے بچوں کی طرح ہی سمجھوں گا... تمہاری ماں جو عہد طفلی میں تم سے جدا ہو گئی تھی۔ اسکی یاد گاریں دیکھ کر میری آنکھیں اشک خون بہاتی ہیں میں نہیں کہہ سکتا۔ اس صدمہ میں مجھے تم سے کتنی ہمدردی ہے۔ تمہیں اس کی یاد عزیز ہوگی۔ مگر اپنی طرف سے میں باصر نصیحت کرتا ہوں کہ اس یاد کو متاع عزیز کی طرح ہمیشہ اپنے دلوں میں محفوظ رکھنا قدرت کو منظور نہ تھا کہ وہ اس دار فانی میں راحت و چین پاتی۔ بہر حال میرا دل کہتا ہے کہ اب وہ عالم جاودانی کا مستحق۔ دشمن ستارہ ہے..."

ان الفاظ سے بہن بھائی نے دلوں میں دفعتاً ایک خیال پیدا ہوا۔ اور انہوں نے سٹر ٹیڈ کلف کے چہرہ کو نظر تجسس سے دیکھ کر ایک سادہ یہ سوال پوچھا۔ کیا آپ ہماری ماں کو جانتے تھے؟

سٹر ٹیڈ کلف نے فرط الم سے منہ پھیر لیا۔ اور اس کا ہاتھ بے اختیار پیشانی کی طرف اٹھا ایک لمحہ کے لئے جب اوقات ماضی کی یاد آمد ہی کی طرح دماغ سے گندی توڑ کھڑکیا۔ مگر فوراً ہی سنبھل گیا۔ کریم احمد اس کی بہن اس کے چہرہ کو نظر شوق سے دیکھ رہے تھے۔ ان کے دل میں خیال سے دہرے کھڑے تھے۔ کچھ قریب بعض ایسی باتیں معلوم ہوں گی۔ جن کا آج تک علم نہ تھا۔ "افسوسہ جانتا تھا" سٹر ٹیڈ کلف نے مشکل اپنے جذبات پر قابو پا کر آہستہ سے ان

کی طرف منہ پھیر کر کہا: "میں تمہاری بد نصیبی مان کر اچھی طرح جانتا تھا۔ اسی لئے عزیز بچہ مجھے تم سے وہ محبت ہے جو میان میں نہیں نکلتی لیکن سرور سے کئی طرح کے سہا ملات نہ پوچھو میں ان کا جواب دینے سے قاصر ہوں۔۔۔ ابھی ان کے جواب دینے کا وقت نہیں آیا۔ البتہ اس کی برزور ہدایت کرتا ہوں۔ کہ جو باتیں اس وقت ہمارے درمیان سوئی ہیں۔ انہیں کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ یہی سمجھنا کہ میں تمہارا قریبی نزدیکی رشتہ دار ہوں اور مجھے ہر وقت تمہاری بہتری مد نظر ہوگی۔ میں ایک سرپرست۔۔۔ نہیں باپ کی طرح تمہاری حفاظت کروں گا۔"

یہ کہہ کر مسٹر ریڈ کلف نے ان دونوں کو اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ اور بہت دیر تک بے اختیار روتا رہا۔ وہ اس کے قدموں میں دوڑا تو ہو کر بار بار اس کے احسان کا شکر یہ ادا کرتے تھے۔ اس جاگداز نظارہ کا رنج مگر اس بات کی خوشی تھی کہ ہمارے محسن اور دوست کو ہماری محترم ماں کے حالات معلوم ہیں جو عنقریب ہم پر ظاہر کئے جائیں گے۔ بالآخر اس نے انہیں فرشتہ زمین سے اٹھایا۔ اور بنگلہ گھر ہو کر ڈبہ کو بند کر کے کرسٹینا کے ماتھے میں دے دیا پھر کہا: "پادی بیٹی۔ ان قیمتی یادگاروں کو ہمیشہ اپنے پاس محفوظ رکھنا۔ نہ اس لئے کہ یہ تمہاری ماں کا چہرہ اٹھایا ہوا واحد درخشہ ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ وقت آئے گا۔ جب ان سے بعض اہم معاملات کی نسبت ضروری ثبوت حاصل ہو سکیں گے۔"

بہتر ہو کہ آپ اس ڈبہ کو اپنے ہی پاس لے دیں "بہن بھائی نے یک زبان ہو کر کہا مسٹر ریڈ کلف تھوڑی دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا: "بہت اچھا۔ میں اسے اپنے ہی پاس رکھتا ہوں۔ مگر امید ہے جلدی پھر لوٹا دوں گا۔ اس وقت مجھ سے کوئی سوال نہ پوچھو بلکہ اس مضمون کو ہمیں ترک کرو تو اچھا ہے۔"

اس نے ڈبہ کو بحفاظت ایک الماری میں بند کر دیا۔ اور دن کا باقی حصہ بہن بھائی کی صحبت میں بسر کیا۔ چونکہ وہ اسے اپنا محسن اور بہن سمجھتے تھے۔ اور اس کی طرف سے انہیں کئی قیمتی مشورے ملنے کی امید تھی۔ اس لئے آج ان کی طبیعت ہر طرح مسرور و مطمئن تھی۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ عنقریب کئی استنان زندگی میں ایک نئے باب کا افتتاح ہونے

باب ۹۰۔

مسٹر سٹلے کا گھر

ہم اپنے ناظرین کو پھر ایک بار ان تنگ تکیوں میں جو دارلور و دیسٹ مسٹر روڈ کے درمیان واقع ہیں۔ رزکوب سڈلے کے مکان پر لے پڑے ہیں۔ گھر کی حالت اب بھی وہی تھی۔ جیسی اس وقت جب ہم نے اس قصبہ کے آغاز میں اس کا ذکر کیا تھا۔ فرق اگر کچھ تھا تو اس قدر کہ اب ایک گھر کی میں اس کھنڈن کا خوشخط اشتہار چسپاں تھا۔ کہ مکان کا ایک حصہ کرایہ کے لئے خالی ہے۔ "ورنہ صدر دروازہ کی برنجی پلیٹ جس پر سڈلے رزکوب۔ کھانام اور پیشہ درج تھا اب بھی حسب معمول خوب چمکی ہوئی تھی۔ اور اس کی وہ تصویر بھی جس میں ایک قوی مائع اور مضبوط سپرٹوڈا دکھا کر پیشہ رزکوب کی کو تونین کی گئی تھی۔ پرستور عمارت نظر آتی تھی پہلی منزل کی دو کھڑکیاں اندر کی طرف سیاہ پردوں سے ڈھکی ہوئی اور باہر کی جانب سپید جھلکی سے بند تھیں۔ خود سڈلے اب بھی پاس کے گرجا میں اسی باقاعدگی سے جا کر کرتا تھا جس طرح پیشتر اس کا معمول تھا۔

رات کا وقت تھا اور مسٹر اور مسز سڈلے زین منزل کی مختصر نشستگاہ میں بیٹھے تھے میز پر شراب کی بوتل موجود تھی۔ اور یہ سڈلے کا سرخ چہرہ ثابت کرنا تھا کہ وہ آتش۔ خیال کی بڑی مقدار پر پی چکی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی بلا نوٹی نے احوال و اس کی صورت پیدا کر دی تھی۔ نہیں البتہ اس سے بہت میں وہ لکھی اور درستی پیدا ہو گئی تھی۔ جو عورت کو مرد پر حکومت کرنے کے قابل بناتی ہے۔ میاں بی بی اس وقت اپنی موجودہ حالت پر محبت کر رہے تھے۔ اور سڈلے زینو مرستقبل سے متعلق تنگ گفتگو کا بڑا حصہ دبی زبان میں کرتا تھا۔ مگر عورت کبھی کبھی بے صبری سے بلند سہمہ استعمال کرنے لگتی تھی۔ "اے ایسے موقعوں پر جیک سڈلے فوراً یہ کہہ کر روک دیتا تھا۔ "آہستہ آہستہ! اتنے زور سے نہیں۔"

یہ ایک مسٹر سڈلے نے شہر کی چاندی کی گھرٹی جو میز پر رکھی ہوئی تھی جو کچھ کر کہا۔ "نہ گئے اب تو جا کر روپیہ دے آؤ۔"

"نیمرو جاناہوں۔ کچھ ناہمی پر ٹکیٹ بھی تو ساتھ لیتا جاؤں۔" سڈلے نے بدقت اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ کسی نے کچھ تعظیم کرتے دیکھ کر اعتراض کیا تو یہ تو کہہ دوں گا کہ میں صرف

مذہبی کتابیں بانٹ رہا تھا۔

”بھلا میں گئے تم اور تہذیبی مذہبی کتابیں“ بیب سڈلے نے نفرت سے کہا۔ یہی طرح دفع بھی ہو گئے۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے لئے پانی ملی ہوئی مشراب کا ایک اور گلاس منڈ جیک سڈلے نے ایک پونڈ کے چاندی کے سکے کا غڈیں پیٹ کر واسکٹ کی جیب میں رکھ لئے۔ کچھ مذہبی ٹریکٹ اٹھ میں لئے۔ پھر اپنی بی بی سے یہ کہہ کر رخصت ہوا۔ باقی معذور واپسی پر شے ہو جائیگا۔“

کلکی میں نکل کر اس نے جوائنٹ لوگوں کے انداز فکر سے بغور ادھر ادھر دیکھا۔ پھر ایک طرف کو چلنے لگا۔ دو تین عسائے اپنے گھروں کے دروازہ میں کھڑے تھے۔ ان سے چلے جاتے سرسری الفاظ کہتے۔ مگر یہ ایک نے اس کی باتوں کا بڑی سر دھری سے جواب دیا۔ مسٹر سڈلے اس بات کو پٹنہ میں کچھ بڑبڑاتا مسکے کی طرف چٹانگی۔ اور قریباً دس منڈ کے عرصہ میں منڈ سٹریٹ میں وارد ہوا۔ گزشتہ چند سال سے اس محلہ میں کئی مصلحتاً ہو چکی تھیں۔ مگر ان کے باوجود یہ حصہ ابھی تک اونٹوں اور ذیل لوگوں کا مرکز و مسکن تھا۔ جیک سڈلے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد رُک کر اس طرح دیکھنے لگتا تھا۔ گویا دوتا ہے۔ کوئی شخص بچھے نہ آ رہا ہو۔ نمائش کے لئے چلتے چلتے کسی راہ رو کے ہاتھ میں ایک ادھ ٹریکٹ بھی پکڑا دیتا۔ مگر چونکہ اس کنگال محلہ کے آدمی۔ روحانی دستگیری سے زیادہ مالی امداد کے خواستگار تھے۔ اس لئے جب ان ہاتھوں میں جو خیرات کے لئے بڑھائے گئے ہوں ایک روپی کا غڈ کا پرزہ دے دیا جاتا تو لینے والوں کے منہ سے بے اختیار کلمات سمٹ نکلتے تھے۔ مگر سڈلے کو ان باتوں کی پروا نہ تھی۔

تھوڑی دیر میں وہ ایک نہایت تنگ گلی پر پہنچا۔ جہاں اس نے دو کریمہ المنظر کشیف پوش نوجوانوں کو پاس پاس کھڑے دیکھا۔ یہ دونوں بھائی بل ادم سکٹ تھے۔ جن کی موجودہ حالت پہلی سے جس کا ذکر افسانہ کے آغاز میں ہوا تھا۔ کسی طرح اصلاح یافتہ نہ تھی۔

اس جگہ پہنچ کر جیک سڈلے نے اور زیادہ غور سے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر اس بات کا اطمینان کر کے کہ میدان ہر طرح صاف ہے۔ اس نے نقدی کا پیکیٹ واسکٹ کی جیب سے نکال کر جلدی سے بل سکٹ کے ہاتھ میں دیدیا۔ بصورت نوجوان کی موٹی گول آنکھوں

میں جیسا نہ مسرت کے آثار نمودار ہوئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کے بھائی ٹم نے جیک سے
کی آستین پکڑ کر بے مبرئی سے کہا: "تاوان سے کیا دیے جاتے ہو؟ کیونکہ یہ تو موقعہ پا کر اپنے
بھائی کو دھوکا دینے سے بھی دریغ نہ کر دیتا۔"

"اُس میں ایک پونڈ کے چھوٹے کے بنہ میں" زکوب نے جواب دیا۔ "مگر چھوڑ دو...
مجھے روکو نہیں۔ اس جگہ کھڑے ہو کر ادھر ادھر دھڑک دیکھو۔ جاؤ ستراب خانہ میں جا کر سینٹ
بکھر کے پیو۔"

"آپ ہماری پیاس کی فکر نہ کیجیے۔" بڑے بھائی بل نے کہا۔ "اور یہ بتائے ہر کہ کہاں
ہے؟ کیا پھر کچھ لگایا۔ یا اس کا کچھ حال معلوم ہی نہ ہوا؟"

"جہاں تک مجھے معلوم ہے اور جو کہہ میں نے اخباروں میں دیکھا ہے۔ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ آج تک پکڑا نہیں گیا۔" سمٹلے نے جواب دیا۔

"بس تو اب کسی دن آج تک ہی آجائے گا۔" بل سکاٹ نے کہا۔ "مگر وہ جتنا جلد آئے
بہتر ہے۔ کیونکہ میں تو اس آنکھ بھولی کی زندگی سے عاجز آ گیا ہوں۔"

"خدا کا شکر کرو کہ مجھ ایسا نیک آدمی ہر وقت تمہاری مدد کو تیار رہتا ہے۔" سمٹلے
نے جواب دیا۔ "خیر اب میں چلتا ہوں۔ آج سے ایک ہفتہ بعد آج کے دن مجھے عین و نیت

مقرر رہے۔"

"کہاں ملوں؟ بل سکاٹ نے پوچھا۔

"کہاں... سینٹ جارج کے گرجا کے پگھلائے۔"

اتنا کہہ کر زکوب مڑا۔ اور بستورین چلیا منٹ سٹریٹ سے واپس ہوا۔ واپسی
کے عمل میں اس نے مذہبی ٹریکٹوں کو اور بھی فیاضی سے تقسیم کیا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ بڑے
غور سے دائیں بائیں دیکھتا بھی گیا۔ کہ کوئی میرے پیچھے تو نہیں ہے۔

مگر وہ یہیں چھوڑ کر ہم دراز گھر کا حال ملاحظہ کرتے ہیں۔ اس کے رخصت ہوتے ہی سب
سمٹلے نے بھرے ہوئے گلاس سے ستراب کا ایک لمبا گھٹ پیا۔ پھر دوبارہ گلاس
اٹھانے سے پہلے کچھ سوچ رہی تھی۔ کہ صدر دروازہ پر کسی کی تینوں ٹپک نے چوکا دیا۔ آواز
نہ ہلکی اور نہ بھاری بلکہ متوسط تھی۔ جس سے یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ باہر کون ہو گا۔ بیٹے
جلتی ہوئی شمع اٹھائی اور دروازہ کھولنے لگی۔ باہر ایک ادھیر عمر کا سبز صورت چھیدہ

مزان اجنبی کھڑا تھا۔ اس نے سادہ مگر عمدہ لباس پہنا ہوا تھا۔ اور شکل و صورت سے کسی دوسرا محرر یا کم حیثیت دوکاندار معلوم ہوتا تھا۔

مسٹر سمڈلے کو دیکھ کر اس نے جھک کر سلام کیا۔ پھر کہنے لگا: ”کیا آپ ہی اس گھر کی مالک ہیں؟“

”ہاں“ بیب نے تیز لہجہ میں جواب دیا جس کا انداز تحارث ظاہر تھا کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق ملکیت کو بچے سمجھتی ہے۔

”تو میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔“ اجنبی نے کہا۔

”فرمائے“ مسٹر سمڈلے نے جواب دیا۔ مگر وہ اسی جگہ جم کر کھڑی رہی۔ اجنبی کو اندر آنے تک کے لئے نہیں کہا۔

لومبارڈ نے اسی طرح ادھر ادھر دیکھا۔ گویا ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ گفتگو مکان کے اندر ہوتی تو بہتر تھا۔ پھر کہنے لگا: ”غالباً آپ کے ہاں مکان کا ایک حصہ کرایہ پر دینے کے لئے خالی ہے؟“

”پہلے تھا“ مسٹر سمڈلے نے جواب دیا۔ مگر آج سہ پہر ایک بڑے میاں بابلی نے جنہیں ہم عرصہ سے جانتے ہیں لے لیا۔“

شیرے خیال میں کرایہ کا اشتہار تو اب تک کھڑکی میں لگا ہوا ہے۔“ اجنبی نے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اس طرح دو قدم پیچے ہٹا۔ گویا اس بارہ میں مزید اطمینان کرنا چاہتا تھا۔۔۔

”لگا ہوا ہے؟“ مسٹر سمڈلے نے پرسکون لہجہ میں کہا: ”تو بس معلوم ہوتا ہے میں اسے اتارنا بھول گئی۔ خیر میں ابھی جا کر اتارے دیتی ہوں۔“ منافقینے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔۔۔“

”اس کا مضائقہ نہیں مگر اب کیا آپ کے ہاں کوئی کمرہ خالی نہیں ہے، مجھے فقط ایک کمرہ چاہئے تھا۔۔۔“

”جی نہیں۔ ہمارے ہاں کوئی جگہ خالی نہیں۔ شب بخیر۔“ امداناکہ کریم کے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔ حالانکہ شخص مذکور ابھی کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔

مکان میں جا کر اس نے پہلے کھڑکی سے اشتہار اتارا۔ پھر کمرہ گہری فکر میں چپ چاپ بیٹھ گئی۔ بظاہر اسے اجنبی کی آمد اب یقینی۔ اس حالت میں بیٹھے ٹھوٹھی ٹھوٹھی دیکھ کے بعد بالی علی شراب پینے لگی۔ اور یہ عمل بار بار تھا کہ قریباً بیس منٹ جب جیک سمڈلے واپس آگیا

میرب نے آتے ہی اس پر غصہ نکالا۔

”عجب بیوقوف آدمی ہو۔ کہ مذہبی مغل سے کام لینا آتا ہے۔ نہ کسی کا کہنا مانتے ہو۔ بارہا کہہ چکی تھی نگورٹے کراہ کے ہو۔ ڈکوکھڑا کسے اُتار دو۔ اُتار دو۔ مگر ایک نہ سنی۔ صواب...“ سنو تو اتنے جوش میں آنے کی کیا حاجت ہے۔“ اس کے سنہرے نرمی سے کہا۔ اور یہ کہتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گیا

”سنی ہوں سناؤ۔ کیا سنا لے ہو؟“ عورت نے جستہ پر جوش اچھ میں کہا۔ اور یہ بھی تو معلوم ہو دیاں کیا کتا ہے؟

”وٹاں کا پوچھتی ہو؟“ دونو بھائی مرل کنڈوں کی طرح ہفتہ وار رقم کا انتظار کر رہے تھے۔ جبیک نے جواب دیا میں نے نقدی حمار کی۔ اور بتا دیا اگلی بار کہاں ملنا چاہئے... مگر سب یہ بھی کیا مصیبت ہے کہ ہم بے وجہ ان کو ایک پونڈ ہفتہ وار ادا کرنے پر مجبور ہیں...“ ”کریں بھی تو کیا؟“ مسز سڈلے نے پوچھا۔ کیا بھول گئے کہ بل سکاٹ کی گرفتاری کا وارنٹ نکل چکا ہے۔ اس لئے وہ چھپ چھا کر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ اب اسی کا بھائی نم روزی کمانے جائے۔ فوضر دور کوئی آدمی چھپا کر کے بل کا پتہ لگالے۔ اور وہ پکڑا جائے۔ اس میں شک نہیں ہمارے لئے یہ ادائیگی ایک طرح کی مصیبت ہی ہے۔ مگر ہم مجبور ہیں... مل اور وہ بورڈ کا معاملہ تو بیچ ہی میں رہا۔“

”سنو ہیں اس کا حال بھی کہتا ہوں۔“ اس کے سنہرے اہستہ سے کہا۔ لیکن دونوں اور پول والا معاملہ پیش آیا۔ اور نگہاری ماں پکڑی گئی تو ہمیں اپنی عزت برقرار رکھنے کو کسی چالیس چلنی پڑی تھیں۔ ہم نے ہمسایہ میں یہی سنہور کیا۔ کہ مسز سیبر ہرگز ایسا نہ کر سکتی تھی اس لئے ضرور کچھ غلطی ہوئی ہے۔ اور اس کی بے گناہی دوران مقدمہ میں ثابت ہو جائیگی۔“ مگر ہماری بات کس نے مانی؟ سب نے تنگ کر دیا۔

”بیک نہیں مانی۔“ اس کے سنہرے تسلیم کیا۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں لوگ اب تک بڑی سردہری سے پیش آتے اور ہم سے پرے پرے رہتے ہیں۔ پھر بھی اپنی طرف سے میں ظاہر وادی برقرار رکھنے کی بوری کو سنس کرنا ہوں۔ میرا عمل یہی ظاہر کرتا ہے کہ میں ان کی بدلی ہوئی حالت سے بالکل بے خبر ہوں... خیر اب جو کچھ سمجھے اس وقت کہنا تھا وہ یہ ہے کہ میں نے وہ بورڈ بھی بعض اس خیال سے لگا رکھا تھا کہ لوگ سمجھیں۔ ان کی عزت میں فرق

نہیں آیا۔ یا اگر وہ نہ سمجھیں تو کم از کم ہمارا طرز عمل یہی ثابت کرے کہ ہمارا ضمیر صاف ہے حقیقت میں یہ اشتہار محض نمائش کی خاطر لٹکا رکھا تھا۔ ورنہ اس کا تو ہم پہلے ہی سے فیصلہ کر چکے تھے کہ اب کسی کو کرایہ پر مکان نہ دیں گے۔ کیونکہ ہمارا ضروری باتیں بحث طلب ہوتی ہیں۔ اور ہم نہیں چاہتے کوئی انہیں سن لے۔ پھر یہ بھی معلوم نہیں ہو کر کہ اب اس کے حوصلہ کو دیکھتے ہوئے یقین ہے کہ کسی نہ کسی دن ضرور لندن آئے گا اور جب آیا تو سیدہ بیس آئیگا۔“

”خیر یہ تو ہوتی مصاحت۔“ مسز سڈلے نے تلخ لہجہ میں کہا۔ ”مگر اس سے جو حرا ہیں بچایا ہو سکتی تھیں۔ ان میں سے پہلی آج ظہور میں آ چکی ہے۔ بہت دیر نہیں گزری۔ ایک آدمی مکان کو کرایہ پر لینے آیا تھا جس کی صورت مجھے ایک آنکھ نہیں بھائی۔“

”کون تھا؟“ رڈ کو ب نے چونک کر پوچھا۔

”اب یہ تو خدا ہی جانتا ہے۔ وہ کون تھا۔“ بیب نے جواب دیا۔ ”مگر اتنا تم ہی جانتے ہو کہ یہاں آنے اور مکان میں ٹھکنے کا موقعہ تلاش کرنے کی زحمت ان کے سوا اور کون برداشت کر سکتا ہے۔ جن کا کام۔۔۔“

”آہ! تو ہی تمہارے خیال میں وہ کوئی۔۔۔ خفیہ پولیس کا آدمی تھا؟“ جیک سڈلے نے پوچھا۔ اور یہ کہتے ہوئے اس کا زرد چہرہ فکر سے غیر معمولی طور پر لمبوترانظر آنے لگا۔

غالباً تھا بیب نے جواب دیا۔ ”بہر حال میں نے تسے ال دیا۔ اور کہا کہ مکان کا خالی حصہ ایک معزز میاں بی بی کو کرایہ پر دے دیا گیا ہے۔ وہ کچھ دیر کہا چاہتا تھا۔ مگر میں نے اس کا موقعہ نہیں دیا۔ اور جھٹ و دروازہ بند کر کے چلی آئی۔۔۔ بہر حال معاملہ کی یہ حالت بہت دن قائم نہیں رہ سکتی۔ میں تو یہ فکر کی زندگی بسر کرنے کو تے عاجز ہو گئی۔۔۔“

”مگر مجھ سے کم۔“ اس کے شوہر نے جواب دیا۔ ”تاہم معمولی ہو کہ جب تمہاری ماں فوت ہوئی۔ تبھی میں نے فرانس چلے جانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر تم نے یہیں ٹھہرنے پر اصرار کیا اور چونکہ میں تمہارا کہا ماننے پر مجبور تھا۔ اس لئے ناچار عزت برقرار رکھنے کی کوشش کرتا رہا۔“

”مگر میں نے بھی جو کچھ کہا وہ موقع کے لحاظ سے مناسب اور ضروری تھا۔“ مسز سڈلے نے کہا۔ ”یہاں نہیں جانے کہ جبے اماں امیش مارٹن کے مقدمہ میں لہ پول گئی۔ تبھی سے پولس دن رات اس گھر کی نگرانی کرتی تھی۔ اس حالت میں اگر ہم کہیں جانے کا ارادہ کرتے تو قیصر

سخت مضر ہوتا یعنی ہمیں فرار کے مشابہ میں فوراً گرفتار کر لیا جاتا۔ بہر حال اس مقدمہ کے بعد حالات بہتر ہو گئے۔ گواہان کو مبتلائے مصیبت ہونا پڑا۔۔۔

”بچے یا وہ۔ لیش راوٹے کے مقدمہ میں جان کیا گتھا کہ استغاثہ کو ہمارے خلاف کچھ شکایت نہیں۔“

”بس تو اس وقت ہمارا یہاں رہنا ہی بہتر تھا۔ بیٹ کہا: مگر کوئی دوا میں ہفتے ہوئے جب لوگوں نے پوچھنا شروع کیا۔ کہ تمہارا وہ پہلا کرایہ وار بچا کیا یک دم پتہ کیوں ہو گیا؟ اس سوال نے قہقہے بھی سہا دیا تھا۔“ زکوب نے تسلیم کیا۔ ”انہی دنوں برکر کے فرار کی خبریں موصول ہوئیں جن سے معاملہ اور پیچیدہ ہو گیا۔ اب ایک عرصہ سے ہم اس ڈر کے ماسے ہیں جیسے بیٹے ہیں کہ ایسا نہ ہو۔ وہ یہاں آکر ہمیں بھی مبتلائے مصیبت کرتے“

”خیر وہ تو جب آئے گا۔ دیکھا جائے گا“ بیٹ نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”اس وقت تو وہ معاملہ جس پر تمہارے بن سکاٹ کے پاس جانے سے پہلے گفتگو ہو رہی تھی۔ سب زیادہ ضروری ہے۔“

”یعنی تمہاری ماں کا ہجیک سمدے نے پختی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اور ساتھ ہی اپنی کرسی کو پیچھے پاس سرکالیا۔ پھر دروہو کر کہنے لگا: کیا سچ تمہاری ماسے میں بھانڈا بھڑو دے گا؟“

پہلے میرا یہ خیال نہ تھا ”میرے جواب دیا۔“ ورنہ کچھ بھی ہوتا۔ میں یہاں ٹھیرنا منظور نہ کرتی۔ مگر اب کچھ عرصہ سے میرے دل میں اس کی طرف سے تشویش پیدا ہو چکی ہے اور میں اس کی منبری سے بہت ڈرتی ہوں۔ دراصل تم کو وہ شروع سے ہی ناپسند کرتی تھی۔ رہ گئی میری محبت یہ بھی سراسر فضول ہے۔ اگر اسے معلوم ہوا کہ حکام سے اس بات کی منبری کر کے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کہ اس گھریں دو تین آدمی۔۔۔

”بس۔ بس میں سمجھ گیا۔“ جیک سمدے نے بیٹ کو خروش زمین کی طرف انگلی سناٹا کرتے دیکھ کر کانپتے ہوئے کہا۔ ”مگر کیا عجب۔ اب تم کہہ چوٹے۔۔۔“

”بے شک چوٹے نے ضرور اپنا کام کیا ہو گا۔“ بیٹ نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”اس لیے مجھے یقین ہے کہ وہ آدمی سمجھ یا پرسن بھی جے ہم نے سب آفر۔۔۔“

”ٹھیک و میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ اس آدمی کے خط کا کیا ہوا۔“ جیک نے قطع کلام

کر کے پوچھا۔ اور کاغذوں کا وہ پلندہ کہاں گیا۔ جو کیمبرج ٹریس میں اس کے مکان کے فرش سے نکلا تھا؟

”تم کاغذوں کی بات رہنے دو۔“ بیب نے تنک کر کہا۔ ”میں نے ان کو حفاظت سے رکھا ہوا ہے۔ اگرچہ امید نہیں کہ ان سے کوئی خاص فائدہ حاصل ہو۔ کیونکہ الیٹن اور اس کی بہن کی نسبت جو تحقیقات کی گئی تھی اس معلوم ہوا تھا وہ کیمڈن ٹون کے ایک نہایت اونے مکان میں رہتے ہیں۔ اور ان میں اتنی استطاعت نہیں۔ کہ ان کاغذوں کو طرہ یا شیئیں اس وقت کے بعد غیر تحقیقات کی حاجت نہیں ہوئی۔ کیونکہ امید نہیں اس عرصہ میں ان کی حالت بہتر ہو چکی ہو۔۔۔ مگر ذکر کیا تھا۔۔۔“

”ذکر تہارسی ماں کا تھا۔“ جیک سمد نے کہا۔

”بس تو اسکی نسبت میں نے ٹھیک کہا ہے کہ اپنے فائدہ کے لئے اسے بیٹی اور داماد کی حمیری سے بھی دریغ نہ ہو گا۔ ورنہ چھٹیاں جو ہم نے اُسے مکھی فٹیں۔ ان کا اس نے کچھ جواب نہیں دیا۔۔۔“

”شاید اس خیال سے ناراض ہو گئی کہ ہمارے خطروں کا ہوج ٹھیک نہ تھا۔“ جیک سمد نے کہا۔

”ناراض تو کیا ہو گی۔“ بیب نے جواب دیا۔ ”وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ ساری چھٹیاں پہلے دفتر جیل میں کھول لی جاتی ہیں۔ اس لئے ہم ایسی ہی تحریر پر مجبور ہوتے۔ بہر حال مختصر یہ ہے کہ اگر وہ مقدمہ کی سماعت کے بعد پھانسی کا حکم سننے تک زندہ رہی تو یاد رکھو ضرور ہمیں ساتھ لے مرے گی۔“

”اگر زندہ رہی بیبی؟“ جیک سمد نے پرمعنی انداز سے پوچھا۔

”یعنی یہ کہ اب اس کا زندہ رہنا ٹھیک نہیں۔“ بیب نے جواب دیا۔ ”اُس لئے اگر تم مرد ہو۔۔۔“

”کیا میں اپنی سلامتی کے لئے بھی کوشش نہ کروں گا؟“ ”رکوب نہ کہا۔“ ان اتنا

بتا دو۔۔۔“

”سنو میں سمجھاتی ہوں۔“ بیب نے جواب دیا۔ ”اماں کو جو مجھے اچھی طرح معلوم ہے تم سے اتنا نہیں جانتے۔ جتنا میں جانتی ہوں۔ جب تک مقدمہ کی سماعت نہیں ہوتی۔ وہ اس

کڑے امتحان سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ مگر جب ایک بار سہاست ہو چکی۔ اور اس کے لئے پھانسی کی سزا تجویز کر دی گئی۔ پھر کوئی طاقت اسے افشائے باز سے باز رکھ سکے گی۔
 ”آغراب کیا کرنا چاہیے؟“ جیک سیٹلے نے پوچھا۔
 ”کہا کرنا!“ اس کی بی بی نے بے صبری اور نفرت سے کہا۔ اس کے سوا کیا کیا جا سکتا ہے کہ تم۔۔۔“

اور اس نے فقرہ کا باقی حصہ دبی آواز سے شوہر کے کان میں کہا
 ”یہ کام میں کدوں؟“ جیک نے بی بی کے چہرہ کو اس طرح دیکھتے ہوئے پوچھا۔ گویا سمجھنا تھا، وہ مذاق کرتی یا میرا امتحان لینا چاہتی ہے۔
 ”اور نہیں کون؟“ شیطان سیرت عورت نے بھڑک کر کہا۔ ”جب سوال اپنی حفاظت کا ہو۔ تو انسان کو سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیے۔ برک کی فکر جانے دو وہ بات کا دہنی ہے۔ اور دوستوں کا ساتھ نہیں چھوڑنا یاد رکھو جو آدمی جتنا کڑا مزاج رکھتا، اتنا ہی دل کا صاف ہوگا۔ رہ گئے بل اور ٹم سکاٹ۔ انہیں ہم آدنی سے ملنے کے باہر بھیج سکتے ہیں سارے دسے کر شکل اس پر لہیا کی ہے۔ اسے بھی رستہ سے ہٹا یا جائے۔ تو پھر کوئی خطرہ نہیں۔“

”چیز ان ہوں تمہاری ویدوں کا کیا جواب دوں؟“ جیک۔ مارٹن نے پریشان ہو کر کہا
 ”بہر حال کل رات مجھے ایک خوفناک خواب نظر آیا تھا۔ جس کی یاد اب تک ہے چن کر رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوا کہ ہماری کالی بی بی تاحشا اوھرا دھروڑتی پھرتی ہے۔ ایک عجیب و غریب آدمی اس بی بی کی تلاش میں آیا۔ اور وہ زمین سے لٹکر باورچی خانہ میں لٹکس گئی۔ جہاں وہ میرے نیچے عین الجھ جا بیٹھی۔ جہاں چور دوڑ رہے ہیں۔۔۔“
 ”چور ڈوبی مرد ہو کر بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو۔“ بیب سیٹلے نے کہا۔

”سن تو۔۔۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا وہ آدمی اس بی بی کے پیچھے دھنچکا۔ اور اس کو پکڑتے ہوئے چور دوڑا رہا۔ اسے خبردار ہو گیا۔ بچا یک اس آدمی کی صورت دیکھنے کے سہا ہی کی طرح بن گئی۔ اور اس وقت یہاں تک میری بھی آنکھ کھل گئی۔ خیر یہ خواب تھا۔ مگر اتنا تو بہتیں بھی یاد ہو گا۔ کہ جب پرسن کے متعلق وہ آخری واقعہ ظہور میں آیا تو اس بی بی نے کیا کچھ عجیب حرکتیں کی تھیں۔ میں۔۔۔ نے بھی کہہ دیا تھا کہ میں انہیں غالباً سمجھتا ہوں۔ پھر

نہ اڑک کر اس نے بچا ایک کہا "کیوں نہ ہم فرانس کو چل دیں؟ ہتھاری ماں کا جھگڑا خود ہی
 نہٹ جالے گا۔ نہ ہمیں برکری پر وا ہوگی۔ نہ دونو بھائیوں کو وظیفہ دینا پڑے گا۔"
 اور اگر آج کل بھی پولیس نگرانی کر رہی ہو۔ تو؟ سسر بڑے نے پوچھا۔ کیا عجیب
 وہ آدمی جو کہ ایہ دار کے بھیس میں آیا تھا۔ خفیہ پولیس کا ہو۔ اور وہ کسی طرح گھر میں رہ کر سب
 حالات معلوم کرنا چاہتا ہو۔ سچ جانو کہ ہم نے آجکل فرار کی کوشش کی۔ تو ضرور کسی بہانہ
 پر پکڑے جائیں گے۔ حفاظت اسی میں ہے۔ کہ عزت دار بن کر بیٹھے رہیں۔ ابھی تک پولیس
 سغش و پنج میں ہے۔ افسر سوچتے ہیں شاید یہ کوئی نیک اور ایماندار آدمی ہوں۔ اس
 لئے ماتھے پر ہاتھ لگنے کی جرات نہیں کر سکتے۔ اور اسی لئے ہم محفوظ ہیں۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں
 وہ دن رات نقیض کر رہے ہیں۔ مگر اسی طور پر کچھ کرنے کی جرات نہیں ہوتی۔ بس میں بھاگ
 کر تنہا کاشکار بننے کی بجائے رہ کر شکلات رنچ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کم از کم
 یہ میرا خیال ہے۔ اور میرا چاہتی ہوں اس پر عمل ہے۔" یہ آخری الفاظ اس نے خاص زور سے
 کہے۔

جیک کا ان ویڈیو سے قدرے اطمینان ہوا۔ مگر پوری طرح نہیں۔ پھر بھی اس نے
 کہا۔ "اچھا اگر میں لوڈ پول گیا تو کیا پھر شبہ نہ ہوگا؟"
 "نہیں ہتھار اور پول جانا سمجھتی بات سمجھا جائیگا" بیٹے نے جواب دیا۔ "لوگ کہیں گے
 اپنی ماس سے ملے گی کہ ہے۔ کہ مل کر اگر وہ مجرم ہے تو فہمائش کرے یا بے قصور ہے تو تسی
 وے۔ کیوں ٹھیک ہے۔ نہیں، نہیں ہمسایہ میں ان بھائیوں ریاکار گنہگار فرشتوں سے
 ملتے اتنی مدت ہو گئی۔ یہ اشارہ کر کے آدمیوں کی طرف تھا۔" پھر کیا لوڈ پول جا کر اتنی بناوٹ
 نہ کر سکو گے؟ میری سسٹن تو ایک سپید رو بال لگے میں باندھ لو۔ جہرہ کو غیر معمولی لمبوتر بنا لو۔
 پھر تھاری پر نیز گاری کا اثر نہ ہو تو کہنا۔ خوش قسمتی سے جس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ گھر میں پہلے
 ہی موجود ہے۔"

یعنی کیا بڑے سڈلے نے گھبرا کر پوچھا۔
 "زہر کی کیشیٹی اور کیا؟" اس کی بی بی نے تلخ لہجہ میں کہا۔ کیا بھول گئے کہ وہ ہمیں
 ہسٹن کے اسباب میں ملتی تھی۔ وہ چونکہ فریبی اور جھلسا تھا۔ اور اسے ہر وقت اپنی
 گرفتاری کا خوف لگا رہا تھا۔ اس لئے احتیاطاً اپنے پاس رکھتا تھا۔ سیدھے خیال میں تو

اس شیشی کی موجودگی بھی ایک برکت ہے۔ ورنہ اس وقت بازار سے زہر خریدنا خطرناک تھا۔ اس کے بعد میاں بی بی میں جو گفتگو ہوئی۔ اسے طول دینا بے کار ہے۔ مختصر یہ کہ انہوں نے اس ناپاک تجویز کو ہر طرح پختہ کیا۔ اور اس کے دوسرے دن جبکہ سہلے نے ہمسایہ میں مشہور کر دیا۔ کہ میں اپنی ساس سے ملنے اور پول چارہ اہوں۔ کسی کو دہاں کچھ کام ہو۔ تو کہہ دے مگر ہمسائے ایک عرصہ سے نفرت کرنے لگے تھے۔ جس نے سنا نفرت سے منہ پھیر لیا۔ بہر حال وہ مقصد جو سہلے نے کمبوش نظر عطا۔ پورا ہو گیا۔ یعنی سب نے جان لیا کہ اور پول چارہ ملے۔ اور اگر اس پاس خفیہ پولیس کا کوئی آدمی موجود تھا۔ تو اسے بھی اسکی فکر نہ ہوئی کہ فرار ہوا جاتا ہے۔

خیر صیبا۔ یہ کیا گی تھا مسٹر سہلے اور پول کی طرف چل دیا۔ اور رات کی گاڑی میں واپس جا پہنچا۔ اس وقت ساس سے ملنا غیر ممکن تھا۔ اس لئے ملاقات دوسرے دن پر ملتوی ہوئی۔ چنانچہ اگلے دن سویرے ہی حکام کی اجازت سے مسز دیسبرگ کو دفتری میں وارد ہوا۔ بڑھیا ابھی تک چارہ پانی پر پڑی تھی۔ داماد کو دیکھا تو چہرہ پر کینہ نفرت اور بدگمانی کے آثار نمودار ہوئے۔

برق بازار انہیں چوڑ کر چلا گیا۔ تو جبکہ نے کہا۔ "اماں جان بہت دن سے تمہاری اطلاع نہ ملی تھی۔ اس لئے بریب نے صلاح دی کہ خود جا کر حال دیکھ آؤ۔"

"ہالا لاکھ میں باقی عمر میں کبھی تمہاری مغویں صورت دیکھنا نہ چاہتی تھی۔" مسز دیسبرگ نے کہا۔ "یہ تمہاری ناپاک سازش کا بھی نتیجہ ہے کہ میں خوفناک مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اور جب سوچتی ہوں... آف! آف! اضا یا میر کیا ہوگا!"

بد نصیب عورت! اُنہ کہ چارہ پانی پر بیٹھ گئی۔ اور آگے پیچھے جبر سے لگی جیل کی زندگی نے اسکی حالت بالکل ہی بدل دی تھی۔ خبیث الجبہ اور لافزار نام پہلے ہی تھی۔ مگر اب تو بدن سوکھ کر کاٹا ہو گیا تھا۔ نہ اس لئے کہ گناہوں کا تاسف پریشان کرتا تھا۔ بلکہ اس خوف سے جو منہ مڑے موت کی نسبت ہر وقت لگا رہتا تھا۔ چہرہ بھیانک اور انداز نشست اس بن بلاؤ کی طرح تھا جو اند میں بیٹھا ہو کسی اینیالے پر چھپنے کو تیار ہو۔ جیسا کہ سہلے اس کی بگڑی ہوئی صورت دیکھ کر ڈر گیا خیال آیا جو بات باربرائے کہی تھی۔ وہ ٹھیک نظر آتی ہے۔

”اماں خفاست مہ۔“ سڈلے نے جتنے الوس اوسان بجال کر کے کہا۔ ہم سے جہاں تک ممکن تھا۔ تمہاری امداد میں کو ناہی نہیں کی۔۔۔“

”جس کا نتیجہ تم اپنے سلسلے دیکھ رہے ہو۔“ مسز دیبر نے طنز سے کہا۔ ”اس وقت حالت یہ ہے کہ تم آزادی کی ہوا اکھالتے ہو اور میں قید خانہ میں بند ہوں تم زندگی کے منہ لوٹتے ہو۔ اور میں بھانسی کے سایہ میں دن گزارتی ہوں۔ مگر یاد رکھو۔“ یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں جھوکی جلی کی طرح چمکے لگیں۔ ”جو لوگ لی کرہ رم کریں۔ انہیں سزا دینی ملے گی جتنی چاہئے۔ ورنہ انصاف کہاں رہا۔ سروسٹ تو مجھی کو سبکے گناہوں کا عہدہ نبھایا ہوا رہا ہے۔۔۔“

”اماں ہم کس طرح کی باتیں کرتی ہو؟“ جیک سڈلے نے گھبرا کر کہا۔ ”ایسے کاموں میں خطرہ کا امکان ہر شخص کے لئے ہوتا ہے۔ کیا عجب یہ مصیبت جو تمہیں پیش آئی ہو چھوڑ دیا تمہاری بیٹی کو پیش آتی۔۔۔“

”تمہیں جو اتنے ڈرپوک بڈل اور کیپٹن ہو! مسز دیبر نے نفرت سے کہا۔ ”ایسی مصیبت تم پر آتی۔“ قہر سے تامل سب کا نام لے دیتے۔ ”بیب بے شک میری بیٹی ہے۔ مگر بہت خود غرض بڑی مطلب پرست۔ ان خطوں کو ہی دیکھو۔ جو تم نے میرے نام لکھے ہیں۔ اس کو دیا ہے سوا سو ہمیشہ سے تمہاری عادت کا حصہ تھا۔ اور جس کی چھوٹ بیب کو بھی لگ چکی ہے ان میں کیا رکھا ہے؟“

”مگر تمہیں سوچو۔ ہم ان خطوں میں لکھ بھی کی سکتے تھے؟“ سڈلے نے کہا۔ ”اماں سمجھاؤ جو۔۔۔“

”میری سمجھ گچھی جہنم میں! بد نصیب عورت نے جھلا کر کہا۔ ”کیا ان لوگوں کی سمجھ قائم رہتی ہے جن کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہوں؟ اور جن کے رشتہ دار ایسے خود غرض اور خود پرور ہوں؟ واہ! کیا طبع کاری ہے کہ جس وقت یہاں آنا چاہئے تھا۔ تم نے خط لکھنا کافی سمجھا۔ اور ان خطوں میں بھی کیا لکھا۔۔۔!“

”اماں تم نہیں جانتی ہو۔ پولیس ہر وقت ہمارے گھر کا میسرہ کئے رہتی تھی۔ اس صحت میں۔۔۔“ سڈلے نے کہنا شروع کیا۔

”اس صحت میں تم نہیں کیسے آئے؟“ مسز دیبر نے تنک کر پوچھا۔ ”اور پھر اس وقت

تمہارے آنے کی ضرورت بھی کیا تھی؟ ایسا کسی طرح مجھے بچا لو گے؟ کیا ہرگز کی طرح مجھے بھی اس
مخوس جیل خانہ سے آزاد کرانے؟

”ممکن ہوتا تو ہمیں اس سے بھی تمل نہ تھا۔“ سڈلے نے جواب دیا۔

”یہ اکہا؟ ممکن؟“ مسز ویر نے نفوس سے کہا۔ تمہارے لیے بڑول ڈرپوک نیکے آدمی
سے کوئی بات ممکن ہے؟ حجب چھپا کر کام کرنا اور بات ہے۔ مگر جہاں دلیری کی ضرورت ہو۔
جہاں سینہ سپر ہونا پڑتا ہو۔ وہاں تمہاری مخوس صورت کو سوں نظر نہیں آتی۔ خیر آنا ہی یاد
رکھنا کہ اگر چھانسی کی ذہبت آئی۔ تو اکیلی مرنا میں بھی قبول نہ کروں گی۔“
”اماں! اماں! زکوب سے گھبر کر گیا۔

تس رہے دو۔“ بڑھیا نے جھڑک کر کہا۔ میں اس دسارنی کی حقیقت خوب سمجھتی
ہوں۔ رفاقت انسان کو ہر حال میں عزیز ہے۔ خواہ زندگی میں ہو۔ یا موت میں۔ موتی وقت
ایسا تو اطمینان ہوگا کہ میں اکیلی نہیں رہی۔“

جیک سڈلے کا چہرہ لٹھے کی چادر کی طرح سپید ہو گیا۔ گھر اگر کہنے لگا تو... تو کیا
اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر مرنا پسند کرے گی؟

جب کسی کو میری پروا نہیں۔ تو مجھے بھی کسی کی نہیں۔ یہ بڑھیا نے بوش سے کہا
تہ محض تمہارا خیال ہے۔ ورنہ ہم نے تمہارے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ مالی امداد
بھیجی۔“

”اچھی! سو رہی! اس حکیل کو دیکھ کے لے جس کی نظریوں سے میرا کچھ بھلا نہ ہو سکتا
تھا۔“ مسز ویر نے کہا۔ اب میری یہ حالت ہے کہ تم میں سے ہر ایک سے بدلے کے کوڑی
ہوں۔ میرا نہ کوئی دوست ہے۔ نہ رشتہ دار نہ محسن ہے۔ نہ بدکار۔ نہ کارٹی بھڑاشانی
اور نہ ہی بھرنانا دو ذمے ثابت ہوئے۔ دنیا سرسبز و شمن نظر آتی ہے۔ اور ایک بھی پر
کیا موقوف ہے تمہاری حالت بھی میری طرح۔ ہتی۔ تم بھی کٹھکے سایہ میں دن گزارتے
نہیں بھی سوتے جاگتے جلاد کی رسی لپٹے کا احساس ہوتا نہیں بھی شب دوز موت کسی
جاندار وجود کی طرح دکھائی دیتی تو جیک سڈلے تمہاری حالت مجھ سے ہزار گنا ابتر
ہوتی۔ آف! ایسی پریشانی میں انسان کا پاگل ہو جانا بالکل معمول بات ہے۔“

یہ کہہ کر بڑھیا عدت چہرہ جوڑنے لگی۔ جیک نے سمجھا کہ بات بڑھ گئی۔ مسز ویر کی

دیلیں لاجواب تھیں۔ اس لئے حیران تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے، طبیعت سخت بے قرار ہوئی اور اضطراب نے یہاں تک شدت اختیار کی کہ ڈرایہ عورت ہر قدم کے آتے ہی یہ نہ کہہ دے۔ یہ آدمی بھی میرے جرم میں شریک تھا۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ آخر بڑھیلے ہی کہا۔ جبیک اب تم میرے پاس کیوں آئے ہو؟ اگر تمہارا آگاہی طبع میری امداد کے لئے ہوتا۔ اگر میں جانتی تم مجھے اس شخص سے چھٹکارا دینے کے لئے آئے ہو۔۔۔“

اماں میں تو ہر طرح تمہاری مدد کے لئے تیار ہوں۔“ مذکورہ نے جلدی سے کہا۔
بتاؤ کونسی چیز دیکھا ہے میں اسے خدا ہیا کروں گا۔ ریتی۔ لاہے کی سلاخ۔ رتی کا زینہ جو چیز مانگو۔۔۔“

بیوقوف اتنا نہیں جانتا کہ کبھی ایسی بڑی عورت جس کے وجود کا محض سایہ باقی رہ گیا ہے۔ اس کہن سالی میں کیونکر وہ کام کر سکتی ہے جسے برکرا یا قوی سیکل آدمی بخس کر سکا۔ مسرور میرے نفرت اور حسد سے کہا۔ نہیں یہ چیزیں مجھے جیل کی چاب دیاری سے نکلنے میں کچھ مدد نہیں دے سکتیں ماں ایک نئے ایسی ہے جو مقدمہ کی سماعت حکم سننے کی آغوش اور اس کے عمل میں آنے کے خوفناک منظر سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ وہی چیز مجھے اس دیوانگی سے محفوظ رکھتی جس میں جب نہیں میرے منہ سے اپنی بیٹی کا نام بھی نکل سکا۔ اور وہ چیز۔۔۔؟ سڈلے نے مری ہوئی آواز سے پرشوق ہمیں پوچھا۔

مسرور میرے عورتی دیر اس کے چہرہ کو بنور دیکھا۔ پھر ایک لفظ۔۔۔ صرف ایک صاحب کی چھٹکارا کی طرح اکوندے نکلا۔ جس نے اس کے داماد کو بھی جو بدترک اس لفظ کو سننے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔ چومکا دیا۔
اور وہ لفظ تھا۔۔۔ نہر!۔

اماں بچ کہتی ہو؟“ مذکورہ نے بڑھیا کا بازو مضبوط دیکر اس کے چہرہ کو تھکے تھکے پوچھا۔

”ماں! اس نے جواب دیا۔ پھر فوراً ہی انداز محاورت سے کہنے لگی۔ مگر تم سے اس کا ذکر فضول مقارین دیکھتی ہوں۔ تمہارا کمرزد دل۔۔۔“

اماں بدگمانی مذکورہ سے نہیں جانتی ہو۔ جس چیز کی تمہیں ضرورت ہے وہ اس

وقت میرے پاس موجود ہے۔ زرکوب نے آہستہ سے کہا۔

”کیا... نہ پر قہار ہے اس... موجود ہے“ بڑھیا نے بے چینی سے پوچھا۔ اور اس کی آنکھوں میں ایک غیر معمولی چمک پیدا ہو گئی۔ ”تہیں غیر ممکن ہے۔ تم ضرور مجھے دھوکا دے رہے ہو۔“

”تہیں میں دھوکا نہیں دیتا۔“ سڈلے نے کہا۔ ”کیا تہیں جانتی ہو کہ ہم بھی... بیب اور میں کئی طرح کے خطروں میں گھسے ہوئے ہیں۔ ہر وقت اپنی سلامتی کا ڈر رہتا ہے مگر ہماری تیاری مکمل ہے۔ ہم نے عہد کر لیا ہے کہ مرنا ہو گا۔ تو بھانسی پر ٹک کر نہ مریں گے تہیں وہ شیشی باد ہے...؟“

”کیا وہ جو پرسٹن کے اسباب میں بھی تھی؟“ مسز ویبر نے ستون سے پوچھا۔

”ہی۔ وہ ہر وقت میرے پاس رہتی ہے۔ مگر اس کا زہر صرف آدھا رہ گیا ہے۔ باقی نصف بیب کے پاس رہتا ہے۔“

”آہ! شیشی کیا مجھے نہ دے گے؟“ بد نصیب عورت نے اس طرح اذازالہ کہا۔ ”گو پا کوئی بھوک کی عورت پیٹ بھرنے کو روٹی مانگ رہی ہے۔ وہ نصف حصہ جو تم نے اپنے لئے رکھا ہو ہے مجھے دے دو۔ میں سمجھوں گی تمہارے اندر واقعی فیاہنی کا جوہر ہے۔“ زرکوب نے دکھاوے کے لئے تھوڑا تال کیا۔ مگر یہ تال ایک ٹمبی بھی اور ہت تو مسز ویبر بھی کی شیرنی کی طرح جھپٹ کر زہر کی شیشی زبردستی چھین لیتی۔

خوش قسمتی سے اس کا موقع نہیں آیا۔ کیونکہ سڈلے نے فوراً شیشی پیش کر کے کہا۔ ”تم جانو لے لو۔“

بد نصیب عورت نے غیر معمولی سرعت کے ساتھ زہر کی شیشی لے لی۔ اور خوش ہو کر کہنے لگی۔ ”اوہ! چانسی کی رسی اور جلا دے ہاتھ سے بچنے اور تماشائیوں کی حریص نظروں سے محفوظ رہنے میں کیا فرہ ہے!“

جبکہ سڈلے نے آگے بڑھ کر بڑھیا کا ہاتھ پکڑا۔ ”اوہ! جس سے کہنے لگا۔ اماں! جاؤ نہ کرو۔ اس زہر کو دو تین دن گزرنے سے پہلے اسے تال کر دو۔ تو میں ناحق بیٹا جاؤں گا۔“

”تہیں! میں کسی کو ساتھ لینا نہیں چاہتی۔ مسز ویبر نے جواب دیا۔ ”اپنی عمر میں تم نے ایک بار میری جی خدمت کی ہے۔ میں چانسی کی خوفناک موت سے بچ جاؤں گی۔“

بس جاؤ۔ میں ان عورتوں میں سے نہیں ہوں۔ جو بکیاں لے لے کر سگے ملتی۔ اور رو رو کر
الوداع کہا کرتی ہیں۔۔۔ بگڑاؤ رکھو۔ اب بیسے یہ دکھنا کہ تمہاری ماں نے حالت جوش میں تمہیں
بھی شریک کرنے کی دیکھی تھی یہ غیر ممکن تھا۔ اور میں نہ ہمارا یہاں نہ کر سکتی۔ الفاظ محض جوش
میں منہ سے نکل گئے تھے۔

اتنا کہہ کر اس نے داماد کو رخصت کا اشارہ کیا۔ مسٹر سٹیل نے وہ وارڈ میں بچی
ہوئی دنیا سی گھر کی کھول کر برقعہ ناز کو آواز دی۔ اس نے دروازہ کھولا۔ اور جیک سمڈا
کو باہر نکال دیا۔

باب ۹۱

تہ خانہ

سمڈے اور مسز ویبر کی ملاقات کو پانچ چھ دن گزر گئے۔

رات کا وقت تھا۔ اور جیک کی سخت گیر لی بی باربرا اپنے مکان کی نشست گاہ میں
بیٹھی ہوئی۔ شراب پی کر جیک کی کامیابی کے سوال پر غور کر رہی تھی۔ جیک نے مسز ویبر
کو زہر پہنچانے کی اطلاع ایک خط کے ذریعہ بھیج دی تھی۔ مگر یہ جتنی اس نے اس احتیاط سے
کھمی کہ باوی انٹریس کوئی شخص جو صبح راز سے واقف نہ ہو۔ نص مضمون سے آگاہ نہ ہو سکا
تھا۔ چونکہ اندیشہ تھا یہ جتنی کسی طرح پولیس کے ہاتھوں میں نہ جا پڑے۔ اس لئے جدوجہد
سے چنے میاں لی بی نے چند خفیہ لفظ طے کر لئے تھے۔ اور فیصلہ یہ تھا کہ اگر جیک مسز ویبر
کو زہر پہنچانی شیشی پہنچانے میں کامیاب ہو گیا تو کن لفظوں کے ذریعہ اطلاع دے گا۔ اور
ناکام رہا تو کن میں۔ اب باربرا کے نام جو خط موصول ہوا۔ اس میں کامیابی کا جملہ ہی درج تھا
جو کہ نص مضمون ایسا تھا کہ کسی متقی پرہیزگار شخص نے دفتر بند نصیحت کھول رکھا ہے۔
جیسا ہم نے بیان کیا مسز سمڈے اس وقت شراب پینے اور شہم کی کامیابی پر غور
کرنے میں مصروف تھی۔ رات کے نو بج چکے تھے۔ اور وہ نوکرانی جو دن کا کچھ حصہ کام کرنے
آتی تھی۔ یہ معلوم کر کے کہ اب کوئی کام باقی نہیں۔ رخصت ہو چکی تھی۔ گویا اس وقت گھر میں
مسز سمڈے اکیلی ہی تھی۔ وہ جی حوصلہ مند اور دلیر صحت تھی۔ مگر آج نا معلوم کس نے

لو کہانی کے جانے پر دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر اس کا دل بے اختیار بیچھڑ گیا۔ ہرچہ مہمان یا فرضی خطروں کی قائل نہ تھی۔ پھر بھی اس وقت جو احساس ہوا۔ وہ بہت ناگوار تھا۔ اور وہ انتہائی کوشش کے باوجود اسے رفع کرنے سے قاصر رہی۔ اس مطلب کے لئے اس نے زیادہ مقلد میں شراب بھی پی۔ مگر کسی وجہ سے آج اس آتش سیال میں بھی ہمت افزائی کی بجائے حوصلہ فرسائی کا اثر پیدا ہو چکا تھا۔ جتنی زیادہ پیتی تھی۔ اسی قدر بے چینی اور اضطراب بڑھتا تھا۔ آج تک وہ اپنے شوہر کو نفرت و حقارت سے دیکھنے کی عادی تھی مگر آج رہ رہ کر خیال آتا تھا کہ اس وقت یہاں ہوتا تو خوب تھا۔

یہ ایک مکان کے پچھوڑے کچھ آواز سنائی دی۔ اپنی عمر میں پہلی بار اس آواز کو سن کر بیب سمیٹ لے اتنی ڈری کہ اکٹھا محال ہو گیا۔ آخر بڑی ہمت کر کے اٹھی۔ مگر چھپے ٹری تو یہ دیکھ کر چونک گئی کہ گھر کی موٹی تاری کالی بلی ایک کرسی پر بیٹھ کر تیز سبز آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہی ہے۔ بلی دیکھ کر بیب کے دل میں اس رات کا خوفناک واقعہ تازہ ہو گیا۔ جب پرسن کے قتل پر اس منحوس نے جیک کو سہا دیا تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر بیب بھی ڈر کر دو قدم ہٹ گئی۔

اتنے میں پھر وہی آواز سنائی دی۔ مگر اب اتنی صاف تھی کہ معلوم ہو گیا۔ کوئی بھی دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے میرے جلتی ہوئی شمع مآخذ میں لے کر وہ دروازہ کھولنے لگی۔ رستہ میں دل سے کہنے لگی۔ ”یہ شخص بل سکاٹ یا ٹم سکاٹ دونوں سے کوئی ہے یا ممکن ہے خود بر کر ہی آ گیا ہو۔۔۔ یا ہو سکتا ہے۔“ اس نے انتہائی صورت میں تسلیم کیا۔ جیک کسی مصیبت میں پڑ کر اس رستہ آیا ہو۔ بہر حال اتنی رات گئے ان کے علاوہ اور کوئی اس رستہ نہیں آ سکتا۔“

دروازہ کھولا تو بر کر کی خوفناک صورت دکھائی دی

جو کہ وہ اس کی آمد کے لئے تیار تھی۔ اس لئے خوف زدہ نہ ہوئی۔ اور اسے مکان میں داخل کر کے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔ پھر منہ سے ایک لفظ تک کہے بغیر اسے اپنے ساتھ کمرہ نشینت میں لے گئی۔ جو کہ بند کھڑکی میں شیشوں کے آگے پردے تھے ہوئے تھے۔ اس لئے باہر سے کسی شخص کا بر کر کی موجودگی سے خبردار ہونا غیر ممکن تھا۔ کمرہ میں آنے ہی اس نے بے تکلفی سے بیب کا گلاس لبالب شراب سے بھرا اور اسے لہجہ

پئی گیا۔ ایسا کرتے ہوئے صرف ایک بار آنکھ کی حرکت کے سوا اس نے ذائقہ کی تلخی یا مقدار کی زیادتی کا اثر بالکل ظاہر نہ کیا۔ پھر اطمینان سے بیٹھ کر کہنے لگا۔ ”کیجیے سب میں پھر لندن آ پہنچا گو خدا اجانتا ہے اس وقت بدن کا ہر حصہ تھکا ہوا اور اعضا میں سخت درمہ ہے۔ اور پھر اس کا بھی اطمینان نہیں کہ اس آزادی کا مزہ بہت دن لے سکوں گا۔ جو ہر انسان کا قدرتی حق ہے۔“

”مگر اس دقت آئے کہاں سے ہو؟ مسٹر سڈلے نے جو اس عرصہ میں برکری پریشانی اور تھکن کو اچھی طرح دیکھ چکی تھی۔ پوچھا۔

”تم پوچھتی ہو میں اس دقت کہاں سے آیا ہوں۔ آہ! یہ بڑا مشکل سوال ہے۔“ برک نے تلخ لہجہ میں کہا۔ ”گزشتہ چند دن کے عرصہ میں مجھے بے شمار مقامات میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ان میں سے کس کس کو گنواؤں۔ کبھی خندق یا کھائی میں پناہ لی۔ کبھی کسی کھلیان میں پھوس کے ڈھیر پر پڑ رہا۔ کبھی کھیتوں یا جنگلوں میں کوئی محفوظ مقام جہاں ایسا آدمی جس کی گرفتاری کے لئے سو لوند انعام کے اشتہار جا بجا جپاں ہوں۔ چھپ سکتا ہے نظر آیا۔ تو اسی کو اپنے لئے غنیمت سمجھا۔ بس ایسے ہی مقامات میرے مسکن تھے۔ اور وہیں سے میں اس وقت آ رہا ہوں۔“

فصاحت و بلاغت کے اس عجیب نمونہ کے بعد برک نے قریباً ایک منٹ مسٹر سڈلے کے چہرہ کو گہری نظر سے دیکھا۔ گویا یہ کہنا چاہتا تھا۔ ”کیوں کیسے رہے؟“ پھر پانی پٹی ہوئی شراب کا ایک اور گلاس ہاتھ میں لے کر اُسے پہلے سے کم تیزی رفتار کے ساتھ پینا شروع کیا۔ ”شائد بھوکے ہو گے؟“ مسٹر سڈلے نے ہمدردی سے پوچھا۔

”آہ! ہمتیارے کہنے سے یاد آ گیا کہ میں نے کئی روز سے کچھ نہیں کھایا۔“ برک نے جواب دیا حالانکہ ایک لمحہ پہلے میں سمجھتا تھا۔ کہ منہ میں سیال چیر کے سوا کسی کی گنجائش نہیں۔ ۱۰ غری کھانا جو میں نے کھایا۔ وہ ایک لڑکے کے ہاتھ سے چھینا تھا۔ جو کھیتوں میں کام کرتا اور روٹی اور پنیر کھا رہا تھا۔“

مسٹر سڈلے نے باورچی خانہ میں جا کر بہت سا سرد گوشت روٹی اور اچار نکالا اور ان چیزوں کو لاکر برک کے سامنے رکھ دیا۔ مقدار اتنی تھی کہ اوسط ہاضمہ کے چھ آدمیوں کے لئے کافی ہوتی۔ مگر برک اکیلا ہی سب چٹ کر گیا۔ مسٹر سڈلے نے ایک گلاس اوندھالا

جس کے بعد دونوں ملکر شراب پینے لگے۔

”ذرا وقفہ ملنے پر برکے نے پوچھا۔ ”آج جیک نظر نہیں آتا۔ کہیں باہر گیا ہے؟“
 ”ہاں اور پول گیا ہے۔“ مسٹر بیڈل نے جواب دیا۔ اور اس سلسلے میں اس نے سفر کا مقصد بیان کر کے اس کی کامیابی کی بھی اطلاع دی۔

”والہ۔ اب کی بار تو جیک نے اپنے کو بڑا صاحب ہمت ثابت کیا ہے۔“ برکے نے خوش ہو کر کہا۔ ”مگر کھلم ہو چکا تو اور پول بیڈل سے کی کیا حاجت تھی؟“
 ”شائے خیال سے پھیر گیا۔ کہ وہاں کے پادری اور لوگوں سے مل کر کچھ مذہبی باتیں کرے کہ کسی کے دل میں اس کی آمد پر شبہ پیدا نہ ہو۔“

”آہ! اس فن میں جیک ہم سب کا استاد ہے۔“ برکے نے انداز توصیف سے کہا۔

”اگر وہ اس کام کے بعد فوراً ہی آجائے۔ تو شہر ہوتا کہ اسی نے اماں کو نہ پہنچایا۔“ میب نے جواب دیا۔ ”اب دو تین دن بیٹھے گا رشتہ کی لوگوں سے ملیگا۔ ان سے کہیگا خدا معلوم غریب عورت سچ محرم ہے یا محض حالات کا شکار۔ تو سب لوگ اٹا اس سے ہمدردی کہیں گے۔“
 ”بھنڈا یہ چالاکی خوب رہی!“ برکے نے جس کا منہ گوشت اور روٹی سے بھرا ہوا تھا۔ کہا
 ”اس فن میں میرا دوست جیک سب سے خاص مہارت رکھتا ہے۔“

”بس یہی وجہ اس کے اور پول پھرنے کی ہے۔“ میب نے کہا۔

”ارے! پر آج اس بلی کو کیا ہو گیا؟ بے طرح گھور رہی ہے۔“ برکے نے بیکار کہا۔

”عورت ان لفظوں سے چونک گئی۔ اور تھوڑی دیر پہلے جو تشویش اس کے دل میں پیدا ہوئی تھی۔ پھر تازہ ہو گئی۔ مگر اپنے اندیشوں کو چھپانے اور برکے کی نظروں میں کمزور ثابت نہ ہونے کے خیال سے اس نے جلد ہی اپنا چہرہ سکون پذیر کر کے اطمینان سے کہا۔ کچھ نہیں بلی کی عادت ہے کہ اسی طرح دیکھا کرتی ہے۔“

”خیر تو اگر میری بلی ہوتی تو میں ضرور اسے زہر دے کر مار دیتا۔“ برکے نے کہا۔ ”اچھا یہ تو

بتاؤ! آجکل کاروبار کا کیا حال ہے۔ غالباً میرے فرار کا حال تم نے سنا ہو گا؟“

”وہ سب میں نے اخباروں میں پڑھ لیا تھا۔“ عورت نے جواب دیا۔ ”لندن کا حال تو پہلی خبر یہ ہے کہ جب سے تم گئے ہو ہم تمہارے دونوں شاگردوں کو ایک پونڈ ہفتہ وار میٹے رہے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ میرے خیال میں خفیہ پولیس کے آدمی ہر وقت ہمارے مکان

کا رخسار کے رہتے ہیں۔۔۔“

”تیرا بھلا ہوا“ برک نے گھبرا کر کہا۔ ”مگر کیوں بیب۔۔۔“

الغافل اس کے منہ میں تھکے کرکشی نے صدر و دروازہ پر زور کی دستک دی۔ اس تحکمانہ آواز سے ڈر کر بیب سہلے اور برک دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”ضرور کوئی خرابی پیش آیا جا رہی ہے۔“ بیب نے جلدی سے کہا۔ ”تیرا دل کہہ رہا ہے۔“
 ”خدا حافظ میں کچھلے دروازہ کی راہ سے رخصت ہوتا ہوں۔“ برک نے کہا۔ ”اے پرہیزگار! وہ فوراً ہی ترک کر کہنے لگا۔“ اگر پولیس کے آدمیوں کی دستک ہے۔ تو ضرور کچھ لوگ چھپا کر بھی کھڑے ہوں گے۔ گویا وہ رستہ بھی بند ہے۔۔۔ اب میں حیران ہوں۔ کہ کیا کر دوں۔ اور کہاں چھپوں؟۔۔۔ مگر بیٹرو۔ میں چورہ دروازہ کی راہ سے تہ خانہ میں اترتا ہوں کوئی بوجھے کہ دروازہ کھولنے میں اتنی دیر کیوں ہوئی۔ تو کہہ دینا سو رہی تھی۔ آواز نہیں سنی غرض جس طرح ممکن ہو ملنے کی کوشش کرنا۔“

اس کے سوا چارہ بھی کیا ہے؟

جیسا ناظرین سمجھ گئے ہوں گے۔ یہ گفتگو جلد جلد دہلی آواز سے ہوئی تھی۔ اور اس سے بہت کم عرصہ میں ختم ہو گئی۔ جتنا ہمیں تحریر میں صرف کرنا پڑا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد دونوں نشستگاہ سے باہر نکلے۔ بیب نے ایک ماتحت میں شیخ لے لی۔ اور دوسرے سے لوگوں کو ہارنگی سے محفوظ رکھنے کے لئے سہا کر لیا۔ باورچی خانہ میں اتر کر انہوں نے میز اور اس کے نیچے رکھا ہوا دری کا ٹکڑا اٹھایا۔ پھر چورہ دروازہ کھولا۔ اور ہر تیز چلتا تہ خانہ میں اتر گیا۔ بیب سہلے لے وہ جگہ فوراً ٹھیک کر دی۔ اور میز پر نین چار برتن اور چھریاں کانٹے وغیرہ اس طرح پھیلا دیے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ یہ عرصہ سے اسی طرح بڑی ہے۔ پھر دوڑ کر اوپر کی منزل پر گئی۔ اس اثنا میں دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پہلے سے تیز ہو چکی تھی۔ حالانکہ پہلی آواز کو بہ مشکل تین منٹ کا عرصہ ہوا تھا۔

بیب سہلے نے بانا۔ آج اسان قائم رکھنے اور انتہائی حرم و احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ باورچی خانہ سے نکل کر جہاں تک ممکن تھا۔ اپنے چہرہ کو سکون دیا۔ اور شیخ ماتحت میں لیکر دروازہ کھول لے گئی۔ کوڑا کھلتے ہی ایک موٹا دروازہ قاسم آدمی جھٹ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک شخص اور تھا جسے مسٹر سہلے لے پہچانا کہ وہی ہے

جو چند دن پہلے مکان کا خالی حصہ کرایہ پر لینے آیا تھا۔ اس نے حتی الامکان اضطراب دہا کر جلدی سے کہا: ”شب بخیر صاحبان۔ شاید آپ سٹر سٹالے سے کسی کام کے لئے ملے آئے ہیں۔ مگر افسوس وہ گھر نہیں ہیں۔“

”کیا سچ کہتی ہو؟“ اسی لمبے موٹے آدمی نے سوال کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی منسٹر سٹالے کے چہرہ کو نظر محسوس سے دیکھا۔

”بھلا آپ سے جو شہ کھنے میں کیا فائدہ تھا؟“ عورت نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ جو حقیقت میں راست بھی تھا۔ صاحبان وہ کئی روز سے لور پول گئے ہوئے ہیں اس لئے اگر آپ کو زر کو بی کے متعلق کچھ کام ہو تو۔۔۔“

”ٹھیک دو روزہ بند کر دو۔“ موٹے آدمی نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا: ”پھر منسٹر سٹالے کے ساتھ نشستگاہ کی طرف جاتے ہوئے اس نے کہا: ”میم صاف کیجیے۔ یہ وقت بھی تکلف کا نہیں ہے۔ اس لئے میں صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم پولیس کے آدمی ہیں اور تمہارے شوہر کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔“

پولیس!۔۔۔ میرے شوہر کو گرفتار کرنے کے لئے! منسٹر سٹالے نے اس قدر مصنوعی بدحواسی سے کہا۔ گویا اس بیان پر کسی طرح یقین نہ آسکتا تھا۔

”ماں اسی لئے۔“ ادھر میں یقین ہے کہ اسے بہت جلد گرفتار بھی کر لیں گے۔“ انفر مذکور نے کمرہ نشست کی میز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ”سوچو تو۔ اتنی رات جا چکی ہے مگر کھانے کی چیزیں اب تک میز پر رکھی ہوئی ہیں۔ دسترخوان غائب، سلیقہ مفقود اور شراب پینے کے دو گلاس سلئے ہیں۔ نہیں میم ہمیں بیوقوف نہ بنائے۔ آپ کا شوہر ضرور گھر پر ہے۔ اور ہم اسے تلاش کے بغیر نہ جاتیں گے۔ ہمارے دو آدمی پھلی طرف کھڑے ہیں اور ٹام صدر دروازہ کی نگرانی کرے گا۔ گویا اس کے بچاؤ کی اب کوئی مصورت باقی نہیں۔ اس لئے۔۔۔“

”الہی میرے عزیز شوہر نے ایسا کیا جو تم کیلئے!“ منسٹر سٹالے نے بارالم سے نڈال کر کہا: ”مگر نہیں صاحبو۔ جو آپ کہتے ہیں وہ غیر ممکن ہے۔ میرا جیک تو بڑا متقی پریمر گارڈ کم سن بچوں کی طرح معصوم ہے۔۔۔“

نہیں افسوس سے اطلاع دینی پڑتی ہے۔“ خفیہ پولیس کے انسر نے۔ کیونکہ نوادہ یہی

تھا۔ سسر سڈلے سے کہا۔ ”اپ کی ماں اب زندوں کی دنیا میں باقی نہیں۔ کیا آپ کو یہ خبر پہنچ چکی ہے؟“

”میری ماں اب زندہ نہیں!“ سسر سڈلے نے رنج و حسرت سے پریشان ہو کر کہا۔ ”کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اتنی سی دیر میں مقدمہ کی سماعت بھی ہو چکی۔ اور... اور... انہوں نے اس کو...“

”پچاسی پر بھی لٹکا دیا۔“ افسر پولیس نے اطمینان سے نفترہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ ”نہیں یہ نہیں ہوا۔ وہ دراصل جلاد کے ماتھے سے بچ گئی... صاف لفظوں میں کل رات اس نے زہر کھایا۔ اور آپ کا شوہر آج صبح کی پہلی ٹرین میں بور پول سے لندن کو روانہ ہوا۔ ہم نے اسی وقت تاڑ پھینکا۔ اسے روکنے کی کوشش کی تھی۔ مگر وہ یوسٹن سکور کے سیشن پر دم آخر پنج کر چکل گیا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس حلیہ کا ایک آدمی اس ٹرین سے آیا ضرور تھا۔ پس وہ ضرور یہیں ہو گا۔“

”افسوس میری غریب ماں۔“ سسر سڈلے نے ہکیاں لیتے ہوئے کہا۔ ”مگر افسر صاحب اتنا تو سوچے میرے معصوم شوہر کا...؟“

”اس معاملے سے کیا تعلق ہو گا۔“ افسر مذکور نے کہا۔ ”بات یہ ہے کہ اسی نے اس کو وہ زہر مہیا کیا تھا۔ جس سے بڑھیا ہلاک ہوئی۔ اس کے سوا اور کوئی یہ کلام نہ کر سکتا تھا۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ کہ میرا جیک ہرگز ایسی ناپاک حرکت نہیں کر سکتا وہ غریب تو میرے اصرار پر صرف اس لئے اماں سے ملنے گیا تھا۔ کہ اگر اس نے غلط راستہ اختیار کیا ہے۔ تو صبح راہ پر لانے کی کوشش کی جائے...“

”بس بس! ایسی باتیں ہم اہلکاران پولیس کو گمراہ نہیں کر سکتیں۔ ٹام ایک آدمی اور اندر بلاؤ۔ اور تم میرے ساتھ آؤ۔“ صاف کرنا میٹیم ہم اپنا فرض ادا کرنے پر مجبور ہیں۔ آپ کے لئے شوہر کو چھپانا قدرتی ہے اور ہمارے لئے تعقیب اور خانہ تلاشی۔ اس موقع سے کام لینے کی اجازت دیجئے۔“

”بیس سڈلے غم سے بے حس ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور اب اس طرح آگے پیچھے ہل رہی تھی۔ گویا دنیا میں اس کے لئے تسکین کا کوئی ذریعہ باقی نہیں۔ بظاہر اس نے افسر پولیس کے الفاظ بھی نہ سنے تھے۔“

دراز قامت سرخ راس نے جلتی ہوئی شمع اٹھالی اور نام کو ساتھ لئے عقبی کمرہ میں داخل ہوا سو کیا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ زینہ کی راہ سے اوپر جا کر سب کمروں کی دیکھ بھال کی۔ بے سود۔ وہاں آ رہے تھے تو رستہ میں سیب بی۔ کہنے لگی۔ صاحبو آپ نے دیکھ لیا۔ میرا غریب شوہر گھر پر نہیں ہے۔ کاش ہوتا کہ آپ کی غلط فہمی رفع کر سکتا۔ خیال تو کیجئے ایسا زائد ہمارا ایسا متقی و پرہیزگار آدمی جو گر جا کا رکن اور اس بند شہری ہے۔ ایسا مجرما فعل کرے ایسے ممکن ہے؟ بہر حال میں آپ لوگوں کی احسان مند ہوں کہ فرض ادا کرتے ہوئے اول سے آخر تک حسن سلوک کا خیال رکھا۔ اس لئے درخواست کرتی ہوں کہ اگر کام ہو چکا۔ تو ایک لمحہ کو میرے کمرہ میں تشہ بہت لائے۔ کہ رفع کسل کا چوڑا سا ٹھاس پیش کر کے آپ کی تواضع کر سکوں۔

”ٹھیکر میسر آ بھی ہمارا کام باقی ہے۔“ دراز قامت افسر نے جو بہت پابند فرض معلوم ہوتا تھا۔ جلدی سے کہا۔ سبلی منزل میں کچھ مقامات رہ گئے ہیں۔ تو کام ان کو دیکھ لیں۔“ ”دیکھ لیجئے۔ دیکھ لیجئے۔“ سیب سہلے نے قابل تعریف انداز سے اوسان بجالا رکھ کر فکر و تشویش کو افسردگی کے پردہ میں چھپاتے ہوئے کہا۔ ”امید ہے وہاں بھی آپ کا اطمینان ہو جائے گا۔ پھر تو آپ میری درخواست منظور کرینگے۔“

دونوں بچے اتر گئے اور سیب سہلے اس بہانہ ساتھ ہوئی کہ باورچی خانہ سے ان کیلئے ٹھاس لانا چاہتی تھی۔ اس کا عمل ایسا قدرتی اور تمثیل اتنی مکمل تھی کہ خود اہلکاران پولیس کو اس کے شوہر کی موجودگی کی نسبت شک ہونے لگا۔ مگر چونکہ بہانہ یہ آدمی تھے۔ اور کئی طرح کے مجرموں سے سابقہ پڑ چکا تھا۔ اس لئے یہ بھی جانستے تھے کہ ایسی چالیں بہاؤ ذات پولیس کو گمراہ کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ پس تحقیقات کو مکمل کرنا اپنا فرض جانستے تھے۔

زینہ سے اتر کر تینوں باورچی خانہ میں پہنچے اس جگہ کے دو حصے تھے۔ ایک اگوارہ جہاں کھانا بکھتا تھا۔ دوسرا عقبی حصہ جہاں برق صاف کئے جاتے تھے۔ سب سے پہلے انہوں نے سامنے حصہ کی تلاشی لی۔ الماریاں کھولیں اور تاریک کونوں کی دیکھ بھال کی۔ مگر بے سود اس کے بعد عقبی حصہ میں چلے گئے۔ مگر جیک سہلے وہاں بھی نہ ملا۔ افسروں نے ایک دوسرے کی طرف بے چین نظروں سے دیکھا۔ بظاہر کہنا چاہتے تھے کہ عورت بھی تھی۔ ہم نے ناسخ وقت صاف کیا۔

بیب سڈلے نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ کربے اضطراب کو ظاہری سکون میں چھپا کر باطن میں دوڑتی۔ ظاہر میں ہنستی کہنے لگی۔ اب تو آپ کا اطمینان ہوا؟ آئیے ٹھکانہ دور کرنے کو اب تو کچھ پیش کروں۔

”ایک لمحہ اور ٹھہرو۔“ دراز قامت سر اعرساں نے کہا۔ ”بھلا اس جگہ یہ دی کا ٹکڑا کیا کلام دیتا ہے؟“

یہ کہتے ہوئے اس نے زرکوب کی بی بی کو نظر تجسس سے دیکھا۔ مگر عورت نے اس نگاہ کا مقابلہ بڑے استقلال سے کیا۔ مجال نہیں کہ آنکھ جھپکی۔ یا کوئی عضو کانپا ہو۔ افسر پولیس نے درمی کے ٹکڑے کو ٹھکر ماری۔ مگر اس کے چاروں گوشوں نے چونکہ اس میز کے پایوں میں دبے ہوئے تھے۔ جو چور دروازہ کے عین اوپر رکھی ہوئی تھی۔ اس لئے نہ ہلا۔ اس وقت سر اعرساں کی تیز آنکھوں نے معلوم کیا۔ کہ میز پر پرتن رکھنے کا انداز قدرتی نہیں مصنوعی ہے۔ اس لئے ضرور اس میز اور درمی کے ٹکڑے میں کوئی راز ہوگا۔ پس اس نے میز کو کھینچ کر پرے ہٹا دیا۔ درودیدہ نظر سے پھر ایک بار عورت کی طرف دیکھا۔ خیال ہوا۔ کہ ایک لمحہ کے لئے اس کی آنکھوں میں بے بسی کی چمک پیدا ہو گئی۔ لیکن اگر واقعی بیب سڈلے نے اس درودیدہ سے اپنے دلی اضطراب کو ظاہر ہونے دیا۔ تو یہ ایک عارضی کمزوری تھی جس کی بنا پر صبح کے قائم گونا گونا دشوار تھا۔ خیر اس نے درمی کے ٹکڑے کو پرے کھینچا۔

نیچے ایک بنہ چور دروازہ نظر آیا۔ اسکی لکڑی پر پاؤں مار کر کہنے لگا۔ ”مٹا دیکھنا یہ چیز بالکل نئی ہے۔“

لکڑی کے اندر سے جو کھوکھی آواز پیدا ہوئی۔ اس نے ان کے شکوک کو اور مضبوط کیا۔ دو فونے ملکر دروازہ کھولا تو کچھ اس طرح کی آواز سنائی دی جیسے کوئی جنگلی جانور تیز دوڑتا ان کی طرف آ رہا ہو۔ افسران پولیس ڈر کر ہٹ گئے۔ اس کے ساتھ ہی عورت کے منہ سے جس نے اب تک قابل تعریف استقلال سے اوسان بجال رکھے ہوئے تھے خوفناک چیخ نکلی۔ معلوم ہوا۔ کالی ملی زینہ کی راہ سے دوڑتی ہوئی آئی۔ اور دیوانوں کی طرح کمرہ کا طرف کے پھر زینہ کی طرف بھاگ گئی۔

زرکوب کی بی بی کا چہرہ زرد ہو گیا۔ دراز قامت سر اعرساں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”خال منحوس ہے۔“

”تو تم! میں کتنا ڈر گئی۔“ بیب سڈلے نے کوشش سے پھر اوسان بجال کر کے کہا۔ بڑی مسکین ہلی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے آپ لوگوں کو دیکھ کر ڈر گئی۔ رہا یہ دروازہ تو یہ کچھ انوکھی بات نہیں۔ اس کے اندر ایک پرانا کمنوس ہے۔۔۔“

”جس میں اترنے کے لئے سیڑھیاں بھی موجود ہیں۔ کیوں؟“ ستر اعدواں نے طنز سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ مذاق کرتے ہوں گے۔ مگر واقعی اس اندارہ میں کچھ سیڑھیاں موجود ہیں۔ جن کا پچلا حصہ ٹوٹ چکا ہے۔ اگر آپ کو خوف نہ ہو۔۔۔“

”کیا ڈوبنے کا؟ نہیں میں ہم پولیس کے آدمی اس آسانی سے نہیں مرتے اس کے علاوہ ان کنڈوں کے اندر سے اس طرح کی بھی تو نہیں آیا کرتی۔ پھر میں دیکھتا ہوں۔“ اس نے سنج کو دبانہ پر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”اس روشنی کا بانی میں عکس بھی نہیں ہے۔“

بیب کا کچھ موس گیا۔ سمجھی اب بروکا کا بچنا محال ہے۔ ساتھ ہی اپنی فکر ہوئی۔ خیال آیا۔ میری گرفتاری اس خیال سے لازم بھی جلے گی کہ میں نے ایک سخت تھاری مجرم کو پناہ دی۔ ایک بار فرار کا خیال بنایا ہوا۔ پھر سوچا کہ بھاگنے کی صورت بھی کوئی ہے؟ ایک آدمی اور پر موجود اور کچھ سپاہی کچھ اڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ ان سے بچ کر نکلنا غیر ممکن ہے۔

”متمنے میں دراز قامت افسر نے سامتی سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”نام شیخ پکڑے دو اور ابھی دیکھنا کہ۔۔۔“

اس نے فقرہ کو قصداً انا تمام چھوڑ کر سر سے کچھ اشارہ کیا جس کا مطلب اس کے ماتحت نے فوراً سمجھ لیا کہ سر سڈلے پر نظر رکھنے کے لئے کہہ رہا ہے۔ پھر جب بیب سے پستولوں کی جوڑی نکال کر ہاتھ میں لی اور تہ خانہ میں اترنے لگا۔ ہر قدم بڑی احتیاط سے اٹھاتا۔ سنگی زینہ کی راہ سے اترتا تھا اور اس کا ساتھی ٹام شیخ ہاتھ میں لے دھانڈ کے پاس کھڑا تھا۔ چند قدم اتر کر سر اعرساں نے اندر کی طرف منہ کر کے کہا۔ ”جیک سڈلے تم ضرور اس غاریں چھپے ہوئے ہو۔ بہتر ہے اپنے آپ ہمارے پاس آ جاؤ۔ مزاحمت کرو گے تو گولی سر کے پار ہوگی۔“

اس نے باری باری دو نو پستولوں کا کھوڑا دبایا۔ انہیں سر سے یہ آواز بہت خوفناک معلوم ہوئی۔ مگر اندر سے کچھ جواب نہ ملا۔

”خداوند! ہرکار کا کیا ہو گا؟“ بیٹے اپنے دل سے کہا۔ اور ساتھ ہی پہلی کی تیزی رفتار سے محل میں سوچا۔ کہ اگر اس نے ”بچاؤ کی کوئی کوشش نہیں بھی کی۔ تو میں کس طرح مدد دے سکتا ہوں؟“ اتنے میں وہی کالی بلی پھر بے تحاشا دوڑتی ہوئی کمرہ کی طرف آئی۔ نگراب کی بار دروازہ کے باہر ہی مڑ گئی۔ پھر بھی آواز نہ خانہ میں جسا پہنچی جسے سن کر دروازہ قامت کے اغراس نے جھرا ہوا آواز اجاڑ دیا۔ ”پوچھا۔ نام یہ کیا آواز تھی؟“

”کچھ نہیں۔ وہی شخص بلی پھر دوڑی ہوئی آئی تھی۔“ اس نے جواب دیا۔
بلی کی حرکات سے سسر سڑے بہت ٹھہر گئی۔ مگر جلدی ہی اوسان بجال کر کے دروازہ بند کرتے ہوئے کہنے لگی۔ ”ناکار اب اندر نہ آسکے گی۔“

دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر اس افسر نے جٹام کھلاتا تھا سخت لہجہ میں کہا۔ ”میںم چپ کھڑی رہو۔ کوئی بے جا حرکت کر دگی۔ تو یوں رکھو۔۔۔“
”ٹام گھبراؤ مت۔ اب یہ کہاں جا سکتی ہے۔“ اس کے افسر نے خانہ کے اندر سے کہا
”ہم سے آدمی جا۔ وہ طرف موجود ہیں۔“

اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ چند منٹوں کا کام تھا۔ آخری الفاظ دروازہ قامت سے اغراس کی زبان ہی پر تھے کہ خانہ کے اندر گر گر اٹھ ہوئی۔ پھر کسی کے دار کی آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی، افسر لوہیں۔ خانہ کے عین میں گر گر نظروں سے غائب ہو گیا۔ بیب سڑے نے یہ حالت دیکھی تو جانا کہ ایسا موقع پھر نہ آئیگا۔ بھوکے شیر کی طرح ٹام پر ٹوٹ پڑی۔ اور اُسے بھی سر کے بل تہ خانہ میں گرادیا۔ تہ خانہ کی تاریکی میں جدوجہد اور چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دیں۔ مگر جمع چونکہ ٹام کے ماتھے سے گر کر بچھ گئی تھی۔۔۔ اب کمرہ میں ہر طرف تاریکی تھی۔ اس لئے دکھائی کچھ نہ دیا۔ بیٹے اوسان بجالا رکھے ہوئے الماری کھل کر ایک اور موسم تہ نکالی۔ اور اسے دبا سلائی کی مدد سے روشن کیا۔ اتنے میں ہر کو بھی، سیب کی طرح زرخش زمین سے باہر نکل آیا۔

”ہو بکے! سسر سڑے نے جلدی سے پوچھا۔“

”فیروید کہتا ہوں۔ ہر کرنے جواب دیا۔ ادب بیگ ماتھے سے شمع لے کر وہ چند قدم تہ خانہ میں اندر۔ پھر فریادی دادیں آکر کہنے لگا تھرت تو نہیں مگر میوش ہو گئے۔۔۔ اب ہیں اپنی فکر کرنی چاہئے۔“

”ہتا دیکھا کریں؟“ بیچے آواز دبا کر پوچھا۔ ایک آدمی ادھر سے دوپھوٹے پہرے سے

رہے ہیں۔۔۔“

”تم شمع لے کر ادھر جاؤ۔“ برکر نے جلدی سے کہا۔ ”وہاں جو آدمی کھڑا ہے۔ اس سے رو نہ پھا“

صورت اٹا کر کہنا میرا بد نصیب شوہر کھڑا گیا۔ جاگ رہا ہے ساتھی بلکہ ہم میں۔“

عورت قہقہے کے لئے آئندہ ہو گئی۔ اور شمع ماتھے میں سے کر زینہ پر چڑھنے لگی۔ چونکہ دروازہ

بند کر چکی تھی۔ اس لئے باہر والے انصر نے ان آوازوں کو جو باورچی خانہ میں پیدا ہوئی مقبیل۔

ہنسی سنائی۔ نہ اسے دروازہ قامت سرافرساں اور برکر کی جلد جھکی خبر ہوئی۔ نہ ٹھم گئے گھسنے کی۔

عیار عورت دروازہ کھلا چھوڑ کر ایسی الٹا صورت بنائے گویا اس کے شوہر کے لئے انتہائی

سزا جو تیز ہو چکی ہے اس انصر کے پاس جو پہرہ دے رہا تھا گئی۔ اور سبکیاں لے لے کر کہنے لگی

”مئے انوس! میں لٹا گئی۔ بر باد ہو گئی۔ تمہارے آدمیوں نے میرے غریب شوہر کو کچل لیا اور

اپنے نام کو بلا رہے ہیں۔ ادھر سے جلنے۔۔۔ لئے تقییر! اب ہمارا کیا ہو گا؟“

عورت کے آنسوؤں میں بڑی طاقت ہے۔ بیچے قہقہے دھنڑا کر کو قدرتی سمجھ کر اس

انصر نے جو پہرہ دے رہا تھا اپنے ساتھیوں کے پاس جلنے میں تال نہ کیا۔ وہ روشنی کرنے کے

بہاؤ شمع ماتھے میں لئے زینہ کے بالائی حصہ پر کھڑی ہو گئی۔ اور انصر پولیس صبح حالات سے

بے خبر دھم دھم نیچے اتر گیا۔ مگر جیسے ہی فرش پر پہنچا۔ برکر نے جو تیار کھڑا تھا اس زور کا لٹھ

رہا۔ کیا کہ عزیز! وہیں تیرا چاروں شلے نچت گرا۔ اس آواز کو سن کر بیب سٹھلے ہی

آگئی دیکھا تو مرا نہیں بلکہ ہوش پڑا تھا۔ دونوں گھسیٹ کر برتن دہرے کے کرہ میں جہاں تھکا

تھا۔ ڈال دیا۔ گرٹھے میں نظر ڈالی تو وہاں کامل خاموشی تھی۔ جرم کی نیت مکمل ہوئی۔

مگر اب سوال گھر سے باہر نکلنے کا تھا۔ ستر سٹھلے اور برکر اور سنان بجال رکھ کر اسی کرہ

نشست میں گئے۔ جہاں پولیس کی آمد سے پہلے شراب پی رہے تھے۔ دونوں تیز شراب

کا ایک ایک گلاس ختم کیا۔ پھر برکر نے کہا۔ ”تیرا فطناک ہے اب چلے کی فکر کرو۔“

بیب نے خواہ بگا میں جا کر ٹوپی اور شان پہنا کچھ نقدی اور زیورات ساتھ لے کر اور

کاغذیں کا ایک گٹھا بھی لے لیا۔ کوئی دھنٹ کے عرصہ میں وہ ہر طرح یس ہو کر برکر کے پاس گئی

”اب چلیں برکر نے کہا۔“ پہلے تم باہر نکلو۔ سکتے ہی بائیں طرف گھوم جانا۔ میں پیچھے رہیں

طرف ہر آٹماہوں جس قدر جلد ممکن ہو لندن سے باہر نکل جانا چاہئے۔ پھر ملے کا سوال تقدیر

پر چھوڑ دو... مگر تمہارے پاس کچھ نقدی ہے؟

میب سٹالے نے تین چار پونڈ برکے کے ساتھ پر رکھ دیے۔ اس کے بعد صدر دروازہ کی راہ سے باہر نکلی۔ برکے ڈنڈے کو مضبوط پکڑے اس انتظار میں رہا کہ پولیس کا کوئی آدمی اندر آئے تو اس کا فوراً مقابلہ کیا جائے۔ مگر کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آیا۔ اور فریبا ایک منٹ تال کے وہ بھی مکان سے باہر نکلا۔ دروازہ بند کر دیا اور حفاظت و اطمینان کے ساتھ گلی سے نکل گیا۔ حقیقت میں مکان کے صدر دروازہ پر پہرہ کا انتظام ہی نہ تھا۔ بے شک دو آدمی بچھوڑے کھڑے تھے۔ مگر انہیں کیا خبر کہ مکان کے اندر ہمارے ساتھیوں پر کیا گزر رہی ہے۔ سب کام اس قدر سکون و سکوت کے ساتھ ہوا کہ ہمسایہ میں ان واقعات کی کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔ اس لئے برکے کے جانے پر نہ کسی نے شور مچایا۔ نہ اس کا نقاب کیا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ پولیس کے آدمی فقط جب تک سٹالے کو گرفتار کرنے آئے تھے۔ اگر انہیں معلوم ہوتا کہ زر کو بکس کی بجائے برکے کا سامنا ہوگا تو بے شبہ زیادہ آدمی ساتھ لیکر تیارچی کے بعد آتے۔ برکے اور میب سٹالے کے گزارے کوئی دس منٹ بعد دراز قامت افسر پولیس کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو تاریکی میں گھرا ہوا پایا۔ گو اس کی جان بچ گئی۔ مگر چوٹیں بہت سخت آئی تھیں۔ برکے نے اپنے مضبوط لمبے سے اتنی ضربیں لگائیں کہ غریب کے لئے حرکت کرنا دشوار تھا۔ بہر حال ہوش میں آنے پر سٹالے کو اس کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور اس نے اسے نام لیکر لپکا۔ اس کے کئی منٹ بعد دو بونٹ شکل اس اندھیری غار سے باہر نکلنے کے قابل تھے وہاں آئے تو بھٹی کو کھڑی کے اندر ملکی دستک سنائی دی۔ اسے کھولا تو معلوم ہوا۔ ان کا تیسرا ساتھی۔ انہی کی طرح زخمی اور بندھال اندر بند ہے۔ اس وقت ان آدمیوں کو جو مکان کے عقبی حصہ میں پہرہ دے رہے تھے۔ بلایا گیا۔ اور فریبا ہی حقیقت معلوم ہوئی کہ برکے اور میب سٹالے فرار ہو گئے۔

دوسرے دن پولیس کی بڑی جماعت نے مکان کے ہر حصہ کو کھوندنے کے بعد ایک گڑھے کے فرش کو بھی کھودا۔ وہاں کچھ ایسے نشانات نظر آئے جن سے معلوم ہوا کہ ابھی بعض خفاک باٹم کی یاد ملنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اندھکچھ اور اکھ کا ڈھیر نکلا۔ جسے ثابت ہو گیا کہ وہاں کسی کچھ سیاہ کاریاں ہوتی رہی ہیں جیسی عظیم کے باوجود اس گڑھے کے کسی انسان کی لاش یا بوسیدہ اعضاء برآمد نہ ہوئے۔ ہر حال اس میں شبہ باقی نہ رہا کہ ایک سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو اس ٹارپک گڑھے میں بھینکا جا چکا ہے۔

چوہو میں جلد ختم ہوئی

نوطبع اور نایا کتابیں

لیے یا محاصرہ غرناطہ۔ انگلستان کے مشہور مصنف لارڈ لٹن کا وہ مستحق عن التعلیف تاریخی ناول جس کے چند باب کبھی جسٹس محمود مرحوم نے تہذیب الاخلاق میں ترجمہ کرنے کے بعد اسے ناتمام چھوڑ دیا تھا۔ اب سید امتیاز علی تاج نے مکمل ترجمہ کر کے چھپوایا ہے۔ ہسپانیہ میں اسلامی تہذیب و تمدن کی آخری جھلک۔ مورخان دان کے فلسفی شہنشاہ ابو عبد اللہ کا حسرت ناک انجام۔ تحفظ وطن و مذہب کے لئے غرناطہ کے مرد میدان موسیٰ ابن ابی غانان کی سرگرم مساعی محکمہ احتساب کے ہولناک مظالم۔ حصول آزادی کے لئے یہودیوں کی دیوانہ وار کشمکش۔ اور مذہبوں اور سلطنتوں کی اس جدوجہد کے درمیان لیے ایک مجنون یہودی کی مضموم دختر۔ جو قوم یہود کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے پران چڑھائی گئی تھی غرناطہ کے مسلم مرد میدان کو چاہئے تھی۔ واقعات کی روانہ سے کہیں پہلے گئی اور وہ عیسائیت کی آغوش میں جاتی ہوئی اپنے نامراد باپ کے خجھرے تمام ہو گئی۔ انداز تحریر کے شکوہ۔ افراد قصہ کی سیرت کے مکمل بیان اور صحیح تاریخی واقعات اور اثر و تاثر کے لحاظ سے ادب اردو میں ایک حیرت انگیز اضافہ ہے۔ عمار

والہم تہ تقدیر۔ جاپس گاروس کے زبردست ناول سنگھٹائی فینٹ کا ترجمہ منشی امجد علی صاحب کے قلم سے۔ نگاروس کے ناول انگریزی میں لاکھوں کی تعداد میں محبوب کز فزخت جتے ہیں۔ اردو میں بھی ان کا اظہار دیکھیے۔ سرورق پر رنگین تصویر ۲۰۸ صفحے قیمت ۷/۸ عذرا۔ سر رائڈ میگرڈ کے زبردست ناول "سٹی" کا ترجمہ صنیف دامن کا نہایت دلچسپ سفر نامہ میں کے باپے جو قاہرہ کے جامع ازہر میں طالب ملی کرتا تھا۔ صنیف کو وصیت کی کہ مینا میں میرا ایک خور دو سال بچہ ہے۔ وہ تمہارے پاس پہنچایا جائے گا۔ اور ایک صند۔ دینی بھی صنیف کے سپرد کی۔ اسیکا کہ جب امین بالغ ہو جائے۔ تب یہ صند دینی کھولی جائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ اور اس صند دینی میں سے ایک تحریر نکلی۔ جس کے بموجب صنیف دامن افریقہ کے نق ووق جنگلوں میں ایک عجیب و غریب دلیل بار ایک عورت کے ملک میں پہنچے جو ہزار سال سے زندہ چلی آتی تھی۔ اور آگ کے تھلوں میں نہایا کرتی تھی۔ اس کے حلات ایسے عجیب و غریب ہیں کہ نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سنے قیمت ۷/۸

مجسم شیطان (ہر حصہ) یہ کتاب سر رائڈر ہیکرڈ کے مشہور ناول مونی زو ماڈلڈ کا ترجمہ ہے
حصہ اول مجسم شیطان اور حصہ دوم دوزخ کی بھیگی کے نام سے چھپا ہے۔ قابلہ یہ چیز ہے۔ صفحات
۵۲۰ صفحے قیمت حصہ اول ۷۰ پونے دو حصہ دوم ۷۰ پونے دو حصہ تیسرا ۷۰ پونے دو

ہومی کا قاتل۔ فرانس کے نامی مصنف ہیلی گبور یو کے ناول سٹری آف ۱۱ ریل "کا ترجمہ
فرن سراغ سانی میں بے نظیر ناول ہے۔ نامی سراغ سانی ایک کاک کے حیرت خیز کارنامے کے بموجب
پر تصویر، ۷۰ صفحے قیمت ۱۲

ممتا بزمیگم۔ ممبئی میں ان دنوں سٹر عبد القادر باولہ کے قتل کا جو سنسنی پیدا کرنے والا مقدمہ زیر
سماعت ہے۔ اس کے حالات اکثر اخباریں حضرات کی نظروں سے گزر چکے ہوں گے۔ یہ ناول
اس واقعہ کے متعلق ہے۔ ممتا بزمیگم اور سٹر باولہ کا عشق قاتل۔ دلکش اور حیرت انگیز راجوں
کا انکشاف، ۷۰ صفحے قیمت ۱۲

بہرام کی رہائی۔ یہ کتاب بہرام کی گرفتاری کا دوسرا حصہ ہے۔ جن لوگوں نے پہلی کتاب پڑھی
تھی وہ اس کی تلاش میں تھے۔ اب یہ چھپ کر تیار ہے۔ حقیقت میں یہ قصہ انقلاب یورپ
والا قصہ ہے جسے ہندوستانی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آرمین لوہن کا نام
ہی بہرام رکھا گیا ہے (سرورق پر تصویر) ۷۰ صفحے قیمت ۷۰

خوفاک ڈیکٹی۔ سٹر حاجین سیاح کے حیرت یاش کارنامہ جاسوسی کے ساتھ ساتھ بھی
کے بد معاشوں کی عجیب چال بازیوں سٹر اور سٹر مول جی کی افواہوں کا مصیبتیں۔ مشہور
سراغ سالوں کی جاسوسیاں، امرزادہ اعلیٰ صاحب خیر کھنوی (بالقصور ٹائٹل) ۱۹۵
صفحے قیمت ۷۰

رتن بانی (یا صوبہ انتقام) جسے چند کی راجہ بھڑونچ کی بے گناہ اولاد سے انتقام لینے کی
کوشش۔ رتن بانی کو طغیانی میں دایہ کی گود سے جمیں لے جانا۔ قیامت خیز جاسوسیاں اور
چالاکیاں۔ عجیب و غریب دنگداز واقعات، ۷۰ صفحے قیمت ۷۰

واراب کی گرفتاری۔ ہندوستان کے مشہور ڈاکو واراب کے بے مثل کارنامے۔ پولیس
کی قابل قدر کوششیں۔ ایک ریاست کے ولی عہد سے ساز باز سراغ سانی اور فوجی چالیں
(سرورق پر رنگین تصویر) ۱۱۲ صفحے قیمت ۱۲

لال برادر س ۷ پار سنر روڈ نوکھالا کو

نوطبع اور نایاب کتابیں

سہری ٹھول - نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز ناول ہے۔ اپنے آگے اس پلاٹ کا ناول اردو میں نہ دیکھا ہوگا۔ ایک بار شروع کر دو پھر ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ باموقع تین فوٹو ہلاک دیے گئے ہیں جن سے اسکی خوبصورتی کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ قریب تین صد صفحوں کی کتاب کی قیمت صرف فی جلد ۷۰/-

سہری بازو بند - نظام حیدر آباد کا باجی راؤ پیشوا سے تنگ آکر صلح کی شرائط طے کرنا صلح نامہ پر دستخط کرنے کے لئے چند سواروں کے ہمراہ باجی راؤ کو اپنے قلعہ سے باہر بلانا باجی راؤ کا چند سواروں کے ہمراہ آنا۔ نظام کا دھوکا کرنا۔ اور دو شہزاد سواروں کو بھیج کر گھیر لینا۔ باجی راؤ کا چند سواروں سے سچی و دہزار فوج کا مقابلہ کرنا۔ سترہ صد سپاہیوں کا مارا جانا۔ باقی کا بھاگ جانا۔ باجی راؤ کا زخموں سے چور ہو کر گر پڑنا۔ ایک اجنبی کا باجی راؤ کو ملنے جانا۔ عجیب و غریب طریقہ سے باجی راؤ کا نظام کی قابو میں کرنا وغیرہ نہایت دلچسپ ناول ہے۔ قیمت فی جلد ۷۰/-

منہ گمار کر کھجھانسی - یہ ایک عجیب و غریب بنگالی ناول کا ترجمہ ہے جس میں ان تمام ہونک منہ گمار کی پروردہ دوستانہ یہ ناظرین کی گئی ہے۔ جو اسلامی حکومت کے خاتمہ اور انگریزی عہدِ اسی کے آغاز میں نوابی کے خور غرض اور خود پرست ناموں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے حریفوں اور لاپچی قائم مقاموں اور ان دونوں طاقتوں کے مابین سفلیہ مزاج۔ تنگ دل۔ کمینہ خیل بنگالی وغیرہ بنگالی ملازموں کے ماحولوں پر تنصیب بدل بنگال کو برداشت کرنے پر طے جن کے ظلم اور زیادتیوں سے تنگ آکر جمائے مہندستانی پارچہ بھونے جن کی صفحہ۔۔۔ رست کے نادر اور نایاب نمونے کسی زمانہ میں مادرِ منہ کے لئے باعثِ ناز تھے۔ خود اپنے ماحولوں کے انگلیٹے کاٹ ڈالے تاکہ ان کو برائے نام اجرت پر فاقہ کٹنی کر کے ایسٹ انڈیا کمپنی کے حریفوں کا رندوں کے لئے کام نہ کرنا پڑے۔

اس ناول کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارندوں نے ملک کا اجازہ لے کر ملک فردشوں وغیرہ پر کیسے ناگفتہ بہ منہ گمار رکھے اور محب وطن ہمارا خیر منہ گمار پر جہانِ افسوسناک اور شرمناک حالات میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ کس طرح فرضی

مقامات جلا کر ان کو پھانسی دی گئی۔ قیمت ۱۲
 مینا۔ بابو کشن و دچندر چترجی کی اسی نام کی کتاب کا ترجمہ جس کو مکیم احمد شجاع بی۔ اس نے
 اردو کے قالب میں ڈھال ہے۔ یہ واقعہ ایک اعلیٰ مند و ستانی خاندان سے تعلق رکھتا
 ہے۔ اور اس میں نیکی و بدی کی کشمکش کے پیرایہ میں سبق آموز زندگیوں کے حالات درآئے
 گئے ہیں۔ پلاٹ کی دلچسپی و دلادیزی کو مد نظر رکھ کر انفراد قصہ کے ایرکٹر اس خوبی سے دکھائے
 گئے ہیں جو نئی زمانہ اردو ڈراموں میں مشکل سے مل سکیں گے۔ کہانی، چمپانی، اچھی۔

کافہ عمدہ۔ قیمت ۱۲

پریم کپسی (حصہ اول و دوم) منشی پریم چند کی سب سے پہلی اور سب سے زیادہ مقبول تصنیف
 اس کتاب میں آپ کے شروع شروع کے چھپنے والے درج ہیں۔ جن کی تصنیفات پر اردو
 اخبارات و رسائل میں آپ کی افسانہ نویسی کی دھوم مچ گئی تھی۔ مدت گزرتی ہے کتاب زمانہ
 برسوں کا پنڈو میں چھپی گئی۔ اور پہلا ایڈیشن تمام ہونے کے بعد کہیں سے دستیاب نہ ہو سکتی
 تھی۔ اب اس محبوبے میں وہ تمام مختصر افسانے درج ہیں جو منشی صاحب موصوف نے
 پریم کپسی تصنیف کرنے سے پہلے لکھے تھے۔ اور ان میں امانت، بڑے گھر کی بیٹی، نمک کا
 داروغہ، رانی ساندھا، بے غرض حسن، آہ بے کس، خون سفید، صرف ایک آواز،
 نرموں کا بھل، غیرت کی کٹار، منزل مقصود وغیرہ خاص طور پر شہرت حاصل کر چکے ہیں۔
 حصہ اول ہم حصہ دوم ہم۔

خیالستان۔ سید سجاد حیدر بی۔ ۲۰ سے کا نام محتاج تعارف نہیں۔ محزن کے دور اول میں خوب
 لاڈ انشا پر داری دے چکے ہیں۔ انکے مضامین کا یہ مجموعہ ملک میں بے انتہا مقبول ہو چکا
 ہے۔ اور پنجاب یونیورسٹی نے اس کتاب کو اردو امتحانوں کے نصاب میں شامل کر لیا ہے
 بالقدر قیمت ۲۰۔

شاہین و دراج۔ مولوی راشد الخیری کا ایک دلنویس تاریخی فسانہ جس میں محبت کے جذبات
 لطیف کو لطف و رنگینی سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ محزن کے دور اول میں بالاقساط شائع ہو
 کر بے انتہا مقبول ہو چکا ہے اور بہماط زور علم اور جذبات نگاری کے مولانا کی تصنیفات میں نمایاں
 درجہ رکھتا ہے۔ قیمت ۸۔

لال برادر کس، پارسنر و ڈونو کھا لاسو

خونی تلوار

ریٹالڈس کے منبیر تاریخی ناول میک آئن گلنگو کا اردو ترجمہ
منشی ترقیہ نامہ فیروز پوری کے قلم سے

ریٹالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ اب پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے۔ اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی نادر ہے جیسا کہ اردو میں اور کسی میں نہیں پایا جاتا۔ اسے ہولناک واقعہ پر ریٹالڈس کی تحریر پوچھتے نہیں۔ اس میں کسی کچھ دیکھیں وہ کوڑ ہیں۔ گلنگو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اتنا خوفناک کہ مورخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں۔ ریٹالڈس نے اپنی جادو نگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے وہ اسی کا صحیح پتہ ہے۔ وطن اور قومی غیرت کی تصویر۔ آزادی کی حسرتیں قربانی کا نظارہ۔ سیاسی نظام کی مذہب لے والی داستان مکمل ۵۵۸ صفحہ قیمت لٹھ روپیہ

باپ کا قاتل

ریٹالڈس کے زبردست ناول پیری سائڈ کا ترجمہ
منشی شمیم الدین صاحب بہار کے قلم سے

کیا یہ بتانی جاوے گی کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس معزوں کا منظر نہیں ہے؟ باپ اپنے چھوٹے بچے کو زانو پر بٹھا کر پلید کرتا اور اس کے زخم چلیے اور گہبے سجے بالوں پر ماتہ پھیرتا ہے یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فراموشی حالت کو بھی قطعی فراموش کر دیتا ہے۔ اور صرف یہ امید رکھنے لگتا ہے کہ راحت ملتی ہے کہیں اپنے بچے کیلئے وافروٹ کا سکون۔ ہی ٹکرس ہی کی ماری زندگی بسر ہوتی ہے۔ الہی ہی کچھ جان ہو کہ باپ کے قتل کرے۔۔۔۔۔۔ یہی نفع ہے ماتہ لے قوی ہم جائیں کہ اس پر محبت الہی غیر بہو نکات میں ہر وقت سی کے لئے فکر مند و مضطرب تھا تھا اُسے کیا فطرت انسانی میں جو قابل ترین ہوتی ہے نہایت زندہ دار۔ ہر اہم درد و حسرت رُجہ سبق آموز دیکھیں ۶ جلدیں ۵۲۵ صفحے قیمت لٹھ روپیہ
لال برادر س۔ پارسنر روڈ نوکھا لیا مور

ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

وہ ناول جو ہم نے اب تک ماہوار سلسلہ میں شائع کئے ہیں

جارج ڈبلیو۔ ایچ۔ رینالڈس

کتاب اصل مترجم صفحہ تقریباً

منازل لندن (۱ حصہ)، مشرقات لندن (سلسلہ اول)، منشی ترقیہ رام صاحب فیروزپوری ۲۳۴۸

" (۲ حصہ)، " (سلسلہ ثانی)، " ۲۶۷۱

باب کا قاتل (۱ حصہ)، پیری سائڈ، منشی شمیم الدین صاحب فیروزپوری ۵۲۵

خونی تلوار، میک آف گنگو، منشی ترقیہ رام صاحب فیروزپوری ۸۵۸

مارس لیبلانک

الغلاب یورپ ۸۱۳ منشی ترقیہ رام صاحب فیروزپوری ۵۱۰

شریف بدعاش (۱ حصہ)، کنقز آف آرسین یون، ۱۴۰

چلتا پڑتا، " (آخری حصہ)، " ۵۶

خونی ہیرا (۲ حصہ)، ایرٹ آف آرسین یون، ۱۶۱

ایڈگر چیپمن اور مارس لیبلانک

نقشہ نواب آرسین یون، منشی ترقیہ رام صاحب فیروزپوری ۷۳۲

منزل مقصود، ہشٹاپ، منشی ترقیہ رام صاحب فیروزپوری ۲۵۰

وطن ہٹ، سچیش ڈاٹر، منشی ترقیہ رام صاحب فیروزپوری ۳۲۱

رہوں کا عروج، ٹریوٹ آف سولہ، منشی ترقیہ رام صاحب فیروزپوری ۶۶۱

افسانہ بحال، ...، منشی ترقیہ رام صاحب فیروزپوری ۲۱۳۵

کائنات کا نام، کٹ، ۳۵

لال برادر س، پاپ سنز روڈ لاہور

